طلب العلم فریضة علیٰ کلّ مسلم و مسلمة

ہدایت

چ ولو! سنتی ہو؟ جس تعظیم اور ادب سے تم اپنے بڑے بوڑھوں سے
مخاطب ہو کر گفتگو کرتی ہو یا جس محبت اور پیار سے اپنے چھوٹوں سے
ج ہو وہی تمہارے القاب ہیں اور جن الفاظ سے تم اپنے بزرگوں
عمدہ کے سر جھکاتی یا اپنے چھوٹوں کو دعا دیتی ہو وہی تمہارے آداب
ہو ن اس بکھیڑے میں نہ پڑو کہ جب تک ہمیں مردوں کیسے القاب و
تاہم داب یاد نہ ہو جائیں ہم کیا خط لکھیں اور کیونکر قلم اُٹھائیں۔ اس پیروی
سے تمہاری باتوں کا اثر۔ تمہاری ذاتی لیاقت کا ہنر۔ خاک میں ملجاتا ہے
اور وہ خط مردانہ ہوجاتا ہے۔ کیا تمہارے بول انمول نہیں ہیں جو
تم اُن پر خاک ڈالتی ہو؟ کیا تمہاری زبان کے قدردان دنیا کے پردہ
سے اُٹھ گئے جو تم اس جنس کو اپنے سر سے ٹالتی ہو؟ کیا تمہاری زبان
روتوں کو ہنسانے اور ہنستوں کو رلانے کی قابلیت نہیں رکھتی؟ کیا تم
اپنے انہیں الفاظ سے زیروں کو شیر اور شیروں کو زیر نہیں
بنا سکتیں؟ کیا تم چاہو تو اپنے احدی بچوں کو چالاک اور ڈرپوکوں کو
دلیر بنالو؟ انصاف سے پوچھو تو خدا تعالیٰ نے کسی خاص فرقہ پر کوئی
پھر نہیں رکھی انسان انسان سب ایک ہیں ان میں مرد

ہوں تو اور عورتیں ہوں تو + حبش میں ایک ملک ایسا ہے کہ وہاں
عورتوں ہی کی فوج اور عورتوں ہی کا انتظام ہے لڑائی پر یہ چڑھتی ہیں
چور یہ پکڑتی ہیں۔ جس طرح مرد بہادری کے تمغے پاتے ہیں اسیطرح
پاتی ہیں۔ یوروپ اور امریکہ میں بھی ڈاکخانوں اور اسپتالوں میں
اکثر عورتیں بھرتی ہوجاتی ہیں بلکہ اب تو اخباروں کی نامہ نگاری بھی کرنے
لگی ہیں **غرض** پروردگار عالم کے نزدیک سب یکساں ہیں جو کام
انسان کے ہیں وہ ہر ایک انسان سے ہوسکتے ہیں چونکہ ابھی تک کوئی
ایسی انشا نہیں بنی تھی جسمیں روز بروز کام پڑنے کی باتیں خاص عورتوں
کی بول چال میں اس طرح لکھی گئی ہوں جس طرح وہ آپس میں بولتی چالتی
اور بے تکلفانہ گفتگو کرتی ہیں یعنی اگر بھولے بھالے بچے ہیں تو اُن کی
سے بھول پن برستا ہو اور جو بڑے بوڑھے ہیں تو اُن کے الفاظ
بڑاپن نکلتا ہو۔ برابر والیوں سے آپس کی بے تکلفی۔ نوکروں سے اُن
کی خدمت گزاری اور خیر خواہی پائی جاتی ہو۔ خوشی میں خوشی کا اور
غم میں غم کا سماں بندھے۔ جو پڑھے اُسکا دل لگے۔ ادھر خط دیکھا اُدھر
جواب پر نظر پڑی جو بات ایک عمر میں آتی چار دن میں آگئی اسلئے میں
نے ۱۸۷۵ء میں ڈاکٹر فالن صاحب بہادر انسپکٹر مدارس صوبہ بہار
کے فرمانے سے یہ کتاب انشائے **ہادی النسا** انہیں خوبیوں کے
ساتھ لکھی۔ کہ کتاب کی کتاب سہیلی کی سہیلی + انشا کی انشا۔ سہیلی
کی سہیلی + خدا تعالیٰ کی عنایت سے ایسی مقبول عام ہوئی کہ اب دوبارہ
ترمیم کرکے چھاپنے کی نوبت پہنچی اور اس فن کی تکمیل کے واسطے
دوسرا حصہ بھی لکھکر چھاپنا پڑا۔ ہادی النسا وہ سہیلی ہے جو کہ

مانگے اور نہ روٹھنے کو جانے۔ ہنسنے میں بھی شریک اور رونے میں بھی شریک۔ غرض تنہائی کی ہٹانے والی اور ہر حال میں دل کی بہلانی والی ہے اسکی عبارت پڑھنے کا وہی ڈھنگ ہے جو باتیں کرنے کا ہوتا ہے۔ اس کتاب کی چار فصلیں ہیں **پہلی فصل** میں بڑی بوڑھیوں کے نام خط معہ جواب (اس میں دو ایک خط میاں بیوی کے بھی ہیں۔) **دوسری میں** بہنوں بہنوں کے خط اور اُنکے جواب **تیسری** میں برابر والیوں کے نام خط اور اُنکے جواب **چوتھی** میں اتنا پھوپھو۔ماما اصیل وغیرہ کی نام خط اور اُنکے جواب۔ اگرچہ بظاہر اسکا حجم کم معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت میں نفس کتاب میں کچھ کمی نہیں ہوئی بلکہ بعض خط اور عمدہ عمدہ ذکر بڑھائے گئے ہیں البتہ جب فرہنگ ہر ایک فصل کے بعد علٰحدہ لکھی ہوئی تھی اب صرف مشکل الفاظ کی معنی فٹ نوٹ میں لکھدیئے ہیں تاکہ ڈھونڈنے کی دِقت نہو اور پاس کے پاس ایک رہبر موجود ہو گو اِنکی بھی ضرورت نہ تھی مگر چونکہ اکثر مردان الفاظ کی نہ سمجھنے کی باعث اُنکا پورا پورا لطف نہیں اُٹھا سکتے تھے اس سبب سے یہ تدبیر کی گئی فقط سید احمد دہلوی سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ ایجوکیشنل پریس لاہور

پہلی فصل

بڑی بوڑھیوں کے نام خط اور اُنکے جواب

... جان! تمہارے قربان یہ تو کہو تمنے ابکی عید ... کیا کیا بنایا ہے؟ جو بی آپا ایک ایک سے کہتی پھر ... کے لئے تو سمجھاتے گوٹے کناری

کے کپڑے ۔ گھنگرؤں کی ٹاٹ باقی ہوتی ۔ ہاتھوں کے کنگن پاؤ وا
کے پیچھے بنوائے گئے ہیں ۔ جب بہنے کہا اور بی تمہارے واسطے
تو بولیں کہ تو ہمسار کے غریبوں کو کون پوچھتا ہے ۔ بھلا دادی جا
اس میں جلنے کی کیا بات تھی چھوٹوں کو تو سبھی چاہا کرتے ہیں ۔ انہ
اتنی بڑی بیوی کو کون پیار کرے ۔ تم دیکھنا جب میں لال لال کپڑ
ے دلہنا پہن کر چھم چھم کرتی ہوئی عید کو آداب کو آؤنگی اور ڈھیر
عیدی کے روپے لے کر جاؤں گی تو کتنا انگاروں پر لوٹینگی فقط
اصغری تمام

جواب بیٹا اصغری ! تم جتنی چھوٹی ہو اتنی ہی کھوٹی ہو ۔ تمہا
حرفت کو میں ہی خوب جانتی ہوں تمہیں منہہ کیا لگایا کہ تم سر ہ
چڑھ گئیں ۔ کیوں بی تم میری بڑی پوتی کو مجھ سے لڑوانا چاہتی
ہو یا تو مجھے دونوں آنکھیں برابر ہیں ۔ جو تمہیں دونگی اُنہیں پہلے د
تم اپنے جلے پھپولے نہ پھوڑو ۔ اور آگے پیچھے بڑی بہن کے حق
ایسے سخت کلمے نہ بولو ۔ نہیں تو تمہیں جانوگی ؟ ہا ! تم کیسی اشراف زا
ہو آپا کا درجہ ماں سے کم سمجھتی ہو ؟ لو اللہ حافظ

خط دادی اماں ! تمہیں خبر بھی ہے بی آپا آئے دن میرا کلیجہ کو
کرتی ہیں ۔ سو دشمنوں کی ایک دشمن ہیں ۔ چھری کو پائیں تو مجکو نہ پائیں

۱ کامدار تار باتی ۲ ہم جیسے ۳ چھن چھن زیور کی جھنکار ۴ جلنا رشک کر
حسد کرنا ۵ لاڈ سے بیٹی کو بھی کہتے ہیں ۶ چالاکی عیاری ۷ ربط و اختلا
بڑھانا ۸ گستاخ ہونا ۹ بغض نکالنا ۔ دشمنی کرنا ۱۰ کلمہ تاسف
۱۱ بڑی بہن ۱۲ دل جلانا ۱۳ مار ڈالیں

کبھی تو اماں کو لگا دیتی ہیں کہ" اماں جان اسکا سینے پر ذرا دیدہ نہیں ٹکتا + کبھی استانی جی کو سنکار دیتی ہیں کہ دیکھو آتو جی کتاب کھلی رکھی ہے۔ شیطان پڑھ رہا ہے۔ سچی ہے کہ سارے گھر کے جالی لیتی پھرتی ہے +ادھر سے اماں مارتی ہیں ادھر سے استانی جی گھرکتی ہیں مجھ کمبخت کی بیٹھے بٹھائے شامت آجاتی ہے + میرا تو انکے ہاتھوں سے ناک میں دم ہے۔ اور آپ انہیں کو بکوں پر انکا ادب کرنے کو کہتی ہیں خیر تمہارا کہنا سر آنکھوں پر مجھے اس میں بھی انکار نہیں مگر ذرا تم انہیں بھی سمجھا دینا + لیجئے آداب فقط

جواب میری جان! تیرا اللہ نگہبان۔ دیکھ تو بیوی بٹیاں یوں اپنے بڑوں کا کہنا مانا کرتی ہیں + شاباش شاباش +اے لے اس خوشی میں تیری گڑیا کے بیاہ کیواسطے پانچ روپے بھیجتی ہوں جس دن چھٹی ہو اسکا کھانا پکا کر چار لڑکیوں کو لے بیٹھیو

خط نانی اماں! میرا آداب لو اور جو چیزیں میں بھیجدو۔ تم جانتی ہو کہ مجھے اپنے ننھے بھائی سے آٹ کٹ دن بھر گودی پر چڑھائے چڑھائے پھرتی ہوں۔ پر اسکے کھلانے کی باتیں نہیں جانتی + مجھے یاد ہے کہ ایک دن تم بڑی آپا کے بیٹے کو پیارے پیارے بولوں سے کھلا رہی تھیں۔ اور وہ خوش ہو ہو کر کلکاریاں مار رہا تھا کیا اچھی بات ہو! جو تم مجکو بھی وہی باتیں

---

۱ بہکاتا ۲ دل نہیں لگتا ۳ الٹ دینا ۴ بیہودہ پھرنا ۵ ناحق ۶ جی بیزار ہے ۷ پچیس۔ افعال ۸ بدل وجان منظور ۹ بیاہ ۱۰ ۱۱ اشراف زادیاں ۱۲ از حد ۱۳ ہنسنا۔ ٹھٹھا مارنا صرف بچے کے لیئے بولتے ہیں ۱۴

لکھکر بھیجدو۔ تو خدا حافظ

جواب میری سگھڑ بنّو! تیرے ہاتھ کا لکھا دیکھ باغ باغ ہوگیا بھلا جس کی ایسی دستِ[۱] و قلم پیاری نواسی ہو کسی چیز کا کیونکر دریغ[۲] کروں؟ بیٹی جو مجھے دو چار بول یاد ہیں اوپر سے صدقے اور قربان ہیں۔ تیرے ماموں کی انّا[۳] جس طرح بچوں کو بہلایا کرتی تھی وہی باتیں مجھے یاد ہوگئی تھیں سو بھیجے دیتی ہوں

بچے کھلانیکے فقرے

(۱) میاں آوے دوروں سے + گھوڑے باندھوں کھجوروں سے (۲) میاں آونے کیوں کر جانئے + گھوڑے کی ٹاپ پہچانیے (۳) میاں آوے دوڑ کے + دشمن کی چھاتی توڑ کے (۴) میاں کو لاؤ رہی مائی + کھلاؤ دودھ ملائی (۵) میاں آوے علی علی + پھول بکھیروں گلی گلی (۶) جگ جگ جگ جگ جیا کرو + دودھ ملیدہ پیا کرو (۷) میاں کو لا رے ہیرا[۴] + باجیگا تال مجیرا (۸) رکن مار[۵] کن کوٹھا + میرے راسے چمپے کا بوٹا + چھم چھم کرتی آئی رہی چڑیا + میرے ننّے کا منگنا[۶] لائی رہی چڑیا (۱۰) چھی چھی چھی چھی کوا کھائے + دودا بھاتا تتا کھائے (۱۱) آ بیٹے کچھ دونگی + تیرے مکھڑے کی بچّی[۷] لونگی + تجھے لال سے بنّو دونگی + چھندنا سا بچہ لونگی (۱۲) ڈنگ ڈنگ

[۱] لکھی پڑھی [۲] افسوس [۳] دودھ پلانے والی نوکر [۴] ہیرا من طوطا مراد [۵] قاصد خوش خبر دیتے وقت بہلانے کا فقرہ ہے [۶] تجھے خوب ہوسناہے کمال خوش [۷] نسبت منگنی [۸] منہ دکھلاتے وقت کا فقرہ ہے [۹] بوسہ

دنگت[1] نا کرو ٭ میاں کا منگنا کرو ٭ میاں کے سا سُسرے[2] چلو ٭ بیٹھے بیٹھے چوبے کھاؤ ٭ میٹھا میٹھا شربت پیو (۱۳) چندا ماموں[3] دور کے۔ بڑے پکاویں بور کے ٭ آپ کھاویں تھالی میں ٭ ہمکو دیویں پیالی میں پیالی گئی ٹوٹ ٭ چندا ماموں گئے روٹھ ٭ پیالی آئی اور ٭ چندا ماموں آئے دوڑ ٭

لو کیا یاد کروگی بیٹیوں کے ۔۔۔ کی بھی دو باتیں لکھی دیتی ہوں انہیں بھی دھیان میں رکھنا (۱۴) بیوی رہی تو بائی چھنگے[4] دن آئی ۔ جئیں تیرے باپ اور بھائی (۱۵) بیوی بیٹیاں ٭ چھپر کھٹ میں لیٹیاں ٭ مارے مغروری کے جواب ندیتیاں (۱۶) اگھو[5] لکھو میری بیوی کو اللہ رکھو فقط

خط ۷ اماں بی! تمنے تو آپا جان کے ہاں اچھی چھاونی چھائی ہے ۔ اللہ! کسی ڈھب وہاں سے نکلنے کو جی نہیں چاہتا ٭ اچھی کیا مجھ کمبخت کی محبت اڑ گئی[6]؟ اچھی کیا اب میں وہ بیٹی نہیں رہی ہے؟ اچھی میں پوچھتی ہوں اب تمہیں میرے بن کیوں کر کل پڑنے لگی[7]؟ دیکھو بی میرا تو اب بھی یہ حال ہے کہ جب منہہ اندھیرے اٹھتی ہوں تو آداب کیواسطے کونے کونے ڈھونڈتی پھرتی ہوں پر تم یہاں ہو تو پاؤ۔ میری صورت دیکھو اپنی دکھاؤ۔ وہ تو میں ہی دیوانی باؤلی ہوں جو روز آیا ہوا جانتی ہوں ٭ جب رستہ دیکھتے دیکھتے دم

---

[1] دنگا[2] سسرال[3] رات کے وقت چاند دکھا کر یہ باتیں کرتے ہیں [4] رانی [5] شبھ گھڑی [6] آنکھ اور لکھ سے یہ لفظ بنا لیا ہے جب رات کے وقت چراغ کے سامنے بچہ کو لیکر بیٹھتے ہیں تو چراغ کی لو تک ہاتھ لیجاتی ہیں اور پھر بچہ کی آنکھوں اور منہہ پہ پھیر دیتے ہیں [7] جاتی رہی [8] چین ٭

الگ جاتا ہے[1] تو اللہ میاں سے دعائیں مانگتی ہوں کہ الٰہی تو اپنی خدائی
کا صدقہ میری اماں کو جلدی سے بلا دے - تیرے نام کی دو کوڑیاں
دونگی - جانے اُنکے دشمنوں کی جان کیسی ہوگی جواب تک کوئی
پرزہ سا رکا نہیں لکھا دیکھو بی اماں! میں کہے دیتی ہوں تمہیں میری
جان کی قسم آؤ آؤ آؤ مجھ سے تمہارے گھر کے پیچھے اپنا لکھنا پڑھنا
خاک نہیں ہوتا پھر تم جھنجھلاؤ[2] تو میں نہ جانوں ؟

جواب ۸ میری بنگالے کی مینا! تیرا منہہ سے بولتا[3] خط آیا ٭ کلیجہ ٹھنڈا
ہوا - چھاتی سے لگایا ٭ کئی دن سے تیری طرف دھیان لگا ہوا تھا -
میں یہاں تھی جی وہاں پڑا تھا ٭ بیٹی اب میں آئی کی آئی ہوں - تیری
بہن چھٹی نہائی - اور میں آئی ٭ مجھے خود خیال ہے کہ میری صغرا کا
جی گھبراتا ہوگا - بیٹا جہاں تمنے اتنے دن صبر کیا وہاں دو دن اور
بھی چپل لو ٭ میں نے اپنی بیٹی کیواسطے ڈھیر سے گوند کھانے اور سٹھورا
رکھ چھوڑا ہے - جب آؤنگی تو اور بھی بہت سی چیزیں خرید کر لیتی
آؤنگی ٭ اپنی استانی کو میری طرف سے پوچھ دینا - اور کہنا کہ جب
تک میں آؤں میری صغرا کو گھبرانے نہ دیں - سات برس کی بساط[4]
ہی کیا ہوتی ہے سارا گھر اُسی پر نہ چھوڑ دیں ٭

خط ۹ اماں جان! ہا![5] مجھے یہ امید نہ تھی کہ تمہارے برا چاہنے والے
بیمار پڑیں اور تم اُس بندی کو خبر تک نہ کرو ... تو خدا بیچاری گلچھٹن[6]
کا بھلا کرے جس نے ڈرتے ڈرتے اتنی بات کہی کہ بیگم تمہاری اماں
جان کی طبیعت جی جم اچھی[7] ہے ایک خط بھیجکر اُنکی خبر منگا لو ٭ بھلا
بی کوئی ایسا بھی غضب کرتا ہے کہ بیٹی کے ہوتے اُسے خبر نکرے - آ

---

[1] دم گھبر جانا [2] خفا ہو [3] دل خوش ہوا [4] حقیقت [5] والدہ تما شہ [5] افسوس [6] لونڈیوں باندیوں کا نام ہوتا ہے [7] اچھی نہیں ہے ۱۲

اگر خدا نہ کرے ایسی ویسی ہوئی تو میں کس کی ماں کو ماں کہکر پکارونگی بس بی تم خدا کو مانکر جلدی اپنی بیماری کا حال لکھو جو میری دل کو صبر آئے اے میرے دل کی کنجی خدا تیری ہزاری عمر کرے تو جب ترا خط آتا ہے گویا تجھے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتی ہوں آج پانچ اگلے دس دن ہوئے کہ میرے منہہ میں اُڑکر کھیل نہیں گئی - پندرہ بیس دن سے پڑی کھٹیا سے رہی ہوں بخار نے خدا استار کھا ہے کھانسی جُدی جان کو آرہی ہے - دست الگ جا رہی ہیں منہہ بھربھراٹ - پیٹ پر ورم - پاؤں پر سوجن الگ ہے - غرض ایک جان اور ہزار بیماریاں ہیں - تمھیں کیوں کر لکھوں کہ اس بیچینی میں پڑی ہوں - اگر تمہارا اتنا سا جی کڑھ گیا تو میا بندی کو کون تسلّی دیگا - نہیں - ماں تم اپنا دل بھاری نہ کرنا کس کے ماں باپ سدا رہے ہیں جو تم اپنی ماں کو بچا رکھوگی میرا جی تو نہیں چاہتا پر بیٹی تیری خاطر سے پیشہ ٹھیکری کر دیا ہے اے لو تم اپنی قسمت تو دیکھو جوں جوں علاج ہوتا ہے مرض اور بڑھتا ہے - بچنے کے آثار نظر نہیں آتے بیٹا جسطرح ہو سکے خط میں دیر نکرنا - میری یہی دعا تھی کہ میں اپنی بیٹی کو گھر بار کا چھوڑ کر جاؤں سو خدا نے میری سن لی - مگر دیکھو تم میری اس خوشی کو خاک میں نہ ملانا - نہیں تو میری ارواح بیچین رہیگی اگر تمہارا میاں سید جا ہوتا - اور

---

[۱] برائے خدا [۲] ہمراز - رفیق [۳] ہزار سالہ عمر [۴] مخفف بانو مگر یہاں ایک محبت کا کلمہ ہے جسکے معنی بیوی - بیگم وغیرہ خیال کرنے چاہئیں [۵] صاحب فراش ہوں [۶] ستار یعنی تمکو [۷] پیسہ ٹھانا [۸] روپیہ کی حقیقت نہ سمجھنا [۹] بیاہی [۱۰] خلیق - خوش مزاج موافق

تُم کالے کوسوں نہ ہوتیں تو ایک نظر صُورت ضرور دیکھ لیتی۔ خیر دُور کا سفر ہے۔ جتنی جلدی ہو اُتنی اچھی ہے۔ اب قیامت میں یاد کر کے ملینگے۔ دیکھو تُم بھی بھول نہ جانا میں چھاتی پر پتھر رکھکر اِتنا خط لکھا ہے۔ بس اب تُمھیں خُدا کی امان میں سونپکر سیدھی میاں کے گھر چلتی ہُوں فقط +

خط ۱۱ — ہئے ہئے خالہ جان! ہے ہے خالہ جان! وہ بندی تو ابھی سے بن مّیا کی ہو گئی۔ میں کیا جانتی تھی کہ میری ماں دو دن میں چٹ پٹ ہو جائیگی۔ اپنی کہیگی نہ میری سُنیگی +۔ ہائے امّاں تُمنے مجھے کسپر چھوڑا۔ ہائے امّاں اب میں کسکے میکے میں جا کر دیکھونگی۔ ہائے اب کون میرے دِلکی سُنیگا۔ ہائے اب کسکو میرا درد آئیگا ہائے اللہ میں نے کونسا بڑا بول بولا تھا جس سے میری مّیا کو اُٹھا لیا۔ اے میرے خُدا میں نے کیا گناہ کیا تھا جو میرے آگے آیا۔ اے میرے خالق مجھے اُنکی صُورت تو دیکھی ہوتی! اے میرے مالک اُنھیں اپنے بچّوں کا سُکھ تو دیکھ لینے دیا ہوتا! ہے ہے میرے ننّے ننّے پھلوا سے بھائی کس کس کی ٹھوکریں کھاتے پھرینگے۔ ہے ہے اب اُنھیں کون چھاتی سے لگا کر رکھیگا۔ خیر میرے میاں جو تُونے کیا تیرا شکر ہے۔ تُو اپنے کام آپھی خُوب جانتا ہے +۔ خالہ جان کل اُن ہشتن کی سُناونی آئی تھی آج تمکو خبر دی۔

جواب ۱۲ — میری لاڈو خُدا تجھے صبر دے۔ اور اُن مرنے والی بیوی کو جنت نصیب کرے۔ وارثی رونے دھونے سے کیا ہوتا ہے۔ اُلٹا مُردہ پر عذاب ہوتا ہے۔ خدا کو

۱ نہایت دُور ۲ سخت دل کر کے ۳ خدا تعالٰے ۴ حسرت ندبہ و ماتم۔ افسوس افسوس ۵ دفعتہ مر جائیگی ۶ غمخواری و غمگساری ۷ کلمہ نخوت ۸ پھول کی مانند خوبصورت ۹ دردمندی سے رکھنا ۱۰ خبر مرگ ۱۱ قربانت شوم +

تم تو دست و قلم پڑھی گئی - مفنے مسئلے سے واقف ہو - پھر ایسی حرکت کیوں کرتی ہو؟ اِس سے تو اُنکے حق میں دُعا کرو - کچھ پڑھکر بخشو - لِلّٰہ اللہ دو - جس سے اُنکی ارواح خوش ہو - اِس طرح بیان کر کر کے رونا اور جان کھونا منع ہے - جو کچھ گزرے دل پر گزرے - مُنْہ سے باپ نہ نکالو - فقط ✦

خط ۱۳ - اُستانی جی! آداب - جب سے آپ فریدآباد سدھاری ہیں یہہ وتیرہ باندھ رکھا ہے کہ اوّل تو اُٹھتے ہی ایک سیپارہ پڑھ لیتی ہوں سکے بعد اپنی پڑھی ہوئی کتابوں کو دوہراتی ہوں - پھر دو چار سطریں اُنکے ال کر لکھنے بیٹھ جاتی ہوں - اِتنے اور لڑکیاں بھی اپنی خواندگی پھیر لیتی ہیں - جہاں وہ پڑھ چکیں اور میں نے اُنکو سبق پڑھا دیا - اِتنے میں جان باہر سے کھانا کھانے آجاتے ہیں - جو کچھ میں نکال رکھتی ہوں سے سُن سُنا کر آگے سبق پڑھا جاتے ہیں - جب یاد ہو جاتا ہے تو سینا رونا لے بیٹھتی ہوں - آپ خاطرجمع سے جاہیں جب آئیں - میں نے سارا مکتب سنبھال رکھا ہے - لیجئے آداب - فقط

جواب ۱۴ - اُستانی کو شاد اور اپنے سبق کو یاد کرنے والی بیگم! خُدا تجھے موتیوں میں سفید اور سونے میں پیلا رکھے - تیرے اس سلیقے کو دیکھکر دل سے دُعا نکلی - میرا دل وہیں پڑا تھا - لیکن واری ماندگی سے لاچار تھی - ذرا دم میں دم آیا - اور میں نے اپنے آپ کو وہاں پہنچایا - اللہ رکھے اب تو تمہاری چھوٹی بہن بھی اُردو فارسی

ئہ خُدا کی راہ میں ئہ خلافِ شرع ئہ تشریف لیجانا ئہ پھیرنا - گردان کرنا ئہ آموختہ ئہ بیماری ئہ ناچار ئہ طاقت سیپارہ - تیسواں حصہ قرآن کا

کے حرف خاصی طرح اُٹھانے لگی ہوگی؟ دیکھنا کوئی اُسے ساتھ پڑھنے کی عادت نہ ڈالدے۔ نہیں تو میری کی کرائی محنت اکارت جائیگی۔ جہانتک ہوسکے اُسے طبیعت پر زور ڈالنے دیں آپ ایک حرف نہ بتائیں اُسی سے نکلوائیں۔ جب میں آکر مکتب کو اچھا دیکھونگی تو سب کو گاڑیاں بھر کے شاباشی اور دو دو دن کی چھٹی دونگی ✤ تو تمہیں اللہ کی امان

خط ۱۵ چچی اماں کو میرا آداب پہنچے ✤ حضرت میٹے آپ کی برخوردار کی بات ایسی جگہ لگائی ہے کہ آپ بھی سنیں تو اش اش کریں ✤ ہڈی ایسی جسے کہتے ہیں ✤ گھرانا ایسا کہ چراغ لیکر ڈھونڈو تو نپاؤ ✤ لڑکی صورت شکل میں ایسی کہ حور کو چھپاؤ اور اُسے نکالو ✤ رنگ جیسے شہاب یا انار کا دانہ۔ نقشہ چاندسا گول بہت ٹھیک۔ نک سک سے درست ✤ کٹورا سی آنکھیں۔ ستواں ناک۔ بوٹا سا قد۔ لمبے لمبے بھونرا سے بال۔ جٹی جٹی بھویں ✤ باتیں کرتی ہے تو منہہ سے پھول جھڑتے ہیں۔ جب کچھ پڑھتی ہے تو موتی پروتی ہے۔

ع۵ بخوبی عہ پہچاننا عہ برباد عہ نہایت خوش ہونا۔ واہ واہ کرنا یہ لفظ عربی میں اشاش تھا جسکے معنی خوشی منانے کے آئے ہیں۔ اُردو والوں نے اسی کو بگاڑ کر اش اش کرلیا اور یہانتک ہاتھ صاف کیا کہ عین سے عش عش لکھنے لگے اور اپنے ذہن میں خلاف قاعدہ عیش اسکا مادہ بھی قرار دے لیا حالانکہ اس عش عش کے معنے گھونسلے کے ہیں اُن کو چاہیے کہ ذرا منتخب اللغات منتہی الارب قاموس وغیرہ کو بھی دیکھ لیں عہ اصل نسل حسب نسب عہ نک بفتح نون سک بکسر سین ہے مگر بول چال میں بکسر نون وبضم سین آتا ہے۔ از سرتا پا۔ ایڑی سے چوٹی تک عہ خوشنما یہ پڑھنا عہ اچھی طرح لفظ ادا کرنا

بس جی یہی چاہتا ہے کہ اُسکی باتیں سُنا کروں اور دن بھر بیٹھی صُورت تکا کروں۔ آگے سگھڑ ویسی ہی۔ دسوں اُنگلیاں دسوں چراغ۔ پڑھی گُنی دست و قلم میں اپنی آپ ہی دیکھوں گیارہ برس کی جان نے بیسیوں کتابیں اُلٹ ڈالیں ✤ خط ایسا سُتھرا لکھتی ... تم سے کیا کہوں ✤ اپنی ماں کی اِکلوتی ہے ✤ اِنکے باوا ... نہ میں بڑے چڑھے بڑھے تھے۔ انگریزون کے وقت میں ... دور دَورا رہا۔ اب بھی خدا کا دیا سب کچھ موجود ہے دس ... تے ہیں ✤ پھپی اماں اس گئے گزرے وقت میں بھی اتنا دان ... کہ گھر بھر کر باہر پھر لگا ✤ اُنہیں روپیہ پیسہ کچھ نہیں چاہیے۔ وہ ... تھی میں ہیچ پیچی اور پیوند میں پیوند مجائے ✤ اگر تم کو یہ بات منظور ہو تو ایک رقعہ لکھوا کر میرے پاس بھیجدو۔ میں مشاطہ کے ہاتھ اُن کے ہاں بھیجدونگی ✤ جب بات چیت ہو جائے تو کوئی اچھا دن دیکھکر مُنہ میٹھا کر دینا ✤ آگے تمہیں اختیار ہے میں اپنے حق سے ادا ہوگئی فقط

جواب ۱۶ آبادی جان! تمہیں اللہ کی امان۔ یہ بات جو تمنے ٹھیرائی ہے میں اس سے ایسی خوش ہوئی کہ گھر بھر میں پھُولی نہ سمائی۔ اور جب تمہارے بھیّا نے سُنا تو وہ بھی بہت خوش ہوئے کہ شادی ہو اور یہاں ہو ✤ ... رے بھائی سعادت علی کی باچھیں بھی کھل گئیں

۱؎ سلیقہ مند۔ ۲؎ ایک ایک انگلی ایک ایک ہنر کے چراغ سے روشن ہے ۳؎ چشم بد دُور ۴؎ جہیز ۵؎ ذات میں ذات نسل میں نسل ۶؎ مشاطہ لگینی کرنا ۷؎ خوش ہونا ✤

ابھی سے اِترانے پھرتے ہیں کہ او ہو جی ہمارا تو بیاہ ہوگا ۔ میں دیکھتی ہوں اس زمانے کے بچوں کو بڑوں سے زیادہ خوشی ہوتی ہے ۔ بوا اسبا تکو سُنکر ہزاروں دُعائیں نکلیں ۔ خدا تمہیں اپنے بچوں کا سہرا دیکھنا نصیب کرے ۔ اگر تم اسباب کو ٹھیک ٹھاک کردو تو جیٹھ منگنی پٹ بیاہ ہو جائے ۔ دیکھو اسمیں نہ چوکنا ۔ گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا خدا نے چاہا تو جمعہ تک میں بھی آؤنگی ۔ تمہارے بھائی امتحان تھا اس سے آج نہ آسکی ۔ بیٹی اگر یہ بات ہو جائیگی تو میں تمہیں بہت سا خوش کرونگی اور سب بہنوں کو منہہ مانگا نیگ بھی دونگی ۔ فقط

خط ۱۲ بھائی اماں ! چاند دیکھتے تمہارے غفور کی شادی ہے ۔ دلہن والوں کی طرف سے بیاہ کی تاکید پر تاکید آرہی ہے ۔ لڑکی کا باپ باہر سدھارنے والا ہے پھر برسوں پر بات جا پڑیگی ۔ تم جانتے ہو کہ آدمی بیٹی والوں کا اڑا یا اڑ ہے اور بیٹے والوں کا روکا نہیں رکتا ۔ جب مجھے نہ بنی تو مدار کی نویں کو منہدی دسویں کو ساچق ۔ گیارھویں کی برات ٹھیرائی اگر تم جلدی سے آجاؤ تو درستی سے سارا سرانجام ہو جائے ۔ اور جو تمہارے آنے میں دیر ہو تو مجھے ہر طرح کا سامان لکھ کر بھیجدو جو میں لگتے ہاتھ ان چیزوں کو ابھی سے خرید کر رکھ چھوڑوں کیونکہ وقت پر اچھی چیز ہاتھ نہیں آتی اور اس سے سمدھیانے میں ناک کٹتی ہے ۔

---

۱ بیاہ کرنا ۲ ٹھیرانا مقرر کرنا ۳ اِدھر منگنی اُدھر بیاہ ۴ دونوں ساتھ ۵ بہنوں کا حق جو بیاہ میں بھائی کی طرف سے دیا جاتا ہے ۶ رخصت ہونا تشریف لے جانا ۷ جمادی الاوّل ۸ نقل میوہ مہندی وغیرہ جو اکثر ساچق کے روز دولہا کی طرف سے دلہن کو بھیجتے ہیں ۹ بے عزتی ہونا

جواب ۱۸ - بیوی بنّو[1]! مجھے چلے آنے میں کیا عذر تھا - مگر تم یہہ بھی تو دیکھو کہ اگر میں وہاں چلی آؤں تو یہاں بچوں کا سینا پرونا کون کرے - تمہیں یہہ کب گوارا ہوگا کہ میں چار شنہ[2] پکوں میں نکلوں تو بچوں کے گلے میں دو ہزنت کے کپڑے بھی نہوں - اتاں[3] اپیٹ کا کھایا کوئی نہیں دیکھتا تن کا پہنا سب دیکھتے ہیں - ہاں بری کی سب چیزیں تبائے دیتی ہوں انہیں سہولت میں منگالو - اور جو چیزیں بگڑنے والی ہوں وہ میرے آنے پر رکھو - بلکہ ساچق کے جوڑے کو بھی میں آجاؤں جب ہاتھ لگانا - کھڑے کھڑے سات سُہاگنوں[4] کو بٹھا کر تیار کرادوں گی - بری میں غریبی موجب اتنی چیزیں ہوتی ہیں آگے اپنا اپنا حوصلہ ہے +

بری

ڈھائی سیر کلاوے - سوا پانچ سیر کھانڈ - سوا من نُقل - پانسیر قرص پانسیر میوہ - ڈھائی سیر مصری - ایک سُہاگ پڑہ جسمیں (چھیل چھبیلا ناگرموتھا - کپور کچری - بالچھڑ - چھوٹی الایچی - لونگ - ہلدی - جوز - جوتری - زعفران تیزپات - صندل - مُشک دانہ وغیرہ) تیرہ[13] چیزیں ہوتی ہیں - پھولوں کا گہنا - شربت اور دہی کی دو ٹھلیاں جنکے مُنہہ پر آٹے کی مچھلیاں بنا کر رکھی جاتی ہیں - یہہ میرے آنے پر دیکھہ لینا - ہاں سو سوا سو رنگین ٹھلیاں بنّے کو کمہار سے کہہ دینا - سونے کی انگوٹھی چاندی کا چھلّا سُنار سے تاکید کرکے ابھی سے بنوا رکھو - برات کے

---

[1] مخفف بانو [2] ہمسر ہم مرتبہ - رشتہ دار [3] ایک خطابیہ لفظ ہے جو عورتوں کے محاورے میں اکثر آتا ہے [4] خاوند والی - ضد رانڈ [5] مقدور -

اور چوتھی کے جوڑے کا سامان خرید رکھنا + برات کا جوڑا سادہ اور چوتھی کا بھاری ہوتا ہے - یہ بھی بری کے ساتھ ہی جائیگا + ایک چھتی کا جوڑا - دو سرخ کنگھیاں - دو مسی کی پڑیاں دو عطر کی شیشیاں جنمیں سے ایک میں سہاگ کا عطر ہو اور ایک میں موتیا کا - اسکے علاوہ ایک گلاب کا شیشہ - پاؤ سیر چنبیلی کا تیل - ایک مہندی کا ایک قند کا پڑا - یہ سب چیزیں موجود رہیں + میں چوتھی تاریخ سے آکر سب کچھ درست کر دونگی + آرایش بھی کھڑی بازار سے آجائیگی - تم خاطر جمع سے بیٹھی ہوئی چھوٹے موٹے کاموں کو سنوار لو خدا سب آسان کریگا دسویں کو نشان چڑھا کر اپنے گھر میں آجانا - گیارھویں کو برات لے جانا +

خط ۱۹ باجی اماں! بیٹے محمد علی کی شادی کے باب میں چھپی اماں سے تاکید کی تھی - انہوں نے کہا کہ بوا میرے پاس کچھ دینے لینے کو تو ہے نہیں - ننگی بیٹی موجود ہے جس دن انکا جی چاہے دو بول پڑھا کر لیجائیں - جو کچھ مجھ سے وقت پر بن پڑیگا اپنی گڑیا میں بھی سنوار دونگی نہیں تو بیٹی حاضر ہے میں زبان دیچکی اب تم کہو کیا کہتی ہو +

جواب بیٹی مجھے کچھ نہیں چاہیے جسنے بیٹی دی اسنے کیا رکھا میں تو یہ چاہتی ہوں کہ وہ مجھے اپنے دامن تلے ڈھانک لیں -

---

لہ ابرک کی پنیاں وغیرہ عہ اسیوقت ٣ہ انگوٹھی چھلا دلہن کے ہاتھ میں پہنانا ٤ہ بڑی بہن جوماں کے برابر ہو ٥ہ ایجاب وقبول کرانا ٦ہ اپنی حیثیت کے موافق تھوڑا بہت جہیز دیکر کام چلا دینا ٧ہ اقرار کرنا ٨ہ سایہ عاطفت میں لینا - غریب کی عزت رکھ لینا +

میری آنکھوں کے سامنے محمد علی کا گھر آباد ہو جائے۔ پھر کون جیتے اور کس کا راج گور میں پاؤں لٹکائے بیٹھی ہوں۔ مجھے اپنی زندگی کا بھروسا نہیں۔ دم ہے آیا آیا نہ آیا نہ آیا۔ تم جانتی ہو کہ میں ہمیشہ کی مریض ہوں سدا دن کی بیمار ہوں اپنی آنکھوں سے محمد علی کا سہرہ دیکھ لوں تو جانوں جو نہیں تو یہ ارمان اپنے ساتھ لئے جاؤنگی ✦ تم اُن سے کوئی تاریخ ٹھیرا کر مجھے لکھ بھیجو جب وہ کہیں لڑکے کو لیکر چلی آؤں۔ بیٹی بہن خدا تیرا بھلا کرے تو نے بھائی کے لئے بڑی کوشش کی ✦

خط ۱۲ اے بی چچی! اے بی چچی! اچھی دیکھو تو یہ کون کھڑا ہے؟ میں تو جانوں تمہاری امتہ ہے۔ خط کی ڈولی میں بیٹھکر باتیں کرنے آئی ہے۔ پہلے بندگی لو پھر اُسکی گڑیا کی شادی کا سامان درست کر دو دیکھنا چچی جان مینے اپنی گڑیا کیواسطے ایک چھوڑ چار چار بھاری جوڑے بنائے ہیں۔ اور ابّا جان سے چاندی سونے کا گہنا منگایا ہے خدا اُنہیں جیتا رکھے میرا سب مان رکھ لیتے ہیں۔ یہ بھی بتا ہی دوں شادی کہاں ٹھیری ہے؟ بی میری خالہ زادی بہن ہرمزی بیگم کا بیٹا ہے اور میری بیٹی ہے۔ سو بی بیٹی والوں کو تم جانتی ہو کتنی فکر ہوتی ہے آج جو مجکو سوچ ہے کسیکو بھی نہوگا۔ راتوں کو اُٹھ اُٹھ بیٹھتی ہوں ✦ کھانے جوڑے کے روپوں کی بھی ابّا جان نے ہامی بھری ہے۔ چچا ابا بھی جم ہیں نہیں تو اُن سے بھی کچھ لیتی اور

لہ مرنے کے دنوں کو پہنچنا۔ بوڑھا ہو جانا ٭ مریض ٭ سدا۔ دائم۔ دوام ٭ پچھوں کا لفظ ہے یعنی میرے نزدیک۔ یا شاید وغیرہ ٭ امتہ الفاطمہ کا مخفف کرکے پیار سے امتہ کہتے ہیں ٭ نہیں ہیں

اپنا پوتھ پورا کر دیتی اب بھی تمہارے صدقہ سے کچھ اوڑواسے دیا کچھ پوڑانے ہمارا کام چل ہی گیا۔ اچھی چچی تم بھی آؤگی یا نہیں۔ بھلا بی تم آؤ یا نہ آؤ پر میری بہنوں کو لاکھوں میں بھیجنا۔ نہیں تو میں ایک دن آکر خوب سالڑونگی۔ یہاں تو روز سہاگ گائے جاتے ہیں گھوڑیاں گائی جاتی ہیں رات بھر چہل رہتی ہے۔ پر وہ جو گھر کا کام ہے وہ کرنے والا کوئی نہیں میں سوچتی ہوں کہ اگر بہنیں بھی نہ آئیں تو میرا ایک اکیلا دم ہے کیا کیا کرونگی سمدھنوں کو اتروا ونگی یا آئے گئے کی خاطر کرونگی۔ اب تو روپیہ پھیلا چکی کچھ نہیں ہوسکتا جمعہ کا بلاوا پھر لیگا میری بہنوں کو چاہئے کام کام کی سب چیز بست لیکر جمعرات سے آجائیں فقط اللہ حافظ اللہ نگہبان

جواب ہاں بیٹی! ہاں بھتیجی! تیرے واری گئی کیا کہتی ہے؟ لے کہ۔ تو خط سرکیا لکھتی ہے کہ اُس میں ایک آغا مینا بند کرکے بھیجدیتی ہے۔ میری ایک ایک چیز تیری گڑیا کے اوپر سے صدقے ہے جو چاہی شوق سے منگالے۔ میں اپنی تو نہیں کہتی پر تیری بہنوں کو شرطی بھیجدونگی۔ وہ آج ہی سے خوشیاں منا رہی ہیں۔ ایک ایک گھڑی گن گن کر کاٹ رہی ہیں۔ تیری گڑیا کا پہلا چالا میں ہی کرونگی۔ دُوسرے تیسرے چالے کو تیری بہنیں کہ رہی ہیں۔ اگر تم پہلے سے لکھتیں تو چار جوڑے

لہ جوں توں کرکے کام پورا کر دینا ٹلہ یہ پودنے کی کہانی کا لفظ ہے یعنی کچھ سینے دیا کچھ سینے دیا ٹلہ القصہ ورہتہ شادی کے گیت ٹلہ ہنسی مذاق ٹلہ مہمان ٹلہ بنگالہ کی مینا مرادگھوٹی خوشی اسحان فہ ضرور ٹلہ شادی کر بعد چار چالے ہوتے ہیں ہر ایک پھیرے میں جوڑا اور کچھ نقدی وغیرہ دیتے ہیں یہ چالی لڑکے والوں کی طرف سے ہوتی ہیں

میں بھی بنا دیتی اب وقت کے وقت پر دو جوڑوں سے زیادہ نہ ہو سکے اپنی اماں کو میری طرف سے بہت بہت پوچھنا اور اس شادی کی مبارکباد دینا کہ بوا خدا نے تجھے یہ دن دکھایا کہ تیری بیٹی گڑیا کا بیاہ لیکر بیٹھی + لو اور سنو قاضی بھی یہیں سے جائیگا ابراہیم کہتا ہے کہ آپا گڑیا کا نکاح میں ہی جاکر پڑھاؤنگا اُس نے نکاح کے بول ابھی سے یاد کر لئے تم بھی سُن لو میں لکھے دیتی ہوں ۔

گاجر کی پینڈی گلاب کا پھول + کیوں میاں گڈے گڑیا قبول + کالی مرغی سفید انڈے + مہر باندھا بارہ گنڈے +

خط ۲۳ خالہ جان تمہیں بھی سلام اور تمہارے وعدہ کو بھی سلام ۔ میری ننّے کے واسطے لوریاں تو خوب آئیں + خدا جھوٹ نہ بلائے تو کوئی دس ہی دفعہ یاد دلایا ہوگا میں نہیں جانتی تمہارا کیسا جیتا ہے جو کوئی بات بھی یاد نہیں رہتی شاید صبح کو تو اپنا نام بھی بھول جاتی ہوگی ۔ ہاں جب لوگ آ کر پکارتے ہونگے تو پھر یاد آ جاتا ہوگا + بس بی اس بھول کا خدا حافظ ۔ اگر تم نے ایکی دفعہ میرا اُلاہنا اُتار دیا تو خیر نہیں تو اُس بندی نے اب لکھنے سے بھی ہاتھ اُٹھا لیجئے آداب +

جواب ۲۴ خالہ کی بھتیجی ! روٹھو نہیں سنجاؤ ۔ اللہ رے خفگی ۔ اللہ رے طنطنہ ۔ لڑکی تو اپنے سہیلے میں جلی ہی جاتی ہے ۔ خدا جانے سسرال

لہ طنزاً بار آنے کی جگہ بولتے ہیں ۲ بچوں کے سلانے کے گیت ۳ حافظہ ۔ ذہن ۴ گلہ ۔ شکوہ ۵ باز آنا دست بردار ہونا ۶ اصل میں خالہ زاد بہن کو کہتے ہیں یعنی برابر کا دعویٰ رکھنے والی چونکہ بھانجی نے برابر والوں کے الفاظ لکھے ہیں اسلئے طنزاً اُسکو بھتیجی قرار دیا ۷ مغرورانہ عتاب ۸ غصہ

میں کیونکر بھر گئی - اور تو کیا اُٹھتے جوتی بیٹھتی لات ہو گی - مجھے گھر کے
دھندے سے اپنے مرنے کی بھی چھوٹ[1] نہیں تھی - تمہیں لوریاں بھجتی
تو کیونکر بھیجتی - تمہارا کیا ہے روٹی کھالی اور گدڑے[2] مارتی پھریں یا بہت
ہوا ذرا کی ذرا بھائی کو لے لیا - یا اُستانی کے سامنے ٹیں ٹیں کرنی
بیٹھ گئیں - جب کوئی کھیل نہ ہوا تو قلم دوات اُٹھائی اور خالہ کے نام
پر خطوں کی بھرمار[3] کر دی اور کچھ نہیں تو یہی شغل ہاتھ لگا - ایسی لنبی
لوریوں کی ساعت[4] ماری جاتی تھی جو تم اتنی بگڑیں؟ ایلو دس کام چھوڑ کر
لوریاں لکھتی ہوں دیکھوں کونسی یاد کر لو گی؟ یوں کہو خط کیا لکھنا آیا
سارے جہان کو سر پر اُٹھا لیا وہی مثل ہوئی کہ جو میرے ہے سو راجہ
کے نہیں منہ اُٹھایا اور لکھتی چلی گئیں - بڑے کا ادب نہ چھوٹے کا
لحاظ - ہے شرط کہ تمہاری ماں کے پاس یہ خط بھیجدوں؟ للہ میری ان
باتوں سے جل نہ جانا - دیکھوں تو لوریوں کی خوشی میں کیا کھلاتی ہو؟
میں تو اسی کو غنیمت سمجھوں گی کہ تم مَن جاؤ گی *

لوریاں

آجا ری نندیا تو آ کیوں نہ جا　　میرے بالک کی آنکھوں میں گھل مل جا
آتی ہوں بیوی آتی ہوں　　دو چار بالے [illegible]

دُوسری

کابل سے مغلانی آئی گھڑی ہلاوے ڈور　　اللہ نبی جی بندھ لیں دوست میر دو ر

دُوسری طرح

آرام کا ہے پالنا اور سُکھ کی ہے ڈور　　اللہ نبی جی کرم کریں تو طالع تیرے زور

[1] فرصت - مہلت [2] کود پھاند کرنا [3] بوچھاڑ - کثرت [4] وقت گزرا جاتا تھا [5] عقل اور
[illegible]

تیسری

تو سو میرے بالے تو سو میرے بھولے جب تک بالی ہے نیند
پھر جو پڑیگا تو دنیا کے پھندے کیسا ہے جھولا کیسی ہے نیند
کھیل تماشے کرے تو سارے کہتی ہوں تجھے آنکھوں کے تارے
زندہ ہے ماں بھی باپ بھی بار سے کرے تو آرام سید پیارے
تو سو میرے بالے تو سو میرے بھولے جبتک بالی ہے نیند
کھیل تم ایسے کھیلنا للّنا جس میں نہ ہو ماں باپ کا جلنا
دنیا سے ڈر ڈر سنبھل کر چلنا سکڑی ہے گھاٹی رستا پھسلنا
تو سو میرے بالے تو سو میرے بھولے جبتک بالی ہے نیند
پھر جو پڑیگا تو دنیا کے پھندے کیسا ہے جھولا کیسی ہے نیند

۴

سو میرے سیّد جانی سو جا — سو میرے سُکھ کی نشانی سو جا
سو میرے احمد پیارے سو جا — سو میری آنکھ کے تارے سو جا
تیرے صدقے ذرا گودی سے اُتر کر سو جا — تیری واری نہ بہت جاگ تو دم بھر سو جا
نہ تو گودی میں پلنگ چین سے بچے سو جا — نہ تو گودی میں ہُمک چین سے بچے سو جا
ابھی پنکھا میں ہلاتی ہوں تو پڑ کر سو جا — ابھی مکھی میں اُڑاتی ہوں تو پڑ کر سو جا
تو غنیمت یہ سمجھ ماں کا سُلانا سو جا — پھر کہاں ہوگا میسر یہ جُھلانا سو جا

پانچویں

اللہ اللہ لوریاں دودھ بھری کٹوریاں
[illegible] سے نکلی مکھی میرے میاں کی جان اللہ رکھی

خط ۲۵ [illegible] آبادی! تمہیں اپنی بڑھیا ساس پر ترس بھی آتا ہے کہ دن [illegible] دانیوں کی طرح اکیلی بیٹھی رہتی ہوں۔ تمہارا خاوند

لہ لال۔ بیٹا [illegible] ارشلہ نہایت عزیز [illegible] رونا [illegible] اچھلنا۔ کودنا [illegible] رونق

نوکری پر سدھارا۔ ننّد کو نندوئی نے بلا بھیجا۔ سمدھی کے ایک
بڑھیا ماما اور میں رہی تھی سو کل سے وہ بھی اپنی بیٹی کے جَنے میں
چلی گئی اب مجھے اکیلا گھر کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے اِدھر بیٹے کے سدھارنے
سے جی ویران ہے اُدھر تمہارے بچّوں میں دھیان ہے اگر تم میرے
پوتے پوتیوں کو لیکر چلی آؤگی تو پھر گھر بھرا بھرا لگیگا اور میرا دل بھی بہل
جائیگا آدمی کے دم کی بڑی آبادی ہوتی ہے۔ دو مہینے وہاں رہیں
تو ایک مہینا یہاں بھی کاٹ جاؤ جب میری بڑی بیٹی آجائیگی تو چاہنا
پھر دس پندرہ دن کو میکے میں رہ آنا ۔

جواب ۲۶ امّاں جان! ایسی کیا بات ہے میں سب طرح حاضر ہوں دُور پار
تمہارے بیری دشمن کوسے اُڑا نیوں کیطرح کیوں بیٹھیں ؟ تم ناحق
اِس بیکسی اور بے بسی سے خط لکھتی ہو میں تو تابعدار بندہ ہوں جب تک
رکھو گی وہاں رہونگی مہینے دو مہینے جب تک تمہارا دل ٹھکانے لگیگا
آکر رہجاؤنگی مجھے تو خود اپنے گھر کی کَل ہے کیا کروں بھائی کی شادی
تھی نہیں تو میں کبھی اتنے دنوں نہ رہتی اب کوئی قدر ہی کرے تو کھڑی
پانی نہ پیوں خدا نے چاہا تو اسی پیر کو تمہارے گھر میں بیٹھی ہونگی۔
تمہارا پوتا مہینا بھر سے پھلیاں دھر رہا تھا اب دانتوں پر ہے دست
آتے ہیں۔ پوتی کے بھی ٹھنڈی نکلی تھی سو اب ڈھل گئی کل پانی پڑ جائیگا
جب تک بانگ نہیں دھری تھی سارے گھر کو نیند حرام تھی۔ تم سنتیں تو اپنا

لہ گہما گہم ہونا۔ رونق و آبادی سے مراد ہے کہ دُور باد۔ خدا نکرے
کہ راحت کہ کچھ ہو کرے۔ دھمکی دے کہ دانت نکلنے کے آثار
مسوڑھوں کا کھجانا اور ابھرنا کہ چیچک کہ مُرجھانا۔ زور گھٹنا۔ کم ہونا۔ مرجھانا

کھانا پینا زہر کر دیتیں مینے تمہارے گھٹی کے لئے نہیں لکھا بھیجئے خدا حافظ فقط

خط ۲۷ بڑی[1] اماں کو آداب! خیر سلا کے لئے آئی ہوں اور ساتھ ہی ایک اپنا بھی مطلب لائی ہوں۔ بُوا ستید بیگم کے بال بچہ ہونیوالا ہے کہتے ہیں ہمارے بچوں کو مغلی گھٹی راس ہے مجھے اسکی دوائیں یاد نہیں ہیں جو انکو منگا دوں۔ اچھی تم اس گھٹی کو لکھکر میرے پاس بھیجدو تو بڑا ہی احسان کرو۔ تو بندگی

جواب ۲۸ بیٹی! تیرا سائیں جئے پورسہاگن ہو۔ اپنے بچوں کا سہرا دیکھکر پوتوں کا سہرا دیکھے۔ نواسوں کو کھلا کر نواسوں کا کھلانا نصیب ہو۔ خط کی کیا حاجت تھی مجھے تو دُلا بھیجا ہوتا۔ اس گھٹی میں کیا ہے یہی دس بارہ چیزیں ہیں (مغلی گھٹی) بڑی ہڑ چھوٹی ہڑ منقی باؤبڑنگ باؤکھمبہ عناب سونف گلاب کے پھول گلاب کا زیرہ نرکچور انارکلی املتاس مصری

بعضے لوگ بڑی چھوٹی ہڑ کی جگہ بادام اور اجواین ڈالتے ہیں اور جو گرمی کا موسم ہوتا ہے تو نرکچور اور اجواین نکال لیتے ہیں۔ بُوا ہمارے بچوں کو تو وہی اوپر کی تیرہ چیزیں راس ہیں آگے اپنی اپنی سمجھ ہے۔

میاں بیوی کے خط

خط ۲۹ میرے سرتاج! تمہیں کچھ فکر بھی ہے؟ میری آنکھوں[2] میں خاک لڑکی جوان ہونے کو آئی اور تمنے آجتک اسکے نام کی کوڑی نہیں نکالی۔ مجھے رات دن یہی اُدھیڑ[3] بن رہتی ہے کہ الٰہی

[1] بڑی بی جی [2] چشمہ بد دور [3] فکر۔ اندیشہ

ابھی جو اُسکی کہیں سے بات آئے اور بیاہ ٹھہر جائے تو وقت کی وقت پر کیا کرو گی ۔ برابر کی بیٹی کو بٹھا بھی نہیں سکتی اور بٹھاؤں بھی تو کہاں تک آخر کوئی تو حد چاہیئے جہاں دو کپڑے اپنے واسطے بنائے وہاں ایک ایک جوڑا اُسکے واسطے بھی بنا تے گئے ۔ کبھی چار برتن ہی خرید کر ڈالدئے کبھی کوئی زیور ہی گھڑوا دیا ۔ غرض تھوڑا ہی تھوڑا کرکے لتک ہوتا ہے اور وقت پر یہ چیزیں مفت برابر پڑتی ہیں ÷ تمہیں بھی اسکا سوجنا کرنا ضرور ہے روز کا خرچ تو چلا ہی جائیگا آگے پیچھے اسباب کا خیال رکھو اور بے فکر نہ بیٹھو ÷

خط ۱۲ بیگم! تمہارا خط آیا ۔ سچی سچی باتوں کا پورا پورا اثر پایا ۔ ان باتوں کا سلیقہ عورتوں ہی کو خوب ہوتا ہے اور اب بھی میں جانتا ہوں تمنے کچھ نہ کچھ ضرور لگا رکھا ہوگا ۔ تمہارا اُسگھڑاپا ایسا نہیں ہے کہ اس بات سے خالی ہو ۔ تم اپنی گرہ میں رکھکر مجھے آزماتی ہو میں تمہیں آزماتا ہوں ۔ اچھا مجھسے کیا مانگتی ہو مانگ لو ۔ میں بھی ان باتوں میں عورتوں سے کم نہیں ہوں ۔ اول دن سے اُسکے نام کا روپیہ مہاجن کے ہاں جمع کرتا جاتا ہوں آجتک بارہ سو کی ڈھیری ہو چکی ہے اگلے چاند میں اُسکی ہنڈوی بھیجدونگا جو کچھ چاہنا سو بنا کر ڈال رکھنا ÷ لو تمہارا اللہ حافظ

خط ۱۳ صاحب! تمہارے لڑکے نے بڑا اُشرا اُٹھا رکھا ہے ۔

لے نسبت ۔ پیغام شادی کے جوان ۔ بالغ کے بہت کے فکر ۔ بندوبست کے اعلیٰ خاندان کی عورتوں کا خطاب ہے جیسے شہزادی ۔ سیدانی ۔ مغلانی ۔ نواب زادی کے سلیقہ کے خاوند سے مخاطب ہوتی ہیں تو یہی لفظ کہتی ہیں کے سرکشی کرنا

اسے خدا کی سنوار ہو دو دو دن پڑھنے نہیں جاتا - کسی کی ڈھڑی کسی کا خوف نہیں مانتا - دن بھر گیڑیاں ہیں یا گلی ڈنڈا ہے اور یہ ہے - دیکھئے یہ کیا کر کے کھائے گا ؟ اور تو کیا موا بھیک مانگتا - خاک چھانتا پھریگا ماں کو تو اتنا نہیں سمجھتا جیسے انڈے پر سفیدی - جب دیکھو ہاتھوں میں گیڑیاں ہیں اور لئے چلا آتا ہے - روٹی کھانے بیٹھا تو اندھے بگلے کی طرح چار نوالے مارے اور دیوانوں باؤلوں کی طرح بکتا ہوا چلا گیا - یوں تو اس کا سنورنا ایک امر محال ہے اور خدا کو سنوارتے کچھ دیر بھی نہیں لگتی - دیکھو آپا امانی بیگم کا بیٹا کیسا بگڑا تھا جدھر نکلتا تھا تھڑی تھڑی ہوتی تھی - انگلیاں اٹھتی تھیں - اب خدا نے ایسا کر دیا کہ تعریف کرتے ہوئے منہہ سوکھتا ہے - مجھ کمبخت کا تو مارنے کو ہاتھ بھی نہیں اٹھتا جھٹ جی جلتا ہے تو اپنے آپ کو کوسنے پیٹنے لگتی ہوں وہ کھڑا ہوا تماشا دیکھا کرتا ہے یا ہنسا کرتا ہے - اس کے سجھاؤ بھی نہیں کیا کہتے ہیں اور کسے کہتے ہیں - خدا کو مان کر کوئی جلاد ملا گھر پہ بٹھا دو جو اس کی بوٹیاں اڑائے دم بھر اکسنے نہ دے نہیں تو یہ ... سے نکلا جاتا ہے - آج کو میرا دم ناک میں کرتا ہے کل کو تمہارے چڑھے گا -

۳۲ بیوی صاحب ! اس میں اس کا کچھ قصور نہیں جیسا تم اٹھاؤ یا ویسا اٹھانا - اوّل ہی سے روک تھام کرتیں اور آنکھیں

۱؎ بجائے دعائے بد ۲؎ لفظ تحقیر ۳؎ آوارہ پھرنا ۴؎ دُردُر چھٹ پھٹ ۵؎ ازحد سوانہ ۶؎ تعریف نہ ہوسکنا ۷؎ اسکو خبر بھی نہیں ۸؎ ازبہرِ خدا ۹؎ بے قابو ہونا ۱۰؎ ستانا ۱۱؎ گستاخ بنانا ۱۲؎ سدھانا ۱۳؎ ڈرانا ؎

دکھاتیں تو کاہے کو یہ نوبت پہنچتی؟ تم نے اپنے لاڈ میں اسے خراب کردیا
ابھی تو گیڑیاں کھیلتا ہے آگے جوا کھیلے گا کچہری[1] چڑھے گا۔ ایک
میرا تمہارا کیا سارے کنبہ کا نام[2] اچھالے گا۔ چاہیتی ماں کا گلوتا[3]
بیٹا ہے ؛ ہم کہتے تھے کہ دیکھو اس کے پڑھانے میں کوشش کرو
جوا نہ ہارو۔ سونے کا نوالہ کھلاؤ شیر کی آنکھ دیکھو۔ تم کہتی تھیں اونھ
کیا ہے بڑا ہوگا تو آپ ہی لکھ پڑھ لے گا[4]۔ اب بھی گیلی لکڑی ہے
کچھ نہیں گیا ہے جدھر چاہو موڑ سکتی ہو۔ میں تو اسے اپنے ساتھ
رکھتا مگر تمہیں صبر کب آئے گا جب تانتا اچھلے گی اور یہ اس میں
دنیا جہان کے کام سے جاتا رہے گا ؛ اس کا جواب سوچ سمجھ کر لکھو
تو کچھ بندوبست کردوں ؛

خط ۳۳۔ اچھی میری امی[5]! مجھے ہنڈکلیا[6] پکانے کے واسطے ایک
ننھی سی پتیلی۔ ایک چمچہ۔ ایک کفگیر۔ دو تشتریاں خرید کر بھیجدو۔ تم
دیکھتی ہو مجھ بیتلی نے تو اپنی جماگی[7] جوڑ جوڑ کر تین چار روپے اکھٹے
کئے ہیں اور میاں محمد علی کی آنکھوں[8] میں وہ بھی کھٹکتے ہیں۔ سو بی
میں ان سے چھپا کر تم کو روپے بھیجتی ہوں تم انہیں سنا کر میرے
سر لڑائی نہ ڈلوانا وہ ابھی سے کہہ رہے ہیں کہ دیکھو تو کیا اچھی آتشبازی
بک رہی ہے کہ میں تجھ سے کیا کہوں۔ بھئی تم تو پھلجھڑیاں اور مہتابیاں
چھوڑتا جو ہاتھ بھی نہ جلے اور ہم پٹاخے چھچھوندریں۔ ہوائیاں چھوڑیں گے

[1] کچہری تک پہنچنا [2] بدنام کرنا [3] فخر خاندان گرییاں طنز ہے [4] محبت [5] بڑی خالہ
[6] بچوں کے کھانے پکانے کا کھیل [7] بچوں کا جیب خرچ جو جیتے لے پینے یا جمعہ کے جمعہ ملتا ہے
[8] ناگوار گذرنا

تم بھی کہو گی کہ واہ میرا بھائی کیا خوب چھوڑتا ہے۔ بڑا ہم تو مردوے ہیں نا! لٹو کی آواز سے بھی نہیں ڈرنے کے تم تو ایک پٹاخے ہی کی آواز سے اوئی کر کے بھاگ جاؤ گی۔ لاؤ اسی بات پر ایک روپیہ تو دیدو ہم تمہیں چلتے چلتے تماشا دکھاتے جائیں۔ بھلا بی مجھے اپنے روپے کھونے ہوں تو ان کے ڈھکوسلوں میں آؤں اور انہیں دیدوں۔ نگوڑی ماما کی چھوکری اوڑ اُس کی ہاں میں ہاں ملاکر میرے پیچھے جھاڑ لگا دیتی ہے میں بھی خوب جانتی ہوں ان دونوں کی ٹلی بھگت ہے اُن کی آنکھوں میں خاک تو دوں ہی نہیں ان کے دیتے تو فقیر کو دیدوں اور ان کو نہ دوں ⁂

جواب ۴۳ اپنی امی کی پیاری دلھن! تیرے واسطے اوڑ ایک پتیلی۔ تیرے واسطے اور ایک چمچہ۔ تیرے واسطے اور ایک کفگیر۔ ہاں نہیں تیرے لئے ایک چھوڑ چار چار پتیلیاں۔ چار چار چمچے۔ چار چار کفگیریاں۔ چار چار تشتریاں خرید کر بھیجتی ہوں ⁂ بیٹی تیرے سلیقہ کو شاباش ہے کہ تُو نے اپنا حلق کاٹ کے تین چار روپے سینت رکھے تیرا ہر ایک چیز کا جگا جگا کر رکھنا مجھے اوّل دن سے بھاتا ہے جس گھر میں ایسی سگھڑ جائے گی اُس کے بھاگ کھل جائیں گے ⁂ تمہاری جماگی کے روپے تمہیں کو مبارک رہیں اُن کی میری طرف سے ہنڈکلیا پکاؤ اور اپنی سہیلیوں کو بٹھا کر خوب کھلاؤ محمد علی تو ایک بلّا چھوکرا ہے تم اُس کی باتوں پر کیوں جاؤ؟ مجھے اُس کا ڈر نہیں ہے جو کوئی

ا شریک الرائے ہونا ۲ کانٹے چپٹانا ۳ سازش ۴ خاک بھی نہ دوں ۵ شاباش۔ آفریں ۶ کھانے سے بچائے ۷ جوڑ رکھے ۸ جوڑ جوڑ کر رکھنا ۹ بیوقوف

چنبر چرا اچھا پاکر بھیجوں ۔ لو خدا حافظ۔

دُوسری فصل

(بہنوں بہنوں کے خط اور اُن کے جواب)

خط ۳۵۔ آپا جان! میرے پاس تمہاری نشانی اب تک اَمَنت[1] رکھی ہے۔ کہیں سے اِتنا گوکھرو نہیں جُڑتا جو اپنی اوڑھنی پر ٹانک کر ٹیک[2] لگاؤں۔ اماں سے کہتی ہوں تو وہ اُوڑ خفا ہوتی ہیں کہ میں آپ کوڑی کوڑی کو حیران ہو رہی ہوں لڑکی کو گوکھرو کی پڑ رہی ہے'' ابا جان سے اِس تنگی میں مُنہ نہیں پڑتا جو کچھ مانگوں۔ یہ تو میں جانتی ہوں کہ اللہ انہیں جیتا رکھے میری بات نہیں ٹالیں گے اگر نہ بھی ہوگا تو قرض وام ہی کرکے لادیں گے مگر آنکھوں دیکھتے اندھا نہیں بنا جاتا۔ بی تم نے ٹھپہ دیا ہے تو گوکھرو بھی دو جو ٹانک ٹونک کر اپنی جان کو ٹیک لگاؤں نہیں تو اب چار دِن کو برسات آتی ہے نگوڑا ماندہ[3] ہوکر جی سے اُتر جائے گا پھر تمہارا ٹھپہ تمہیں کو پھیجدوں گی میرے کس کام آئے گا۔

جواب ۳۶۔ بوا مجھے کیا خبر تھی کہ تم نے وہ نگوڑا ٹھپہ اب تک سینت رکھا ہے اگر میں جانتی تو کبھی کا تمہارے بہنوئی سے منگا کر بھیج دیتی اب تم نے لکھا ہے سو وہ بازار نکلیں تو منگا دوں تم شوق سے اپنی جان کو لگاؤ پہنو اوڑھو کیس لپی کرا نزے[4]۔ آنکھوں[5] کلیجے ٹھنڈک[6]۔ اور جو کچھ چاہئے ہو وہ

---

[1] اصل میں امانت تھا جس سے اانت ہوا پھر اَمنت ہو گیا۔ [2] جوڑ کا زیب [3] کام میں لانا۔ [4] ہا پاوند پڑنا [5] بے رونق۔ [6] مدعا [7] چشم بار وشن دِل ماشاد ہو

بھی لکھ بھیجو کہ اب تو ساتھ کے ساتھ خرید کر بھیج سکتی ہوں ؂

خط ۲۳ آپا بی تمہیں اپنی بہو کا نواسہ مبارک ہو میں نے بہتیرا
چاہا کہ کسی طرح اس میں شریک ہوں پر کیا کروں کچھ لوہا کھوٹا کچھ لوہار
نہ تو اتنا وقت تھا کہ خط دیکھتے ہی سوار ہوتی اور نواسے تک پہنچ جاتی
اور نہ آج کل ہمارے دولہا میاں کا مزاج سامان میں تھا جو ان سے
اجازت مانگتی - آج چار دن سے آپ ہی آپ بگڑے بیٹھے ہیں جب
باہر سے آتے ہیں تو اٹوائی کھٹوائی لیکر الگ جا پڑتے ہیں دیکھئے یہ
جن کس دن اترتا ہے - خدا کرے تمہاری بہو جلد ہی اپنے ہاتھ پاؤں
سے چھوٹ جائے اور اصل خیر سے پلنگ کو لات مار کر کھڑی
ہو - انشاءاللہ چھٹی تک میں بھی چلی آؤنگی جس دن بال بچہ ہو مجھے
ترت خبر کرنا میں یہیں سے بیٹھی بیٹھی دعائیں مانگ رہی ہوں کہ الٰہی
جیتا جاگتا بیٹا ہو! لو اللہ نگہبان ؂

جواب ۲۳ بُوا تمہیں بھی اپنی بھانجی بہو کا نواسہ مبارک - مجھے تو
بیچ اٹھواڑوں گزر گئے تھے وقت پر نہ پہنچی تو میں کیا کروں؟
اس میں میرا قصور ہو تو پلّے باندھو میں تو تمہارے آنے کی
میاں کر رہی تھی کہ اے بی عمدہ ریل سے اترتی ہیں اب کوئی
کہار پکارتی ہیں کہ لو سواری اترو الو تم وہاں سے چلی ہو تو آؤ -
ہار آکر کیا کریں ؂ خانم صاحب تمہاری میاں کا مزاج خفقانی
ان سے ڈرتی رہتا پٹھان کا پوت گھڑی میں اولیا گھڑی میں

دنوں سے جو نو دن گزر جاتی ہے گود بھری جاتی ہے اُسی نو ماسہ کی تقریب کہتے ہیں -
درست ۵ غمزدہ ہو کر ۶ غصہ ۷ فراغت پانا ۸ تندرست اٹھنا ۹ دم ڈالنا

بھوت - ایسے لوگوں کو انہیں کے مزاج پر چھوڑ دیتے ہیں - تم اُن کی
کسی بات میں نہ بول اُٹھا کرو ہاں میں ہاں ملانے سے کام رکھو -
تمہیں ساری عمر اسی رسّی سے گردن گھسنی ہے جہاں تک ہو سکے -
زبان سے اُف[1] نہ نکالو نہیں تو سسرال بھر میں نکّو[2] بنجاؤ گی جس دن
لڑکا بالا ہوگا تمہیں تار میں خبر دونگی اکبر راہ نہ دکھانا فقط

خط ۳۹ اے آپا! خیر صلاح[3]؟ تمہارے بچّے تو اچھے ہیں؟ تم تو اچھی
ہو؟ بھائی گھر میں ہیں یا کہیں سدھارے[4] - مجھے تو اماں جان کے
مرنے سے سوکھا[5] لگ گیا آپ ہی آپ دل بیٹھا جاتا ہے کچھ ایسا
حال ہوگیا ہے کہ گھڑیوں اور پہروں غوطے[6] میں پڑی رہتی ہوں دن ہے
تو اُن کا خیال ہے رات ہے تو اُنکا دھیان ہے ہر وقت اُن کی صورت
آنکھوں میں پھرتی ہے خدا اُن بہشتن کی ارواح[7] اُدھر ہی رکھے جہاں
کوئی بات یاد آئی اور کلیجہ[8] پر ایک گھونسا لگ گیا - کبھی تو خواب میں
دیکھتی ہوں سفید برّاق پوشاک پہنے کھڑی ہیں اور سمجھا رہی ہیں کہ
بیٹی یہ دن سب کی واسطے ہے تو کیوں اپنی جان گھلائے دیتی ہے کبھی
دیکھتی ہوں کہ نماز کی چوکی پر بیٹھی ہیں اور یہ کہکر جگا رہی ہیں "اٹھ بنّو!
اٹھ بیوی! صاحبزادی اٹھو - لڑکی اٹھو - ایلو چڑیاں بولنے لگیں نماز بھی
پڑھوگی یا نہیں؟ منہہ ہاتھ بھی دھوؤگی یا نہیں؟ جب آنکھ کھلجاتی ہے تو
پھر وہی غم چھاتی کا جم[9] آن موجود ہوتا ہے بہتیرا ٹالتی ہوں کسی ڈھب نہیں ٹلتا

[1] دم نہ مارنا [2] انگشت نما ہونا [3] خیر و صلاح - خیر و عافیت [4] تشریف لیجانا [5] دق کا مرض ہونا [6] غفلت [7] وہم سی کہتی ہیں تا کہ خواب میں نہ آئیں [8] صدمہ پہنچنا [9] گرانِ خاطر - بارِ دل - ملک الموت

ارادہ ہے کہ دو چار دن کو پھپھی جان کے ہاں چلی جاؤں وہاں چار آدمیوں کی صورت دیکھکر دل بھی بہلے گا اور رنج بھی کٹیگا آگے جو تمہاری صلاح ہو وہ کروں +

جواب ہاں بہن! خیر صلا خیر عافیت بچے دعا کرتے ہیں میں بھی اُسکی جناب میں شکرانہ بھیجتی ہوں - میاں تو آج آٹھ آٹھ دن سے اچھی چھم ہیں - اے بہن مرنے والی تو مر گئیں اب تم رنج پر رنج کھا کھا کر اپنی جان کیوں ہلکان کرتی ہو؟ آخر میں بھی اُسی ماں کی بیٹی ہوں کیا میرے دل پر سانپ نہیں لوٹتا؟ کیا مجھے ماں کی ماں کی مامتا نہیں ہے؟ سب کچھ ہے - پر آدمی کو چاہیئے کہ ذرا دل پر بھی قابو رکھے اگر اتنا بھی نہ ہو تو چار دن میں کوئی مر کر مر جائے پھر یہ چھوٹے چھوٹے بچے کسکا منہہ دیکھتے پھریں - وہ بڑی خوش نصیب تھیں جو ہمیں تمہیں چھوڑ کر مریں + میری صلاح بھی یہی ہے کہ تم ضرور ضرور دو چار دن کو واسطے میرے پاس چلی آؤ یا پھپھی جان کے ہاں چلی جاؤ - نہیں تو اس غم میں تمہارا ابرا الکھا ہو جائیگا اور جو کوئی بیماری لگ گئی تو لینے کے دینے پڑ جاینگے

خط ۱۴ اچھی آپا کوئی میرا کلیجہ مسوسے لیتا ہے کیا کروں کدھر جاؤں کس سے کہوں کسے سناؤں ایک آگ ہے کہ تمام تن بدن کو پھلسے دیتی ہے پچیس برس کی عمر میں خدا خدا کر کے ناک رگڑ کر ایک چھوٹسا دیکھا تھا آج اللہ میاں نے اُسکو بھی اُٹھالیا کل تک تو اماں اماں کرتا

---

۱ نہیں نہیں ۲ برباد - ہلاک ۳ ملول آنا - صدمہ گزرنا ۴ محبت ۵ دیوانہ ہو کر ۶ حال - درجہ ۷ حال دگرگوں ہونا - جان پر آبنا ۸ دل مروڑنا ۹ جلانا چھونکنا ۱۰ بمشکل تمام ۱۱ بعجز دعائیں مانگ کر ۱۲ بچہ ۱۳ بلا لیا

بچھڑا سا گود تا پھرتا تھا بڑی فجر کو رات[1] والا گیا اور قبر کی گود میں جا سویا۔ ہای میں تو یہ جانتی تھی کہ وہ مجکو جا کر رکھیگا[2] ہاے میں کیا کروں میرے کلیجہ میں آگ لگ رہی ہی۔ ہائے میری لال تجھے کیا کہکر روؤں! ہای میری گودیوں کر چڑھنے والی تجھے کیا کہکر پیٹوں[3]! ہای اللہ نے میری اتنے دنوں کی محنت لے لی۔ ہای میں کیا جانتی تھی میرے لال کہ تم مجکو چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔ کیا تو گودی میں بھی نہیں سوتے تھے اب مٹی میں جا سوؤگی۔ کیا تو تکیوں پر سے سر پھینک پھینک دیتے تھے اب پتھروں سے بھی انکار نہو گا۔ کیا تو زمین پر پاؤں نہیں رکھتے تھے اب بچھونا بھی چھوڑ دیا۔ ہای ایسے روٹھے کہ دنیا کے پردے سے اٹھ گئے! ہی ہے میری لال ایک دفعہ تو چھاتی سے آن کر اور لگجا۔ ہای میری سیاں[4] تمنے جنگل[5] آباد کر لیا۔ ہای میری سیاں نے مجھے نہ بلا لیا۔ ارے میری لال تو مجھے چھوڑ کر کہاں چلا گیا ہای اب اماں اماں کرتا کون آئیگا۔ ہای اب کسکے لئے چیز لگا کر رکھونگی۔ ہای یہ لال لال کپڑے پہنکر کسکا لال[6] خوش ہوگا۔ ہای اب کونے میں کھڑا ہوکر کون کہیگا کہ اماں تا[7]! ہای اب کون میری ہاتھ میں مٹھائی دیکھکر کہیگا کہ اماں ہمیں! اچھے ننّے منہ سے تو بول۔ اچھے ننّے آنکھیں تو کھول۔ اچھے دیکھ تو سہی یہ کون دکھیا[8] رو رہی ہے اچھی پہلے تو تو مجھے روتا

---

[1] ہیضہ [2] دفن کرنا [3] پیاری [4] ماتم کرنا [5] بیٹے [6] جنگل میں بسنا مراد قبرستان [7] پروردگار [8] مٹھائی [9] بیٹا [10] ایک لفظ ہے جو چھوٹے بچے کسی چیز کی اوٹ میں کھڑے ہوکر منہ نکال کر کہا کرتے ہیں یعنی دیکھو ہم کہاں ہیں [11] مصیبت زدہ

دیکھکر آنسو پوچھا کرتا تھا اب ایسا کٹر ہو گیا کہ تیرے کان پر جوں نہیں چلتی
ہائے غضب ہائے غضب کوئی بھی اپنا نہیں - آپا مجھ پر تو بڑی بن گئی دن بھر
اُس سے دل بہلا کرتا تھا اب دیکھئے میرا کیا درجہ ہوتا ہے اگر اُسے کوستی
تھی تو اوپری دل سے کوستی تھی اور جو مارتی تھی تو پولے پولے ہاتھوں
سے مارتی تھی اوروں کی طرح دُھواں دھوں نہیں کُچلتی تھی - مینے پانچ
برس خدمت کی اور پھر کچھ نہ دیکھا - خیر خدا کو میری محنت پسند نہوئی
اُسکی امانت تھی لے لی اِس میں کسکا زور ہے صبر اور شکر کے سوا
کچھ نہیں بن پڑتا +

جواب ۴۲ بُوا نوروزی بیگم! مجھے بھی تیرے بیٹے کے مرنے کا بڑا ہی قلق
ہے پانچ برس کی جان دُنیا جہان کی باتیں کرتا تھا آگے موٹا تازہ خوبصورت
بھی ویسا ہی تھا اُسکا تھالہ اماں تھالہ اماں کہکر پکارنا ایسا پیارا لگتا
تھا کہ میں تم سے کیا کہوں - جان ہار بچے ایسے ہی ہوا کرتے ہیں - یہ داغ
وہ ہے کہ خدا دشمن کو بھی نہ دے - میں اِسی دن کو پیٹتی تھی کہ
دیکھ بُوا آٹھوں پہر کا کوسنا اچھا نہیں ہوتا خدا جانے کونسی گھڑی کیسی ہے
کوئی کیسی ہے پر تیرے ذرا بھاویں نہیں تھا - ہمنے تو جب سُنا اِس
جل گئی زبان سے یہی سُنا اِی موئی جوانا مرگ ای موئی غارتی - ای
موئی جانیا - ای ستیاناس گئے ای جا نہار تو دنیا کے پردے سے اجڑ جائے
تجھے ڈھائی گھڑی کی موت آجائے کسی کی آہی تجھے لگ جائے تیرا جنازہ

۱ تسلی دنیا ۲ سخت سینگیں دل ۳ خبر نہونا ۴ حال ۵ خالہ اماں
۶ مرنے والے ۷ صدمہ ۸ منع کرتے تھے - یہی روز بد پیش نظر تھا ۹ دعا کو بد
جوان مرگ ۱۰ غارت ہونیکے قابل ۱۱ مرنے جوگا ۱۲ پہر بھر کے اندر مرجائے ۱۳ موت

دیکھوں - تیرا مردہ دیکھوں - تجھ پیٹوں - الٰہی تو جلجائے - الٰہی تو اپنی جوانی
کا سُکھ نہ دیکھے + غرض کہانتک کہوں صبح اُٹھکر یہی وظیفہ تھا اب تمھیں
ہو کہ سر پیر ہاتھ دھر کر روتی ہو - کرتا تو سب کچھ خدا ہے پر آدمی کو ہزار
طرح کی وہم گذرتی ہیں چلو اب صبر کرو اللہ رکھّو جان جوان ہو ابھی
تمہاری عمر ہی کیا ہے — خدا میاں کو زندہ رکھّے اور بہتیرے بچے ہونگے
وہ جو کہتے ہیں سہاگن کا بچہ پچھواڑے کھیلتا ہے وہ یہی تو بات ہے خدا
کی درگاہ میں شکر کرو اور صبر ہی ہو بیٹھو رونے دھونے سے کچھ نہیں
ہوتا - قیامت کے دن یہی بچہ تمہیں بخشوائیگا اور اپنے ساتھ جنّت
میں لیکر جائیگا فقط الٰہی تو اپنی خدائی کا صدقہ میری بہن کو صبر دے اور
اُسکا دل ٹھکانے لگا +

خط ۲۴ آپا جان! تم تو آئی کی آتی ہی رہیں اور میں اپنی بھاوج کے
جننے میں ہو بھی آئی لگاتار سات دن تک گانا بجانا رہا - اُن کے ہاں
کی عورتیں سب کی سب ملنسار اور تمیزدار تو معلوم ہوتی ہیں - مگر پھر بھی آنا
کی بو پائی جاتی ہے - اللہ زیادہ کرے روپیہ پیسہ تو افراط ہے پر ٹوٹا
دل نہیں پیسہ کی جگہ دھیلا اُٹھاتی ہیں اور اُس میں سے بھی بنے تو
دو چار کوڑیاں بچا رکھنے کا ارادہ رکھتی ہیں - پانچ دن پانوں کی وہ
ہلوں ہلوں رہی کہ زردا ہے تو چھالیہ نہیں - اور چھالیہ ہے تو کتھا
نہیں + ہاں چھٹی کے دن دل کھول کر پیسہ اُٹھایا سو وہ بھی سمدھیانہ
والوں کو دکھانے کو - آج کے دن مجلس بھی اچھی جمع ہوئی لوگ بھی

۱ کمال افسوس کرنا ۲ مخلوق ۳ گنوارپن ۴ بہت ہے شمار ۵ حوصلہ
۶ تنگ - بیکار - کمی ۷ بخیلی - فراخ حوصلگی سے

دور دور سی آئی ہیجڑوں چوڑی والیوں۔ ڈومنیوں کا شمار نہ تھا۔
باہر ہیجڑی تالی پیٹ رہی تھے گھر میں ڈومنیاں[۱] اور چوڑی والیاں
تھئی تھئی[۲] کر رہی تھیں زچہ کی میکے سی چھٹی[۳] بھی اچھی آئی۔ بچّے کو کئی کئی
جوڑی۔ رضائیاں پوتڑی۔ سوزنیاں۔ دوہریں۔ زچہ کو جوڑا زچہ کے
میاں کو جوڑا۔ دو سو روپیہ کا گوشوارہ[۴] زچہ کی سر سی باندھنے کو اور سو روپیہ[۵]
کی پٹّی[۶] بچّے کے سر کو۔ گہنا بھی ہزار پانسو روپے سی کم نہ تھا۔ چاندی
کے چھنّے بٹّے۔ چاندی کی چسنی۔ چاندی کی جھنجھنے۔ ایک پنگورا ایک
پلنگڑی۔ مرغیاں مرغیوں کے ٹاپے۔ کوئی آٹھ دس گھی کے ہنڈے۔
منوں موٹھ منوں چاول غرض سب چیزیں تھیں۔ جس وقت زچہ
چھٹی نہا ان پٹّیوں کو اپنے اور بچّی کے سر سی باندھ کر دودھ پلانے
بیٹھی تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی رانی مہارانی یا کسی ملک کی
شہزادی بیٹھی ہی۔ جب تارے[۷] دکھانیکا وقت آیا تو میں پڑ کر سو گئی۔
سات دن کو دیکھو اور سونے کو دیکھو کب تک نہ سوتی کمر سیدھی
کرنے کی تو فرصت تھی ہی نہیں کہاں کہ اپنی نیند سونا اور اپنی
نیند اٹھنا۔ ہاں یہ تو میں کہنا بھول ہی گئی کہ ان پانچ دنوں میں
ان کے کنبے والوں نے خوب خوب چاگیریاں گائیں اور عجب عجب
سانگ بھرے ٭

[۱] ایک طرح کی ڈومنیاں ہوتی ہیں [۲] ناچ گا رہی تھیں [۳] وہ چیزیں جو بچّہ کی لئے زچہ کے میکے سی آتی ہیں [۴] زرّین گوشوارہ [۵] کھانچی [۶] ایک زنانہ رسم ہی کہ چھٹی کی دن زچہ کی ادھر ادھر دو تلواریں ننگی کر کی کھڑی ہو جاتی ہیں اور اسے آسمان کی تاری دکھاتی ہیں جس سی یہ غرض ہوتی ہی کہ آج سب بلائیں ٹل گئیں

جواب بُوا میرا آنا اِس سبب سے نہیں ہوا کہ ایکا ایکی خدیا ساس کے دشمنوں کی طبیعت ماندی ہو گئی تھی لینر کر دینے پڑگئی تھیں خدا خدا کر کے اب آرام کی صورت دیکھی ہے چلو تم چھٹی دیکھ آئیں گویا میں نے ہی دیکھ لی جتنی باتیں تم نے لکھیں ہیں مجھے تو شاید یاد بھی نہ رہتیں اور لکھنا تو کیسا؟ اگر وہ جچاگیریاں تمہیں یاد رہی ہوں تو مجھے بھی لکھ بھیجو تمہاری بھانجیوں کو اُنکے سننے اور یاد کرنے کا بڑا ارمان ہے لو اللہ حافظ

جواب کا جواب آپا! مجھے وہ ساری گیت تو یاد نہیں رہے مگر ہاں دو ایک یاد ہیں دیکھو اُن کا سرا یاد کر لوں تو لکھوں ایلو پہلا گیت تو یاد آگیا شاید لکھتے لکھتے اور بھی یاد آجائیں۔ لو میری بھانجیو سنو!

جچاگیریاں

۱ آج جنم لیا میری راج دلاری نے پالنا بناؤنگی۔ ری (پالنا)
گھی کھچڑی بھیجی بابل جب رنگ سگھر جچا کو میں ماری کھاؤنگی۔ ری (پالنا)
باپ

ایضاً

۲ جچا نے چاہے ہیں پان کہ چادر پیک بھری۔ ایلی کی چادر پیک بھری
اندر ہیں سلطان کہ باہر فوج کھڑی۔ "
نکل پڑی سلطان نقاروں چوب دھری "
بن کھانڈی تلوار جچا میری خوب لڑی۔ "

ایضاً

۳ ایلی نے مجھے درد دیا۔ سانولیا نے مجھے درد دیا۔ پاتلیا نے مجھے درد دیا

لہ اچانک۔ دفعۃً لہ علیل لہ مایوسی ہو گئی تھی

جائے کھولڑکے کے باوا سے اُونچی نوبت دھراؤ رے - البیلے نے مجھے درد دیا -
جائے کھولڑکے کے نانا سے رنگ بھری کھچڑی لاؤ رے - "
جائے کھولڑکے کے ماموں سے ہنسلی کڑے لاؤ رے - "
جائے کھولڑکے کی خالہ سے کرتے ٹوپی لاؤ رے - "
جائے کھولڑکے کے باوا سے بھانڈ بھگتی نچاؤ رے - البیلے نے مجھے درد دیا

ایضاً

۴- بیرن بھیّا میں تیری ماں کی جائی - ہولے سنکر بدھاوا لیکر آئی (بیرن) چھاتی دُھلائی کٹوری لونگی - تو لٹ دُھلائی روپیا - پاؤں دُھلن کو چیری لونگی تو خصم چڑھن کو گھوڑا - (بیرن بھیّا) بس بوا اسی طرح کے اور بہت سے بڑے بڑے گیت تھے میرا جیتیا تو اتنا بھی نہیں کہ دس پانچ یاد کرلیتی - فقط -

خط ۴۴ - واہ واہ بوا صد رحمت! تمہیں یہی چاہیئے - مجھے اپنی بلا میں پھنسا کر آپ بے فکری سے اماں جان کے ہاں جا بیٹھیں - ایک تمہیں تو اپنی عاقبت سنوارو گی مجھے خدا کو تھوڑا ہی منہ دکھانا ہے؟ بس بوا خدا کو مانکر جلدی آؤ - اور اپنے گھر گھروا ے کو سنبھالو - مجھ سے کسی کے گھر میں نہیں بیٹھا جاتا - اس اخیر وقت میں بھی اُن سے نہ ملوں گی تو کیا قیامت میں ملونگی؟ میں آؤں تو مہاجن کے پاس سے اُن کا جمع کیا ہوا روپیہ نکالکر قرض خواہوں کو چکا دوں اگر کل کلاں کو خدا نکرے انکی آنکھ بند ہوگئی اور مہاجن مکر گیا تو قیامت میں قرض خواہ میری ماں کی بوٹیاں کاٹینگے تمہارا کیا جائیگا تمہیں تو دین دنیا کی کچھ بھی خبر نہیں اللہ کے جی ہو تم کیا جانو کیا ہوتا ہے اور کیا ہوگا

لہ اولاد ۲ہ نیک کام کرنا ۳ہ انتقال ہونا ۴ہ انکار کرنا ۵ہ یہ بات مشہور ہے کہ جو شخص کسیکا قرض ادا کرکے نہیں مرتا تو عاقبت میں اسکی عوض اسکی بوٹیاں کاٹی جاتی ہیں ۶ہ دنیا و مافیہا سے بیخبر - بھولے آدمی

جواب ۴۳ - اللہ بی فیروزی دنیا کے ہو[1] ایسے سفید ہو گئے کہ تم پھر دو دن بھی رہنے میں اتنی بے رخ ہوئیں اچھا بوا تمہیں وہاں رہنا بھاری[2] ہے تو میرے بچوں کو خدا پر چھوڑ کر چلی آؤ مجھ سے تو اماں جان کو اس حال میں چھوڑ کر نہیں آیا جاتا گھڑی ساعت کی مہمان ہیں ہچکی لگ رہی ہے - میں تمہاری عاقبت[3] کیوں خراب کرنے لگی ہوں آؤ تمہیں آکر اُنہیں خدا سے[4] ملاؤ - مہاجن سے حساب لو قرضخواہوں کو چکاؤ - بوا تم کچھ[5] اور گمان نہ کرو مجھے اُنکی کوڑی کوڑی الٰہی مُہر[6] ہے میں اللہ کی مست ہوں تو آپ کو ہوں اور تنگ دست ہوں تو آپ کو ہوں - بس تمہیں بھی دیکھ لیا + فقط +

جواب ۴۴ - بوا اپنے احمد علی کو تمہاری خاطر سے بھیجتی ہوں دیکھنا میرا اللہ آمین[7] کا ایک بچہ ہے اندھیرے اُجالے نہ نکلنے دینا اُسکی انّا[8] بھی ساتھ آتی ہے تم اپنے انگہ[9] کو دوسرے تیسرے خیر صلا لیکر بھیجتی رہنا اور میں اُسکے کوکا[10] کو دن میں ایک دفعہ بھیجا کروں گی - یہ سرِ شام[11] سے سوتا ہے اور مُنہ اندھیرے اُٹھکر چیز بتّی[12] کی دھوم ڈالتا ہے - کھاتا تو کیا ہے کچھ چڑیوں کو کھلاتا ہے کچھ بکھنڈاتا[13] ہے اپنا جی بہلا لیتا ہے - حلوا سوہن کی ٹکیاں اُسکے ساتھ کئے دیتی ہوں اچھی تمہیں میرے سر کی قسم ہے احمد علی کو اپنی جان کے برابر رکھنا ذرا آنکھ سے اوجھل نہ ہونے دینا میرا دل اُسی میں پڑا رہیگا +

---

[1] محبت نہ رہنا [2] دو بھر مشکل - ناگوار [3] بھلائی کرنا - دین میں سرخرو کرنا [4] امانت - واجب الادا [5] نازپروردہ - بچہ کون کا اسکی تحقیق ارمغان دہلی میں دیکھو [6] بچہ پالنے والی عورت [7] ترکی میں انگہ بمعنے باپ آیا ہے مگر اہل قلعہ دودھ پلانے والی کے خاوند کو کہتے ہیں جو باپ کی بجائے خیال کیا جاتا ہے [8] دودھ پلانے والی کا بیٹا یا بیٹی [9] سرِ شام [10] شیرینی - مٹھائی [11] بکھیرنا - پھیکنا -

جواب ۳۹ — بہن! میاں احمد علی ماں کی گودی پر چڑھے ہوئے میرے
گھر میں دڑانہ گھُسے چلے آئے۔ میں نے کہا مردُوے تُو آواز دیکر نہیں آتا؟ دیکھ
تو چھُپنے والے بیٹھے ہیں اور تو منھ اُٹھائے چلا آتا ہے؟ تو کہنے لگا اچھا
بی اب منھ ڈھانپ لُوں میں نے کہا ہاں ڈھانک لے تو دیکھنا اُسنے آنکھیں
تو بند نہ کیں فقط منھ پر ہاتھ رکھ لیا۔ میں نے کہا واہ واہ تم بھی خوب ہو
یُونہی منھ ڈھانکا کرتے ہونگے؟ تو بولا تمھاری اماں ہیں تو اُسی طرح منھ
جانتا ہوں کیا آنکھوں پر تو بھی منھ چھپتے ہیں؟ اِلیو میں تمھارے منھ میں
چھیڑی دیتا ہوں بھلا تم آنکھوں سے منھ سے ڈھکتا تو جانوں۔ لو اب مجھ سے اسکا
کچھ جواب نہ بن پڑا اپنا سا منھ لیکر رہ گئی۔ ماشاء اللہ خدا اِسکی عمر دے ابھی
سے بڑوں کے کان کاٹتا ہے۔ ایک تگڑ یہ کیا موقوف ہے کوئی نہ کوئی
آدمی روز تمھارے پاس خبر لیکر پہنچے گا آدمیوں کا اوڑا نہیں پڑا ہے۔
چار پیسے ڈولی پر تو مکان ہی ہے ایسا کچھ دُور بھی نہیں جو کسیکو اکلسی آئیگی
وہ میرا کلیجہ ہے میں اُسے اپنی جان سے عزیز سمجھتی ہوں تم اِس بات سے بیفکر رہو
یہاں آتے ہی بچوں میں اُسکا دل لگ گیا۔ اے دیکھو وحشا جو کڑی مچاتا پھرتا ہے کیوں
احمد علی تیری ماں کو کہلا بھیجوں کہ اُسنے سارا گھر سر پر اُٹھا رکھا ہے ایسا چیختا ہے کہ کان
پڑی آواز نہیں سنائی دیتی۔ موجی میلی اماں تو مجھے ایسا جانتی ہی نہیں۔
تمھارے کہنے سے کیا ہوتا ہے؟ + ہاں بہن مجھے اِس بات کا بڑا گلہ ہے کہ تمنے
میرے گھر کو اپنا گھر نہ سمجھا۔ بھلا موئے حلوے سوہن کی بھی کچھ حقیقت تھی کہ
اُسکی ٹکیاں بھی ساتھ کر دیں خیر کیا مضائقہ ہے اپنا اپنا وقت ہے

---

۱ بے محابا ۲ شہر بند ہو جانا ۳ بات کرنا ۴ قحط ۵ کان ۶ گود مچانا ۷ شور و غل مچانا ۸ باپ

ہے اور اپنی اپنی بات ؂

خط ۵۰ اللے بوا پانچ برس پیچھے میرا سید جانی آیا اُسے دیکھ کر جان[1] میں جان آگئی گویا سوکھے دھانوں پانی پڑا مجھے کب امید تھی کہ میں اپنی زندگی میں اُسے دیکھوں گی پر اُس کی خدائی[2] سے کچھ دور نہ تھا اب میں اُس کے آنے کی شادی کرتی ہوں۔ پرسوں پیر[3] دیدار کا گونڈا[4] کرونگی تم بھی اپنے بال بچوں کو لیکر چلے آؤ اور بھانجے سے ملجاؤ پھر وہ کہاں اور تم کہاں تمہیں پوچھتا بھی تھا کہ خالہ اماں اور اُن کے بچے تو اچھے ہیں؟ میں نے کہا ہاں میاں سب تندرست ہیں۔ وہ بھی تمہارے دیکھنے کو پھڑک[5] رہی ہیں۔ بوا خوشی ہوئی نہ ہوئی برابر ہے کلہم[6] دو اٹھواڑے رہے گا۔ اس کا فرنگی بڑا خلی ہے دم بھر کی چھوٹ نہیں دیتا بھلا اس میں کیا جی بھر کر صورت دیکھوں گی خیر ماننا[7] نہ مانے گی تو ساتھ ہی چلی جاؤں گی کیا[8] ہوا دو چار مہینے لدھیانے رہکر چلی آؤں گی ؂

جواب ۵۱ آپا میرے بھانجے کا آنا تمہیں مبارک اور مجھے سلامت کیا کروں شام ہوگئی دونوں وقت ملنے لگے نہیں تو ابھی ڈولی منگا کر چلی آتی میرا جی خود اپنے بھانجے کے دیکھنے کو لوٹتا[9] ہے دیکھئے اس خوشی میں رات کیوں کر کٹتی ہے۔ تم نے دیکھا؟ اب بھی بدن[10] پر بوٹی چڑھی یا ویسا ہی دھان[11] پان ہے۔ چلو[12] خدا نے تمہاری امید پوری

---

[1] آگاہی کا کلمہ ہے [2] تسلی ہونا [3] قدرت شان [4] عورتوں کا ایک فرضی ولی ہے مگر درحقیقت جامع المتفرقین کو کہنا چاہیے [5] نیاز [6] مشتاق دیدار ہونا [7] محبت [8] کیا ڈر ہے۔ کیا بڑی بات ہے [9] ترستا ہے [10] موٹا تازہ ہونا [11] دبلا پتلا [12] حرف تردید یعنے ان باتوں کو چھوڑو ؂

کردی اُس کی درگاہ میں شکرانہ بھیجو اور اب اس کا کوئی اچھا سا
گھر[1] دیکھکر کہیں ٹھکانا[2] کردو۔ صاحب نِسا جلیبیوں کا گونڈا۔ صدقے
کے ٹکے۔ تیل ماش کا خوان لیکر آتی ہے اسے رات کو وہیں ٹھیرانا
اور میری طرف سے اپنے سیّد کی چٹ چٹ اُوپر تلے[3] بلائیں لینا دِن نکلے
تو میں بھی سواری منگا کر آن اُتروں ۔

خط ۵۲۔ لو بُوا[4] اور سُنو! بی خانم جان نے کیا اُشغلا[5] اُٹھایا ہے کہ
یہ شام ہوئی اور خالہ اماں کے بچوں کو کوسنے بیٹھ گئی بھلا بُوا غضب
خدا میرا اِن کا باپ مارے کا بیر تھا یا مِلک مِلکات کا جھگڑا تھا یا اُن کے
معصوموں نے میرا کچھ بگاڑا تھا جو میں کوستی؟ پہلے اپنی چھاتی[6] پر ہاتھ
رکھ لوں تو کسی کے بچوں کو کوسوں اس تِنتنگ چھری[7] نے تو خوب بیرا
کھیری پر کمر باندھ رکھی ہے۔ اچھی تمہارے قربان جاؤں تم اُنکے دِل سے
یہ بات دھو ڈالنا نہیں تو خالہ بھابجیوں میں خدا[8] واسطے کا بیر پڑ جائیگا
اور اِس بہتان اُٹھانے والی سے تو خدا سمجھے گا ۔

خط ۵۳۔ بہن! تم خانم جان کی باتوں پر نہ جاؤ ٹِرّا[9] بھونکنے دو وہ
انہیں باتوں سے سب میں اُلّو[10] اُلّو ہو رہی ہے اس کی جان پر غضب
ٹوٹے اس نے کس کس پر تُوتیا[11] طوفان نہیں جوڑا وہ تو کوئی اسے منہ نہیں
لگاتا نہیں تو یہ وہ غضبن[12] ہے کہ ایک طوفان[12] روز کھڑا کرے اوّل تو خالہ اماں کے

---

۱ خاندان ۲ شادی کرنا ۳ تواتر لگاتار ۴ حرفِ خطاب ۵ بہتان ۶ اپنا سا دل اور کا سمجھنا ۷ محبت کی جڑ کاٹنے والی۔ لڑائی کرا دینے والی ۸ بغض یعنی ناحق کی دشمنی ۹ ایک بے پروائی کا لفظ ہے ۱۰ نکّو ہونا۔ بدنام اور برا ہونا ۱۱ فساد بھری ۱۲ بہتان ۔

فرشتوں کو بھی خبر نہیں اور اگر ہو بھی تو وہ ایسی نہیں ہیں کہ تیری میری لگائی بُجھائی میں اگر شُتے بیر باندھ لیں کچھ اُنہوں نے اپنے بال دُھوپ میں نہیں سفید کئے آخر تم سے چار کپڑے زیادہ ہی پھاڑے ہیں۔ تم کچھ بات مُنہ سے نکالو جھکی بیٹھی تماشا دیکھو میں اسے کیسے ناک چنے چبواتی ہوں +

خط ۴۵ - پیاری بہن! کل تمہارے پاس کرامت علی گیا تھا وہ کہتا ہے کہ اماں تُم نے مہاجن سے روپے نکلوا لئے ہوتے خالہ سے ناحق لے لئے وہ مُجھ مجھ پر رکھ کر ایسی ایسی باتیں سُناتی ہیں کہ میرا جی جلتا ہے کبھی تو کہتی ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں ایسی نادہندی سما گئی ہے کہ ہوتے ساتے میرے روپے اُنکے جی سے نہیں نکلتے کبھی کہتی ہیں " باپ بیٹوں کی کمائی آتی ہے اور پھر پوری نہیں پڑتی " کبھی سُناتی ہیں پھوہڑ عورتوں کے ہاں کبھی خیر ہوتی ہے نہ برکت سدا خرچ کی بلوں بلوں رہا کرتی ہے بُوا اگر تُمہیں اپنے روپیوں کی حاجت ہو تو آدھی رات پچھلے پہرے جب چاہو مُجھ سے منگا لو تمہارے روپے دُودھ پیتے ہیں کہیں مار تمہیں نہیں سکے اُڑنے چھڑے کو لگا رکھے تھے +

جواب ۵۵ - بُوا جان ماشاءاللہ حاشا جان میرے فرشتوں کو بھی خبر نہیں کہ تمہارا لڑکا کب آیا اور کب چلا گیا وہ ایک جھوٹا لپاٹی منتفنی ہے اُسکی بات کا تُمہیں کو اعتبار ہوگا وہ جھوٹ نہ بولے تو اُسے روٹی

لہ محض لاعلمی سے مراد ہے لہ کہنے سُننے میں آکر لہ ناتجربہ کاری لہ تنگ پڑنا - عاجز کرنا لہ قرض لینا لہ کشائش نہ ہونا لہ بے سلیقہ لہ بیکار - ناک تنگی - لہ غضب ہوا لہ وقت بے وقت لہ قسم سخت - خُدائے پاک کی قسم ہے یا پناہ مانگتی ہوں خُدا سے لہ فریبی -

ہضم نہو پیٹ پھول جائے۔ اُسنے کہا کہ اور کچھ نہیں تو آؤ آج یُوں ہی بات
بناؤ کہ میں خالہ پاس گیا تھا اُنہوں نے کہا کہ ایسا کیا اُوڑا اُڑ گیا جو تیری میّا
میرے روپے نہیں دیتی باپ بھائی اِتنا کُچھ کماتا ہے اور پھر گُزر نہیں ہوتی
آٹھوں پہر خرچ کی پُکار رہتی ہے خُدا ایسے طُوفانی بچّے سے بچائے اِسے
تو خُوب مینڈھے لڑوانے آتے ہیں۔ جِس میں جنگی ڈال جالو دُور کھڑی
اوّل تو بہن موسے دو بیسی رُوپلی کی کائنات ہی کیا ہے دُوسرے جس
وعدے پر سُنے لیئے ہیں ابھی اُنہیں بھی مہینوں کی دیر ہے۔ ایسی کیا میری
عقل جاتی رہی تھی جو اپنے قول قرار سے پھر جاتی۔ ہاں یُوں کہو میاں
کرامت علی کو گُل چھرّے اُڑانے کے واسطے ضرورت پڑی ہوگی اُنہوں نے
کہا کہ اور تو کوئی ڈھب نہیں بنتا اِسی بہانہ سے امّاں کے پنجہ سے رُوپے
نکالو اور چُپکے چُپکے مزے اُڑا لو تم اُس سے کہو کہ تُو خالہ کے مُنہہ در مُنہہ کہدے
میں اُنکے رُوپے پھینکدُوں دیکھو تو کیا کہتا ہے ؛

خط ۵۶ - اچھی میری خالہ جانی ! میں تیرے واری
ہو کر مر جاؤں۔ اپنی مُغلانی سے بھانجے کے انگرکھے پر ترنج
بنوا دے۔ اُسے عید کی بڑی خوشی لگ رہی ہے۔ میری
مُغلانی تو خُدا جانے کہاں اُجڑ گئی۔ دو دِن کو کہہ کر گئی تھی آج
بِسن دِن ہونے آگئے۔ عید کا جوڑا سِلا ہے تو کوئی درزی

---

۱ بُہتانی ۲ لڑائی کرا دینا ۳ اصل۔ حقیقت ۴ مزہ اُڑانا۔
عیش اُڑانا ۵ رُوبرو ۶ صدقہ ہو جاؤں ۷ سینے پرونے والی نوکر
۸ چلی گئی۔ عجبہ ہے کہتا ہے ۹ قریب ہونا

درزی بھی ہاتھ[1] نہیں دھرتا۔ نہیں تو اُسی کو دیدیتی۔ لاچار[2] ہوکر تمہارے آدمی کو تکلیف دیتی ہوں۔ دیکھو میں نے کبھی نہ کبھی منہ[3] پھوڑ کر کہا ہے تم عید سے ایک دن آگے ترنج بنوا کر میرے پاس بھیجدینا اور اگر انگرکھا تیار ہوکر نہ آئے گا تو تمہارا بھانجا برس کے برس دن لوٹا لوٹا پھرے گا۔ خدا بخش رونہ[4] یہ خط اور انگرکھا لیکر آتا ہے اُسی کے ہاتھوں جواب بھیجنا۔ تو تمہارا خدا حافظ ؏

جواب ۵۷ بُوا! ایسی کیا بات ہے میں بھی تمہاری مغلانی بھی تمہاری کسی غیر کا کام تو نہیں ہے اپنا ہی کام ہے سو دفعہ ہزار دفعہ آنکھوں سے ترنج بنا کر بھیجدے گی اور آج کل تو غیر کا کام بھی ہوتا تو میں اُسے منع نہ کرتی کیونکہ وہ ان دنوں میں گھر کا سینا پرونا اُٹھا کر کبھی کی ہاتھ[5] پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہے کام جو آگے نہیں ہے تو خالی بیٹھی گھبراتی ہے۔ اس پر کیا موقوف ہے جب کچھ کام ہوا کرے باشوق بھیجدیا کرو خدا[6] نے چاہا تو میرے بھانجے کا انگرکھا الوداع کو یا عید سے دو دن پہلے پہنچ جائیگا مارا مار کرکے سلواؤں گی جب تک تیار نہ ہوگا آٹھ پہر مغلانی پر اکیلا رکھوں گی۔ اوّل تو وہ خود تمہارے بیٹے کا کام چاؤ[7] سے کرتی ہے اُسے کچھ کہنے سننے کی حاجت بھی نہیں فقط تمہارا بھی اللہ بیلی اللہ نگہبان ؏

خط ۵۸ - کہو بُوا محمودی بیگم! اپنی خالہ زاد بہن کے بیاہ میں گئی تھیں؟ کیا کیا کھایا؟ کیا کیا دیکھا؟ بہن میں یوں نہ آسکی کہ اُسی روز میرے ہاں مہمان آگئے امّاں جان نے بھیجنا مناسب نہ جانا چلو جیسے تم گئیں ویسے

---

[1] اقرار نہیں کرتا۔ حامی نہیں بھرتا [2] ناچار [3] جیا نبکر [4] ہرکارہ [5] بیکار خالی۔ [6] انشاء اللہ تعالیٰ [7] شوق سے ؏

میں گئی - دُولہا کیسی شکل کا تھا؟ سمدھنیں کیسی بنی ٹھنی تھیں؟ چڑھاوے میں
کیا چڑھا؟ تمہاری طرف سے سلامی میں کیا پڑا؟ اُن میں بھی کوئی لڑکی
پڑھی لکھی تھی یا سبھی سب خدا رکھو ہم ہی جیسی تھیں - لو خدا حافظ

جوابِ خط - بہنا! اُس روز شاموں شام تمہاری راہ دیکھی جب تم نہ آئیں
تو آخر کو ہار کر مغرب کے لگ بھگ دادی اماں کی ڈولی میں بیٹھ لی دیکھنے
کی نہ پوچھو اب تو جس مجلس میں جاؤ ایک نہ ایک بات نئی دیکھ کر آؤ لباس
میں پوشاک میں وضع میں طریق میں روز بروز انہونی[1] باتیں نکلتی چلی آتی
ہیں - اور بوا تمہاری جان کی قسم کچھ بھلی بھی معلوم ہوتی ہیں - میں نے
کئی بیویوں کو دیکھا کہ اُن کے کانوں میں صرف ایک ایک بُندا ہاتھوں میں
ایک ایک سونے کا کڑا گلوبند اور سفید پجامے سفید ہی دوپٹے اُن پر ریشمی فیتہ
لاکھ بناؤ دیتا تھا اور بہت سی سمدھنیں ایسی بھی تھیں کہ تلدار جوڑے
اُن کے بدن پر تھے اور گہنے میں ٹوٹی پڑتی تھیں جس وقت یہ چھم چھم کر کے
اُتریں سب نے مل کر اُتروایا اور عزت سے بٹھایا الائچی پان چھالیہ زردہ[2] کسی
چیز کی کمی نہ تھی گلوریوں پر گلوریاں کھلائیں رات کو بھی ڈومنیاں گائیں
اور دن کو بھی گائیں مگر شرع تورسے والی بیویوں نے دائرہ کے سوا دوسرا
باجہ نہ سُنا - دولہا دلہن کا چہرہ صورت کا اچھا تھا اس زمانے کی دلہنوں سے
زیادہ اُسے شرم تھی کیا مقدور جو ذرا آنکھ اُونچی کی ہو چاہا سو اُس بچارے
سے کہلوایا اور اُس نے کہا چڑھاوے میں نک سے سک[3] تک دوہرا گہنا
اور سب کا سب بھاری چڑھایا شربت پلائی بھی اچھی دی یہاں سے
بھی ساتھ سو روپیہ کے قریب سلامی پڑی - اُن کے گھر کا بچہ بچہ پڑھا لکھا
تھا تم نے تو طعن سے لکھا تھا کہ ہم ہی جیسی تھیں یا اُن میں کوئی لڑکی پڑھی

۱ - نئی سی انوکھی ۲ - کھانے کا تمباکو ۳ - نیچے نک سے سک یعنے از سر تا پا

لکھی بھی تھی ؟ میں آنکھوں دیکھی کہتی ہوں کہ اگر ہمارے کنبہ میں یا ہماری ہمجولیوں میں کوئی ایسی ہوتی تو میں اُسکے پاؤں دھو دھو کر پیتی جس روز برات رخصت ہوئی اُس روز کا حال سُنو تو اچنبہ میں رہ جاؤ صبح کے وقت ڈومنیاں گانے بیٹھیں اوّل تو اُنہوں نے بہادر شاہ دہلی کے بادشاہ کی بنائی ہوئی ایک پہیلی گائی اور پھر جس وقت جہیز نکلنے کی تیاری ہوئی تو منڈھا گانا شروع کردیا۔ اِس وقت کی نہ پوچھو عورتیں تو عورتیں مردوں کا یہہ حال تھا کہ ڈیوڑھی میں کھڑے ہوئے دھاروں روتے تھے اور بس یہہ معلوم ہوتا تھا کہ بیٹی کی محبت آج ہی کے دن تک تھی پالا پوسا جیسے ٹکے سے بڑا کیا اور دوسرے کو سونپ دیا کلیجہ کا یہہ حال تھا کہ اُس گیت کو سُن سُنکر پھٹا جاتا تھا یہانتک کہ سب جہیز کا نکلنا لُٹنا تو بھول گئے اور کبوتروں کی طرح بِن چھری تڑپنے لگے یوں تو یہہ ہندوانی گیت تھے اور اُنہیں لوگوں کی اِن میں باتیں تھیں مگر بُوا میں تم سے کیا بیان کروں اُن میں کیسا اثر کوٹ کوٹ کر بھرا تھا خدا جانے پورے سمجھ میں آتے تو کیا غضب ڈھاتے میں نے جو اُدہر نگاہ کی تو کیا دیکھتی ہوں کہ کئی سمدھیانے کی لڑکیاں ہاتھوں میں سرمہ کی قلم اور کاغذ لئے بیٹھی ہیں اور جب جب اُس گیت کو لکھ رہی ہیں پھر تو مجھے بھی شوق ہوا مگر اُس وقت نہ قلم نہ دوات کاغذ نہ تختی لکھتی تو کاہے پر لکھتی میں اِدھر سے اُٹھکر اُن کے پاس جا کھڑی ہوئی کہ بُوا یہ کیا لکھ رہی ہو اُنہوں نے کہا کہ جس گیت نے تم سب کو رُلا رکھا ہے ہم اُسی کو لکھ رہے ہیں میں نے کہا کیا تم کو خبر تھی کہ وہاں یہ گیت گایا جائیگا وہ بولیں نہیں مگر ہم سرمہ کی قلم اور سادے کاغذ کی چھوٹی سی کتاب اپنی جان کے ساتھ رکھتے ہیں۔ جو بات ہمیں پسند آتی ہے

لہ زار و قطار رونا۔ آٹھ آٹھ آنسو رونا

یا یادر کھنے کے قابل ہوتی ہے اُسی کو لکھ لیتے ہیں میں نے کہا بھلا تو اِس کی نقل ہمیں بھی دوگی اُنہوں نے ہنسکر کہا آنکھوں سے ہم چلتے چلتے تمہیں دیکر جائینگے سو یہی گیت میں تمہیں بھی بھیجتی ہوں دیکھو تو کیسے اچھے اور درد کے بھرے ہوے ہیں۔

فقط محمودی بیگم۔

پہیلی ۹

سُن ری سہیلی موری پہیلی　بابل[1] گھر میں رہی البیلی[2] ؛

ماتا پیتا[3] نے لاڈ سے پالا　سمجھے مجھے بس گھر کا اُجالا　ایک بہن تھی ایک ہیلی

یونہیں بہت دن گُڑیاں ہیں کھیلی　کبھی اکیلی کبھی دُو کیلی

جس سے کہا چل تماشا دکھالا　اُسنے اُٹھا کر گودی میں لیلی

کچھ کچھ موہے سمجھ جو آئی　ایک جا ٹھیری موری سگائی[4]

آون لاگے بامہن نائی　کوئی لے روپیا کوئی لے دھیلی

بیاہ کا میرے سما[5] جب آیا　تیل چڑھایا منڈھا چھوایا

سالو سوہا سب ہی پہنایا　مہندی سے رنگ دی ہاتھ ہتیلی

ساسرے کے لوگ آئے جو میرے　ڈھول دمامے بجے گھنے رے

شبھ گھڑی شبھ دن ہوے جو پھیرے　سیّاں نے موہے ساتھ میں لے لی

آئے براتی سب رنگ رس کے　لوگ کٹم[6] کے سب ہنس ہنس کے

چاہوت[7] تھی یہی گھر سے نکسے[8]　اور کے گھر میں جائے دھکیلی

---

[1] باپ [2] بے پروا [3] ماں باپ [4] نسبت ۔ شادی [5] وقت [6] کنبہ قبیلہ [7] چاہتے تھے [8] نکلے

چیستاں ۔ بجھول ۔ بجھارت

سے کے چلے پی ساتھ جب اپنے   رون لاگے پھر سب اپنے

کہا کہ تُو نہیں بس کی اب اپنے   جا بچی تیرا اللہ ہی بیلی

سکھی پیا کے ساتھ گئی میں   ایسی گئی پھر وہیں رہی میں

کس سے کہوں دُکھ ہائے دئی میں   سیّاں نے موری بانہ گہیلی

ساس جو چاہے سو ہی سُناوے   نند بھی میٹھی باتیں بناوے

کیا کروں کچھ بن نہیں آوے   جیسی پڑی میں ویسی ہی جھیلی

جیا بیاکل روت انکھیاں کہاں گئیں سب سنگ کی سکھیاں

شوق رنگ گڑیاں طاق پہ رکھیاں   نہ وہ گھر ہے نا وہ حویلی

منڈھا

ہرے ہرے بانس کٹا مورے بابل رنگا منڈھا چھوا اور رے

پربت بانس منگا مورے بابل بانوں منڈھا چھوا اور رے

بھائی کو دینی بابل اونچی اٹریا ہم کو دینا پردیس

نو مہینے گربھ میں راکھی آج نہ راکھی جائے رے

دُلہیاں پربت بچیں بابل انگنا بھیو ہے پردیس سے بابل گھر اپنا ہم چلے پیا کے دیس

طاق بھری گڑیاں چھوڑیں اور چھوڑا سہیلیوں کا ساتھ رے

سونا بھی دینا بابل رُوپا بھی دینا دینا جڑت جڑاؤ

ایک نہ دینی سر کو رے کنگھی ساس نند بولی بول رے

ہرے ہرے بانس کٹا مورے بابل رنگا منڈھا چھوا اور رے

لہ دُولہا۔ خاوند کہ خدا حافظ کہ ماں کہ شاعروں نے ضرورت کے باعث حرکت بڑھا دی اصل میں گہلی ہے یعنے پکڑلی کہ دِل سے بے چین کہ پیٹ۔

کہ یہاں رخصت کے گیت سے مراد ہے

تیسری فصل

منجھلیوں اور برابر کی بہنیوں کے خط کے جواب

خط ۱ بی صاحب بان سلامت ہوئی آج ہی تمہاری شہر والی بہن میرے
گھر آنکلیں ۔ میں نے پوچھا کہو کیا مزاج درست ہے کہنے لگیں جو اللہ کی مہربانی ہوتی ہے کہنے
لگیں ۔ تم سے ملنے کو جی چاہتا تھا [illegible] آنے کا موقع ہوا تو آئی ہوں ۔ میں نے کہا جیسے تم چھم چھم
[illegible] میرے [illegible] میری آنکھوں پر [illegible] بیٹھو [illegible] حسب دستور کے
تھوڑی دیر بیٹھی پائی ہونگی کہ آخر میں کھانا تیار ہو گیا آیا دسترخوان بچھا جو کچھ
دال دلیا موجود تھا آگے رکھا [illegible] بیٹھیں اس وقت
میں تمہاری خیر صلا پوچھنے لگی [illegible] تو ان کا نام [illegible]
میں نے کہا ہیں ان میں کیا برائی ہے [illegible] خبر ہی نہیں ۔
تو دو سو سو کی ایک [illegible] ہیں کبھی
جھوٹے ہاتھ سے کتا بھی نہیں مارتیں میں نے دنیا کے پردہ پر ایسا آدمی ہی نہیں دیکھا
کہ جو ایسا اپنی جان کو نہ لگائے خود بھی ترسے اوروں کو ترسائے ۔ بچے ہیں تو دیدے دوں
کیطرح تیرا میرا منہہ دیکھتے پھرتے ہیں لوگ ہیں تو ایک ایک چیز کو چھپا کر گئے پھرتے
ہیں ۔ میں تو ایسے پیسے ایسے روپے کو آگ لگا کر دھر دوں ہوا نہ ہوا برابر ہے ۔
بس تو اتنا کہنا تھا کہ میرے تن بدن میں آگ ہی تو لگ گئی کبھی آؤں تو جاؤں
کہاں تم جانتی ہو میں کسی کی لگی لپٹی نہیں رکھتی اور تو اور اسکے باپ کی
تو سنتی ہی نہیں کہاں کہ اس مردار کی ۔ وہ نڑاک[1] ہیں تو میں بھی ننگی
شمشیر ہوں جھٹ کھانے پر سے ہاتھ اٹھا سنبھل سنبھال کر ہو بیٹھی کہ لے موئی
نفاختی[2] آج تو ہے اور میں ہوں اگر تجھے ٹھیک نہ بنایا تو دنیا میں رہی ہی نہیں

۱ بیباک ۔ نڈر ۲ نفاق والی ۔ ایک حقارت کا کلمہ ہے ۱۲

کہا تو تمہارے منہ میں خاک تم ایسی فال تو نہ نکالو تم سارے کی سیکڑوں
اُن کے آگے ہاتھ پسارتی ہوئی جاتی ہیں اور کچھ نہ کچھ لیکر ہی آتی ہیں تمہاری
وہی مثل ہے جس کا کھاؤ اُسی پر غرّاؤ خدا جھوٹ نہ بلائے تو میں نے تمہیں
کو بیسیوں دفعہ چھنا چھن روپے لیتے اور ہزاروں دعائیں دیتے دیکھا
ہے آج تم کس منہ سے زہر اگلتی ہو یوں کہو اب کہ جو کچھ نہیں ملا تمہارا
جی جل گیا سو ہی تم اُن کا کھڑ بناتی پھرتی ہو۔ سردار بہو کا پرچھاواں
تو خدا کل جہان پر ڈالے وہ ایک کوڑی بیجا نہیں اٹھاتیں۔ اپنا بھی
آگا پیچھا سوچیں یا تسار کی الفتیوں کا بھرنا بھرتی پھریں کہ جن کے دیئے
کا عذاب نہ ثواب تمہارے دینے تو راہ چلتوں کو دے پر تمہیں کوڑی نہ دے
آگے پیچھے میرے سامنے اُن کی برائی نکرنا نہیں تو تمہیں جانو گی؟ چلو جیتھو
لیتی ہو۔ غرض اس وقت جو جو منہ میں آیا خوب ہی تو سنایا اسپر بہت جز بز
ہو کر اٹھ گئیں اگر ذرہ اور ٹھیرتیں تو اس سے بھی زیادہ فضیحتی کرتی یہی
خوب ہوا کہ وہ پتا توڑ کر بھاگ گئیں۔ دیکھئے اب میرے اوپر کیا طوفان
جوڑتی ہیں اور جئیں تو جوڑا کریں کسیکی کنوڈی نہیں جو ہیل ہوں۔ تم کہو تم
سے کس بات پر بگاڑ ہوا۔؟

جواب الا بوا خدا نکرے دو دو پار وہ بگڑ رہی میرے منہ بولی بہن کیوں ہونے
لگی تھی یوں کہو ایک محلہ میں رہنے سہنے سے جان پہچان ہو گئی تھی اس سے
بہن بہن کہتے منہ سوکھتا تھا نہیں وہ کون اور میں کون جب تک آدمی
سے آدمی کو کام نہیں پڑتا اُس کی برائی بھلائی نہیں کھلتی پہلے تو بڑی

---

۱ برا بھلا کہنا۔ بدنام کرنا۔ دشمنی نکالنا ۔ ۲ رسوا عام ۳ غیر۔ بیگانہ۔
۴ بگڑ کر۔ خفا ہو کر ۵ جلد ۶ شرمندہ

سیدھی سیدھی اور چپ چاپ رہیں پھر ناحق کی چھیڑ ڈالے کرتی ہیں
کبھی کہتی ہوئی آئیں "کہ بچوں پر تین تین دن صاف گزر گئے ہیں" کبھی
روتی ہوئی آئیں کہ "چوکیدار کو اٹھا کر لئے جاتا ہے" کبھی کہتیں "قرضخواہوں
نے دروازے کی مٹی لے ڈالی" کبھی کہتیں "مہاجن نے میاں پر نالش
کر دی چپراسی ڈھونڈتا پھرتا ہے ٹھنکار یہاں پڑینگی قید ہوگی کچھ ہو تو دے کے طلب
آج برتن بکتے ہیں کل کپڑے بکتے ہیں" میں سیدھی آدمی ترس کھا کر
کبھی دس کبھی پانچ ان سے چھپاتی اور دیدیتی ایک دن میں نے کہا لاؤ
دیکھوں تو یہ سچ کہا کرتی ہے یا مجھے احمق بنا کر بیجا پا کرتی ہے میں نے ماما فضیلت
کو چھپا ان کے گھر بھیجا اس نے جا کر دیکھا کہ کچھ بھی نہیں۔ بیوی کو زبان کا
مزا ہے جب تک چار آنے روز کی ملائی نہ کھالیں نیت نہیں بھرتی چٹورپن
نے اس درجہ کو پہنچایا ہے کہ چولھے آگ ہے نہ گھڑے پانی۔ اس پر غضب یہ ہے
کہ کیا مقدور جو ذرا سی چیز بچوں کو دیں یا میاں کو دکھائیں صبح کو سٹھورا
بنتا ہے شام کو ملائی کی چکھوتیاں ہوتی ہیں وہ بیچارا کمائی تھک گیا مگر یہ
کھاتی اٹھاتی نہ تھکی یہ الٰہی خرچ کہاں سے آئیگا قارون کا خزانہ بھی ہو
تو پوری نہ پڑے جب میں نے یہ بات سنی تو ان کے دینے سے ہاتھ کھینچا
اور بالکل منہ لگانا چھوڑ دیا اب ان کو اختیار ہے چاہیں سوم بنائیں
چاہیں کنشک ٹھہرائیں۔ وہ بندی تو اب ان کے بتولوں میں آنے والی نہیں
ہے اسکو بگاڑ سمجھو یا سنوار جانو اور تو کوئی بات نہیں ہوئی +

خط ۶۲ لو بوا حمیدی بیگم تم تو ساری جشن کر رہی ہو پر بی قریشی بیگم
کو تم سے بیتا نخفا نہ منہ بن۔ انشاء اللہ تعالے بلّی کا منہ کالا میں جاتی ہوں
اور انہیں منا منو کر لی آتی ہوں۔ دیکھوں وہ تم سے کیوں کر نہیں ملتیں

[illegible]

یہ کہاں کی بات ہے۔ اگر [illegible] کردی [illegible] تین شادی کی [illegible]
بیٹھیں جب کہ دل تمہارے [illegible] مکان پر [illegible] تو [illegible]
اُن کو [illegible] تو تمہارا اپنا [illegible] اپنے گھر [illegible]
اور تم کو [illegible] رہتی ہو [illegible] +

جواب [illegible] بیگم تمہارے [illegible] کبھی شکر [illegible] میری [illegible]
کو مجھ سے ملا دو تو [illegible] کہ تم نے مجھ سے دل لیکر چھوڑ دیا ہے اُس [illegible]
کو نہیں پانی میں [illegible]
[illegible] اُن کی دل [illegible] پشیمان [illegible]
کبھی رفع رو رہی ہوں اگر اماں جان پوچھ بیٹھتی ہیں کہ کیوں بیٹی کیا ہوا خیر
تو ہے؟ تو کہہ بیٹھتی ہوں کہ بی آپ ہی آپ میرا دل اُلٹا جاتا ہے جب دل
کھول کر پھر اس نکال بیٹھتی ہوں تو دل ٹھکانے لگتا ہے وہ بھول دل
سمجھ کر چپکی ہو رہتی ہیں۔ نہیں معلوم اُس خدا کی بندی کو کیا آن پڑی ہے
ہے کہ سنا ہے نہیں سنتی جو آدمی مان بھی کرتا ہے تو غیر سے کرتا ہے وہی کہاوت
ہے کہ سانپ سب جگہ ٹیڑھا چلتا ہے پر اپنے گھر میں سیدھا ہی ہو کر جاتا
ہے اس کے سوا اپنوں سے سب سر جھکاتے ہیں میں تو اُن کے رشتے کی بھی
ہوں اور سہیلی بھی ہوں اس دوسرے دوسری دوا اُنگلی پر یہ پٹکی پڑتی ہے
کہ ہاتھوں کی لکیریں مٹانی چاہتی ہیں۔ میرا آدمی بھی جاتا ہے تو یہی خبر لاتا
ہے کہ اس وقت بیگم صاحب آرام فرماتی ہیں۔ ابھی تو آنکھ لگی ہے اُن کا
مزاج ایک طرح کا ہے کون جگا کر لڑائی مول لے وہ بیچارہ آخر کو کھڑا کھڑا رکر چلا آتا
ہے بھلا ایسی ضد کا کیا ٹھکانا ہے +

ے افسوس کرنا ے عند ے غرور ے رشتہ ۔ سبب ے آفت ہے غضب ہو ے نوکر

[illegible] ہو گئی [illegible] اسپیش [illegible]

[illegible]

[illegible] اپنے [illegible] کا [illegible]

[illegible] دیکھ کر ہوا اپنی طرف سے کچھ [illegible] ہیں

[illegible] تمہاری [illegible] ابھی نہ سمجھا جو کچھ

[illegible] لکھتی [illegible] اور ہاں

[illegible]

[illegible] بہت
بہت خفت [illegible] آیا [illegible] مجھے [illegible] تو [illegible] ہو گیا [illegible] میں [illegible]
[illegible]
ہو تو اپنی دھلتی ہوا [illegible] تو اپنے [illegible]
[illegible] اپنے [illegible] جب [illegible] لکھ چکی اور اس
کی طرح [illegible] تو تیری [illegible] ہاتھوں سے خط [illegible] پھاڑ ڈالے
گئیں اب میں تم سے دوبارہ لکھتی ہوں

نواب [illegible] بیگم [illegible] خیر و عافیت [illegible] کیا کیا جو تم [illegible] کو
تو ایک خط بھیجا اور مجھ نگوڑی کو لکھتے ہوئے ہاتھ ٹھٹھر گیا میں [illegible]
تھی [illegible] کیا تھا تم [illegible] نہیں لکھا [illegible] اگر
امیر ہو تو اپنے گھر کی ہو اور میں [illegible] ہوں تو اپنے گھر کی ہوں روٹھو گی تو میرا کیا
لو گی [illegible] روٹیاں سو کھاؤ گی۔ میری بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی
تو مجھ سے کیوں بولو کیوں اوڑھنی بدلو۔ جب بیوی صاحب کو کوئی منہ نہیں
لگاتا تو مجھ نگوڑی کو راتوں جگاتی ہیں اور کہانیوں پر کہانیاں سنتی ہیں

ے جلنا۔ خفا ہونا ے شرمندہ

اُس وقت تو میری بات تمہاری سمجھ میں خاصی آجاتی ہے یا یوں کہو کہ مجھے
گُٹیا سمجھ کر بہلا دیا کرتی ہو خیر ہوا اب کیا گیا ہے ایک دن کر سو ساٹھ دن
ہیں میں بھی ایسا مزہ لاؤں کہ تم بھی یاد کرو۔ پھر مجھ سے گِلہ نہ کرنا میں نے
کھُلی کھُلی کہہ دی تھی۔ اچھا فقط تمہاری ساتھ کی کھیلی قمرالنسا بلکہ قمرالنسا

جواب خط ۵۴ ہوا تو ہوا تو تمہارے مزاج کا بھی اللہ بیلی ہے زبان وہ کچھ
غصہ یہ کچھ میں نے اسلئے تمہیں خط نہیں بھیجا کہ اُسکے بدلے تمہاری بلانے
کا ارادہ کر لیا تھا اس میں ایک پنتھ دو کاج ہو جاتی تمہاری صورت
بھی دیکھ لیتی اور باتوں کی حسرت کر۔ بھوؤں کے اشاروں سے کوئی کوئی
بات بھی سمجھ لیتی اگر تمہیں خط بھیجتی اور تم اُس کا جواب لکھتیں تو اِن
دونوں باتوں میں سے ایک بھی نہ ہوتی وہ خط سارے میں مارا مارا پھرتا
مگر کوئی اُس کے مطلب کو نہ پہنچتا۔ ہوا تم نہ سہیلی کنوتڈی نہ لونڈی۔
قرض دار نہ دیندار۔ بھوکی۔ پیاسی نہ میں امیر نہ تم فقیر۔ میں روٹھوں
نہ منوں۔ تمہاری بات پوری پوری سمجھتی تو نہیں مگر گردن ضرور ہلا دیتی
ہوں اور اگر یہ نہیں کرتی ہوں تو تم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھاتی ہو اسپر
مجھے ترس آجاتا ہے کہ کہیں خدا کو بری نہ لگو اسلئے اوڑھنی بھی بدلی بہن
بھی بنایا کہانیاں بھی سنیں اپنا مغز بھی خالی کیا تمہارا مغز بھی پھرایا
کیا تمہیں یاد نہیں؟ کہ تم بیٹھی کہانیاں کہا کرتی تھیں اور بندی چاہیں سے
اور لڑکیوں سے باتیں کیا کرتی تھی جہاں تمہیں چپ ہوتے دیکھا اور ایک
ٹہوکا مار کر پھیر دیا۔ کون کمبخت تمہیں گُٹیا سمجھتی ہے میں تو ہوا اکیلے دُکیلے کا
سہارا جانتی ہوں تو خفگی جانے دو اور دو دن کو مہمان چلی آؤ مجھے ایسی

سلہ رحم سلہ ہنوں کہنا

پیاری ملاپ دار کہاں ملو گی جو دن بھر اپنی باتوں سے ہنسائی اور لٹاتی رہے
ہو اتم میری جگر کی بہن ہو ہنسی کی باتوں سے بُرا نہ ماننا میری اصل دوستا
ہو تو تم ہو اور سچی صلاح کار ہو تو تم ہو اگر تم نہ آئیں تو ناک میں تیر دم کر
لاؤنگی اور جب کسی مجلس میں اکلوگی تو رُلا رُلا دونگی تم تو سمجھتی ہی رہو گی
یہاں سب کچھ ہو ہوا جائیگا - دیکھو قمر النسا ہماری ہنسیلی ہوگی تو خدا
دیکھتے ہی چلی آئیگی + فقط تمہاری باتوں کا مزا لینے والی خورشید بیگم

خط ۱۸ بوا صدرن چُھٹکی پڑے تمہارے ڈھنگ پر تم بڑی کلٹنی بنی
پیدا ہوئی ہو ماں باپ کو خوب خوش کر رکھا ہے ایسا تمہیں کیا جلایا تھا کہ تم روٹھ کر
پھپھی کے گھر جا بیٹھیں بوا تمہاری جننے تو پتھر جنتیں جو اُن بیچاری کو صبر ہوتا
نہیں معلوم تمہیں کیا کھا کر جنا تھا جو تم اُن کی صورت سے بیزار ہو گئیں -
بڑے چھوٹوں کو سمجھایا ہی کرتے ہیں اگر انہوں نے سینے پرونے کی تاکید کی تو کیا
برا کیا کونسا غضب ڈھایا اگر تمہارے ہاتھ میں ہنر پڑا ہوگا تو کس کے کام آئیگا
تمہارے ہی کام آئیگا وہ تو اپنی بھگت چکیں تھوڑی سی رہ گئی ہے سو وہ بھی
بری بھلی حالوں خیر سے ہو جائیگی آج موئی کل دوسرا دن - شامت تو
تمہارے نصیبوں کی ہے کہ بیوی صاحب کو کوئی پاس بھی نہیں بیٹھنے
دیگا - ہنر ہوگا تو آنا فانا ساس بھی پاؤں دھو دھو کر پیئے گی خصم بھی
آنکھوں پر رکھیگا نندیں بھی بچھی جائینگی - حق ہمسائے کی عورتیں بھی
آئینگی - خوشامد بھی ہوگی خاطر بھی ہوگی اور جو یہ نہیں ہے تو کوئی یہ
بھی نہیں پوچھنے کا کہ تم کس کھیت کی مولی ہو یا کونسی ڈال کی ٹوٹی ہو ہاتھ
اٹھایا لونڈی باندیوں کی طرح تم کو بھی روٹی دیدی کہ لو زہر مار کرو اور
جانوروں کی طرح پڑی رہو تم جانتی ہو ہنر کیا ہے بُرے وقت کا ساتھی

۱ ستانا تنگ کرنا ۲ آفت ۳ فخر خاندان ۴ تاکید ۵ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ڈپٹیانی کا جہیز ... باتوں کی ... کہ تم ... کا ... [illegible]

نصیحتوں سے تمہیں پایا ... تم ... [illegible]

تم کو ... [illegible]

کہیں ... [illegible]

جیسے اثر پر سفید ... حال ہو تو خدا کو کیا منہ دکھاؤ گی؟ جہاں تک ہو سکا

کی دعا ... کر و اپنی عاقبت ... [illegible]

نئی بہشت ہے اگر ان کو جلاؤ گی تم بھی کل نہ پاؤ گی ... کا کچھ نہیں جاتا تمہیں

اپنا گھر دوزخ ... [illegible]

اپنی ماں کو ... [illegible] ... زہر پلایا تھا

جلتا ہے خیر خدا کے گھر کی خدا جانے مگر بھلا خدا کو مانو تو ان باتوں سے باز آؤ ان کو

پیچھے کوئی اتنا کہنے والا بھی ہو گا خدا کرے میری باتیں تمہاری سمجھ میں آجائیں

اور پھر نہ لگیں ماں بیٹیوں میں پھر ویسا ہی پیار اخلاص ہو جاوے یہ ... ہو کہ

ماں بیٹیوں میں ... لوگوں نے جانا تحریر ۱۲ فقط الٰہی تیری ... کی توفیق

ہدایت دے آمین ثم آمین ❊

جواب ۱۴ سہری ساتھ کی کھیلی دکھ سکھ کی شریک بہن تیرا نصیحت

کا بھرا خط آیا پڑھا دیکھا سوچا سمجھا دل کو سمجھایا جو کچھ تم لکھتی ہو وہ

۱ مٹی کا لوندا ... کا بنا ہوا ۲ ماتم کا شور ۳ دشمنی

سب سچ ہے ماں کی خدمت جتنی ہو ہے اگر وہ بازار میں کھڑا کر کے بیچ ڈالے
تو منہہ سے اُف نہ نکالے سینے پرونے میں کیں سنوارتا ہے میں اُس گھڑی کو نہیں بھولی
کہ اپنی ماں کو کوسنے بیٹھے بٹھائے گئی کیا کروں رہوں جب کوئی ولی
لیتا ہے یا اٹھنے بیٹھنے سے کام نکالنا چاہتا ہے آتا ہے کہ اپنی اسکی بات ایک دو
مجھ سے اپنے منہہ کو نہیں سیا جاتا میں نے بی بی آج کسی کام پر جی نہیں لگتا اچھی
میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں آج معاف طرح کفن پھاڑ کر بولیں کہ جیسے
ابھی کھا جائینگی سچ کہوں مجھے بھی بُرا لگا۔ میں نے کہا ایسی کیا بھاگڑ مچی ہے جو تجھے
میں بڑا ہوگا ہو رہیگا اُسوقت تو جانے کیا انکے دم میں تھیں زہر کا سا گھونٹ پیکر چپکی
ہو رہیں مگر دو گھڑیاں نہیں گزرنے پائیں تھیں کہ پھر نِل گھونٹا شروع کر دیا اور وہ بیٹا کٹنے
والی کہ سارا محلہ تردد کرنے لگا جب دو کو خبر تھی اب سب کو ہو گئی ہیں کہتی تھی الٰہی
زمین پھٹے تو وہ ندی سما جائے زہر ملے تو وہ بدبختی کھا جائے یا رب کسی کی آئی مجھے آ جائے گریا
ہوتا تھا جب گھر کی باتوں کو سارے میں الم نشرح کر چکیں تو سیدھی اُٹھی بڑی بہن کے ہاں چلی گئیں
میں نے بھی روکا نہ ٹوکا۔ دوسرے دن کھانا بھیجا تو کہا اُسی مردار کے سر مارو مجھے اسکے ہاتھ کی
روٹی بُری بسنت ہے اسیر سر اور بھی آگ لگ گئی اور میں ڈولی منگا اپنی بڑی پھپھی کے ہاں چلی
آئی کہ لو تم جانو اور تمہارا گھر۔ اب تمہارا خط دیکھکر خدا یاد آیا۔ اپنے بکنے جھکنے سے آپ نادم ہوئی
رو داں رو داں پھٹنے لگا خوب چیخیں مار مار کر روئی اور منہہ ہی منہہ پیٹا۔ اس کمبخت زبان
کاٹ کر اور اس قلم کو چیر کر پھینک دوں تو ذرا آہ نہ آئے بلا سے کچھ ہی ہو میری ماں بلجائے۔
اچھی اگر تم آکر ملا دو تو بڑا ہی احسان ہو جنم جنم کو تمہاری لونڈی ہو رہوں پھر ایسی خطا نہیں
ہونیکی تین گناہ خدا بھی بخشتا ہے اُنکے آگے ہاتھ جوڑونگی توبہ کرونگی پاؤں پڑونگی جسطرح
ہوگا اُنہیں مناؤنگی اور اپنی خطا بخشواؤنگی ✽

خط ۱۶۔ جواب رات کو تو ایسا امن چین آیا کہ سارا گھر لگ گیا۔ چھت کی کڑیاں جڑ جڑ اپنے

لگیں۔ جتنی بیویاں کھڑی تھیں جھپاک سے بیٹھ گئیں۔ کوئی تو جل تو جلال تو آئی بلا کو
ٹال تو کہنے لگی۔ کوئی ذکریا اکرم کرو۔ رحیما رحیم کرو پکارنے لگی کسی نے کہا الٰہی خیر الٰہی خیر زمین تھر تھر
کانپنے لگی کوئی بولی آسمان کا ہے کوئی بولی نہیں زمین کا ہے۔ میں نے پوچھا اچھی اماں جان یہ کیا تھا جو
زمین نیچے اوپر ہونے لگی سب کی سٹی بھول گئی۔ چڑیاں گر پڑیں کڑیاں بولنے لگیں۔ انہوں نے کہا بیٹی اس سے
بھونچال بھی کہتے ہیں اور زلزلہ بھی کہتے ہیں اِس سے خدا اپنی امان میں رکھے اگر ذرا سی دیر ٹھیر جائے تو تلے کی زمین اوپر
ہو جائے کہتے ہیں زمین کے نیچے ایک گائے ہے وہ بیچاری ہمکو تمکو۔ پہاڑوں کو درختوں کو
زمین کو مکانوں کو اپنے ایک سینگ پر لئے کھڑی ہے جب لوگ گناہ کرتے ہیں بیٹیاں ماں سے
بیٹے باپ سے لڑتے ہیں بُری بُری حرکتیں ہوتی ہیں تو وہ گائے گناہوں کے بوجھ سے تھک کر
اپنا سینگ بدلتی ہے اِس سے ساری زمین ہلجاتی ہے اگر اسمیں کوئی گر پڑتا ہے تو ہاتھ پاؤں سے
کنونڈا ہو جاتا ہے پھر جنم بھر اچھا نہیں ہوتا۔ میں نے کہا ہاں اماں یہہ بھی بات ہے ہے بولیں
بوا اسی لئے تو بیٹھ جاتے ہیں نہیں تو بھاگ کر باہر چلے جاتے۔ جب قیامت آنے کو
ہوگی تو سُنا ہے جب بھی روز روز بھونچال آئیگا۔ بوا ان باتوں سے میرا ایمان کانپ
گیا۔ میں نے تو یہ بات سُنکر جھوٹ بولنا۔ گڑیاں کھیلنا۔ ماں باپ سے لڑنا جھگڑنا
کسی کو پیٹھ پیچھے بُرا کہنا۔ دل میں کنا[۱] رکھنا۔ بیر باندھنا۔ ایک سرے سے سب
کچھ چھوڑ دیا میری بوا میری بہن میری دوستدار ہو تم بھی ان باتوں پر خاک
ڈالو سب سے ہل مِلکر رہو۔ نمازیں پڑھو۔ روزے رکھو۔ اُسکی جناب میں رؤو۔ گڑگڑاؤ
توبہ کرو۔ گناہ بخشواؤ۔ لو اللہ بیلی۔ فقط

جواب ۶۹۔ ملاپ کی پکی دل کی سچی بھولی بھالی بہن! تمہارے ہاتھ کا لکھا
پہنچا۔ کچھ ہنسی آئی کچھ محبت آئی۔ ہنسی تو ہماری اُلٹی سمجھ پر تھی۔ اور محبت تمہارے
بھولے پن پر۔ بلکہ نیک باتیں اختیار کرنے پر تو اور بھی پیار آیا ہیں تمہاری بوا

[۱] کنا اصل میں کینہ تھا

تمہاری بہن تمہاری دوستدار ہوں - ان سب باتوں کو مانتی ہوں اور اپنا ایمان جانتی ہوں - گڑیاں توڑ مروڑ کر پھینکدیں جھوٹ کو جھوٹوں نہیں بولتی ماں باپ سے پوچھے بنا زبان نہیں کھولتی - کسی کو برا جانوں نہ برائی کروں - نماز بھی پڑھتی ہوں روزے بھی رکھتی ہوں - توبہ بھی کی استغفار بھی کی - پر بھونچال کی تحقیق میں ڈھکر ٹکر رہی - یہہ بات اچھی طرح جی کو نہیں لگی - پڑھے گنے کچھ کہتے ہیں ہم کچھ سمجھتے ہیں - ہماری سمجھ جو اندھی ہے تو اوندھی ہی اوندھی باتیں سوجھتی ہیں - ہماری شرع جو نرالی ہے تو نرالے ہی مسئلے جھلتے ہیں لیکے بھونچال آئے تو میں جان بوجھکر گروں اور دیکھوں کہ میرا کونسا ہاتھ کونسا پاؤں ٹوٹتا ہے اور کونسا رہتا ہے + میں نے تو یوں سنا ہے کہ جس طرح زمین کے اوپر رنگ برنگ کے پہاڑ ہیں اسی طرح اسکے نیچے لوہے تانبے گندک کی کانیں ہیں جہاں انگاروں گندک یا اسکی بڑی کان ہوتی ہے وہاں سے تنور کی طرح آگ کے شعلے نکلا کرتے ہیں - اور جہاں تھوڑی گندک ہوتی ہے وہاں کے کوؤں کا پانی کھولا کرتا ہے - بہت سے پہاڑوں سے ایسی آگ نکلا کرتی ہے کہ معاذاللہ اسکی لپٹ کسی پرند کو اوپر سے اڑکر نہیں جانے دیتی اور اگر جائے تو جل بھنکر کباب ہوجائے اور آدمی ذات کو تو کوسوں پرے سے کہتی ہے کہ وہیں رہو - جب کسی ملک میں آگ کا نیا پہاڑ نکلتا ہے تو شہر کے شہر غارت غول ہو جاتے ہیں ڈھونڈھے خاک نہیں ملتی زمین کا پردہ پھٹ جاتا ہے تہلکہ مچ جاتا ہے - اس صدمہ سے جو زمین کو لرزہ ہوتا ہے اسیکو زلزلہ اسیکو بھونچال اسیکو بھونچال کہتے ہیں جب بھونچال آیا کرے تو جان لیا کرو کہ یا تو کوئی آگ کا نیا پہاڑ نکلا ہے یا کسی پہاڑ کی آگ ایکا ایکی بھڑک اٹھی ہے اسی نے زمین کو ہلا مارا ہے تم دیکھتی نہیں ہو ۹ جب نیچے زمین میں سرنگ لگاتے یا آتشبازی کا گولہ زمین

ہیں گاڑ کر آگ دیتے ہیں یا کہیں توپ چھوٹتی ہے تو زمین [illegible] ہے۔ یہ
پہاڑ کے لاکھوں کروڑوں من آگ آ کر وہ غضب ہوگا یا اُنکا کیا حال ہوگا جن ملکوں میں اس طرح کے
بہت سے پہاڑ ہیں [illegible] تیسرے [illegible] ہیں پڑتے ہیں [illegible]
نہ ٹھہر رہتا ہے نہ پاؤں [illegible] پہ سے کود کود
[illegible] دوسری [illegible] تمہیں [illegible]
جو [illegible] کی چرچا ہوگا چھپا چھپا [illegible] مشکل پہنچا دیگا۔ اور اگر تم نے [illegible] دکھاویا
رکھنا میں صاف کر جاؤں گی اور ساری باتیں تمہیں پڑھا دونگی۔ میں تمہیں یہ
خط لکھ چکی تھی کہ میری استانی جی آگئیں انہوں نے ایک بات اور بھی بتائی وہ کہتی
ہیں زمین جو گردش کرتی رہتی ہے تو اس سے اندر ہی اندر آگ پیدا ہو جاتی ہے جب
وہ ایکبارگی اپنا رستہ کرکے نکلتی ہے تو اسکے زور سے زمین ہل جاتی ہے
آگے خدا کے گھر کی خدا جانے۔ فقط

خط ۷ - کیوں بوا عقل کی سردار ہماری پہیلیاں بوجھتی ہو؟ اگر
سب کی سب بتا دو گی اور اتنا پتہ نہ پوچھو گی تو میں تمہاری لونڈی
ہو رہوں گی اور جو نہیں بتاؤ گی تو تمہیں اپنی لونڈی بنا چھوڑوں گی۔ لو دھیان
[illegible] کرو اور کان لگا کر سنو

پہیلیاں

(۱) دیس بدیس پھرے ایک ناری — جن دیکھی اُن چیری پھاڑی
دیکھو لوگو الٹا دور — (چٹھی) — گونگی آپ بکا وے اور

(۲) سر حالی پیٹ خالی پسلی ایک [illegible] (سونٹھا) [illegible] پر کچھ پیر نہ گردن موٹھا ایک

(۳) بسیں سامنے اندر بھید — رنگ ہے اُن کا سیاہ سپید
دشمن کو دیکھ لجاتی ہیں — (آنکھیں) — کیا سونا لینے آئی ہیں

ناری ایک پرکھ ہیں دو۔ ایک چلے ایک رہے سو ہم	ناک	ہردم نار کو یہ ہی سانسا۔ ان دونوں کا ایک ہی باسا
ایک ہی شکل اور ایک ہی نام بیچ میں انکے رہتا کام	کان	بول نہ جانیں سنتے سنگ ان دونوں کے بیچ پتنگ
ایک نار کے پیٹ نہ آنت اوپر نیچے دانت ہی دانت	کنگھی	شہنہ سے بیوہ جان نکال کسکے سر پر پڑے وبال
سامنے آوے کمر دے دو	آئینہ	مارا جاے تو زخمی ہو
زریا بیٹھی ہو بہو۔ جیکی بیٹھی رو برو	آرسی مصحف	دو ملے جدائی نا۔ پر بات بیچ میں آئے نہ
ہری تھی وہ ہر کی چولی پہنے زر کی	زعفران	آسوداگر مول کر سونا دوں گی تول کر
کاجل کی کجلوٹی اور دوں کا سنگار	جامن	ہری ڈال پر بیٹھی کوئی ہے تو جن ہار
بن سے نکلی پیا پیاری کر دلہن کا بھیس۔	لال بیج	سوہا جوڑا اسنے پہنا سبز کلاہ ہے پیش۔
سرخ سفید ہے اسکا رنگ لاگ رکھے وہ تیرے سنگ	ناخن	چوری کی ناخون کیا۔ سر کیوں اسکا کاٹ لیا
ایک نار وہ دانت دنتیلی۔ پتلی دبلی چھیل چھبیلی		نت اٹھ اسکو لاگے بھوک سوکھ پرے جیا ورد دکھ
کیوں ری سکھی کہاں نار وہ تپ	آری	ادھر آری ہیں تجھے بتاؤں
ایک نار ترور سے اتری ماں سے جنم نہ پایا		باپ کا نام جو اس سے پوچھا آدھا نام بتایا
آدھا نام پدر کا خسرو کون دیس کی بولی	نیم کی نبولی	اسکا نام جو اس سے پوچھا اپنا نام نہ بولی
ایک نار ترور سے اتری سر پر واکے پاؤں		ایسی نار کنار کو میں نا دیکھن جاؤں

جواب اے ہاں تو او دریٹھی بیٹھی چترائی کرنے والی اس شرط سے بوجھتی ہوں کہ اگر آدھی پہیلیاں بتا دوں تو آدھی لونڈی ہو رہنا اور چوتھائی بتادوں تو چوتھائی یعنی اگر آدھی بتاؤں تو مہینے میں پندرہ دن غلامی کرو پندرہ دن آزاد اور ہو جو چوتھائی بتاؤں تو سات دن بندھو سات دن آزاد۔ نہیں ہوا یہ ٹھگنے کی باتیں ہیں ساری پہیلیوں پر ایک دھول — آدھی پر آدھی چوتھائی پر چوتھائی کھو دینا۔ سو بتا ہی دوں! پہلی پہیلی کی بوجھ کیا ہے؟ یہ وہ ہی چیز ہے جو تم مجکو لکھتی ہے دوسری بھی بتا دوں اُس کا نام اسی میں موجود ہے تیسری نہیں بتائی جاتی۔ چوتھی کے معنی

کہ ناک ہو تو ڈوب مرو + پانچویں بھی کہہ دوں وہی ہے جو دوسرے کے سر کی کرے
تو بیر پڑ جاوے پانچ کی بوجھ انکھی نکھٹی دیتی ہوں (۹) زعفران (۱۰) خامن (۱۱)
لال مرچ (۱۲-۱۳-۱۴) انکے نام انہیں میں دھرے ہیں + کہو اتنو بوجھی لونڈی
سے زیادہ ہوگئیں یہی لکھکر بھیجا کروں گی اب میری پہیلیاں بتا کر یا تو آزاد ہو یا لونڈی
کر کے خدمت کرنے چلی آؤ + نہیں تم یاں ہی بھیجدینا مجھے یہ بھی بہت ہوں گے +

پہیلیاں

ذرا سی بیٹا گلگلیدہ سا پیٹ	چھالیا	آو لگا رجوا پھاڑ لگا پیٹ
ایک نار نے اچرج کینا	چراغ کی بتی	سانپ مار کر تال میں دینا
الٹا سانپ تال کو کھاوے		تال سوکھ تو سانپ مرجاوے
دو پرکھ آپ کپٹ ٹھاڈھے	پٹ	جب ملیں جب نت کی گاڑی
چتر ہو سو جھٹ پٹ بوجھے		مورکھ کو گھر بار نہ سوجھے
اٹھیں تو ایک رنگ اٹھاوے بیٹھیں تو دکھ دے	آنکھ	جاوے تو اندھیری دے آوے تو سکھ دے
ایک نے بیل پر کچھ ہرے بنا	اگالدان	جن دیکھا تن ٹھو ٹھو کینا
ایک پرکھ مندر میں بیٹھا انگ بھبوت لگائے	آتشدان	آگ کے آوے تسکو کھاوے منہ میں سینک لگائے
ایک تروَر کا پھل ہے نر پہلے ناری پیچھے نر	آم	وا پھل کا یہ دیکھو حال - باہر کھال بھیتر بال
ایک نار دیکھن کو آوے	عینک	جو دیکھے سو آنکھ لگاوے
دھوپ لگے سو کھے نہیں اور چھاؤں لگے کمھلائے	پسینا	ہیں سکھی تجھ پوچھوں اے سکھی پون لگے مرجائے
سونی کی وہ نار کہاوے	چارپائی	نا کسو کی بان دکھاوے
ہاتھ کاٹے پاؤں کاٹی کاٹی منہ کی صورت	مشکیزہ	زندہ آوے پر مردہ ناچے دیکھو سو ہر کی صورت
ادھر کھونٹا ادھر کھونٹا	سنگھاڑا	گائے مرکھنی دودھ میٹھا
ایک تھال موتیوں بھرا	آسمان اور تارے	سبکے سر پر اوندھا دھرا

چار دن گھونٹ وہ تھال بھرے سو بھی اُس سے ایک نہ گرے

یہاں نہیں وہاں نہیں خانم کے باز آئے نہیں یاد ولا چھیلو تو چھلکا نہیں جو ہو سو تو گٹھلی نہیں

ایک مندر سہنسر در ہر در میں تریا کا گھر شہد کا ہے چھتّا بیچ میں واکے امرت تال اسکی بوجھ بڑی محال

گرمی میں وہ پیدا ہووے دھوپ لگی لہرائے پینا اے سکھی میں تجھسے پوچھوں پن لگی مرجائے

ہوا تسے وہ پہیلیاں یاد تو ہیں مگر سب کی سب آسان ہیں تھیں تیا جو تو ہار جھک ماتی تو اچھا ہوتا نقط

خط ۳ ے بوا احمد زمانی تمنے کہا تھا کہ میں اپنی نانی سے مکریاں لیکر بھیجوں گی سو میں

ابتک راہ دیکھ رہی ہوں شاید تم بھول گئیں مجھے اِن کے سُننے کا بڑا شوق ہے نقط

جواب ۳ ے ہاں بہن! میں نے تم سے وعدہ کیا تھا اور مجھے یاد بھی تھا مگر نانی جان بڑی جو گئی ہوئی تھی

کل وہ آئی آج تمہارا خط آیا اسیوقت لکھکر بھیجتی ہوں تم مکریاں لکھتی ہو وہ کہتی ہیں ہماری تعلیم اتو انکو سہیلیاں کہا کرتی تھیں

مکریاں

وہ آوے جب شادی ہوئے ۱ اُس بن دوجا اور نہ کوئے

میٹھے لاگیں واکے بول ۲ اے سکھی ساجن نا سکھی ڈھول

ایک سجن میرے دلکو بھاوے جا سی مجلس بھلی شہاوے

سووت سُنوں اُٹھ دوڑوں جاگ ۳ اے سکھی ساجن نا سکھی راگ

دُر دُر کروں تو پھر پھر آوے دھڑ اڈھکا میرا سب کچھ کھا جاوے

جب دیکھوں جب آنگن ستھنا ۴ کیوں سکھی ساجن نا سکھی کُتّا

راہ چلت میں پڑا جو پایا کھوتا کھرا تا وہ پرکھایا

کھویا جاوے تو ہووے کیسا ۵ اے سکھی ساجن نا سکھی پیسا

سر بسلونا سب گن بیکا واہ بن سب کچھ لاگے پھیکا

واکے سر پر ہووے کون اے سکھی ساجن نا سکھی لون

خط ۴ ے بوا رحمت بیگم! قسم ہے آج تو تم مجھے رہ رہ کر یاد آ رہی ہو دیکھو اُس رات کی

ہیں ساری سہیلیاں ساری ہی سہیلیاں موجود ہوں اور ایک تمہارا دم نہ ہو۔ میرے آنے کی تم پوچھو
کہ میں تمہیں چھوڑ کر یہاں کیونکر چلی آئی کسی بات کا مجھے بیان گمان نہ تھا نہیں تو میں اماں تمہیں
لیکر نہ آتی؟ نواب صاحب خفا ہوتے تو ہاتھ جوڑتی گڑگڑاتی بہرکیف اجازت دلوا ہی دیتی۔ پرسوں
کا ذکر ہے کہ ابا جان کے پاس اکیلا ہی ایک چوبدار آیا کہ صاحب عالم بہادر آپ کو حضور نے یاد
فرمایا ہے قطب صاحب کی تیاریاں ہیں پندرہ دن تک شمسی حوض کے بھرنے پر زنانہ
رہے گا تمام بیگمیں نوکریں وہیں رہیں گی آپکو بھی چلنا ہوگا ابا جان جو تھے تو یہ سنتے ہی
سوار ہو کر موتی محل میں پہنچے وہاں بھی وہی بات پائی حضور نے فرمایا کہ اماں آج چار گھڑی
رات سے سواریاں لگیں گی۔ تم۔ تمہاری بیگم۔ میری نواسی۔ انکی سہیلیاں دن نکلنے سے
پہلے پہلے وہاں پہنچو۔ خیر اسی حال میں کہ اندھیری جھک رہی تھی۔ بجلی کوند رہی تھی۔
جگنو بٹ بیجنے ادھر کے ادھر چمکتے پھر رہے تھے گھٹا گھنگھور چھا رہی تھی میں۔ اماں
جان۔ جہاں آرا۔ گیتی آرا۔ گل افروز۔ مہر جہاں۔ حسن جہاں۔ بلقیس زمانی۔ سکندر
زمانی + نور جہاں شاہجہاں سب کے سب رتھوں میں سوار ہو کر صبح کے لگ بھگ
قطب صاحب میں پہنچیں۔ دن چڑھنے پر جا نکالا یہاں کی کیفیت مت پوچھو تار بندھ
رہا تھا جھرنا جاری تھا۔ پچکاری چل رہی تھی فوارے چھوٹ رہے تھے۔ ننھے ننھے بچے کود رہے
تھے۔ کوئی سیدھا آتا تھا کوئی سر کے بل آتا تھا۔ مینڈک ٹرا رہے تھے مور جھنگار رہے تھے
پپیہوں کی پی پی کوئل کی کوک دل میں کھبی جاتی تھی۔ طرح بطرح کے پھول کھل رہے تھے
سبزہ لہلہا رہا تھا۔ لہر بحر ہو رہی تھی جل تھل بھر رہے تھے۔ کوکلا کی آواز سے چھاتی پھٹی جاتی
تھی جھینگروں کے غل سے کان اڑے جاتے تھے۔ دل کے دل بادلوں کے چلے آتے تھے۔
ایک گھٹا آتی تھی ایک جاتی تھی۔ گھر گھر کر مینہ آتا تھا اور جھوم جھوم کر برستا تھا کبھی پھوار
پڑنے لگتی۔ کبھی موسلادھار پڑنے لگتی۔ کبھی تو چھاجوں پانی پڑ جاتا تھا کبھی چھینٹوں
چھینٹوں برس جاتا تھا گھڑی کھلتا تھا گھڑی برستا تھا کہیں جھولے پڑے تھے کہیں کھم

رہے تھے کہیں پکوان ہو رہا تھا کڑھائی چڑھ رہی تھی کوئی کھاتا تھا کوئی چھینتا تھا کوئی
پھینکتا تھا کہیں بیسنیوں[1] کی بہار تھی اچار کی پکار تھی کہیں عورتوں کا جھرمٹ کھڑا تھا
کہیں چار چار سہیلیاں آواز ملا کر گا بجا رہی تھیں دو جھولتی تھیں چار جھوٹے دیکر
جھلا رہی تھیں کوئی اپنے دم سے اکیلی ہی پینگ چڑھا رہی تھی ایک ایک تماشا کھڑی
تھی کوئی گر پڑی کوئی پھسل پڑی کوئی آپ ہی گری اور کوئی کسی سے گری کسی نے پائنچے چڑھائے
کپڑے نے کو ہاتھ بڑھائے کسی نے ایک پوشاک بڑھا لی دوسری منگا لی جب تھوڑا سا دن آ
تو آسمانی جوڑے پہن کر بادلوں کے رنگ سے رنگ ملانے لگیں کسی نے کہا ہاں
بہار ہی کل تھا کوئی سرخ کوئی نارنجی کوئی سبز کوئی دھانی پوشاک بدل کر اب جھولوں
میں جھولنے لگی ایک نے کہا آم توڑو کسی نے کہا ٹپکے کے کھاؤ کسی نے کہا نہیں ڈال
کے تڑنگ دو ۔ کوئی بولی چلو بھی بیوہ لی ٹپکے کسی نے کہا ہاں بالیاں بھر ٹپکے کسی نے کہا
لو اٹھا لیا ٹپکے کوئی آسمان کو دیکھ کر کہنے لگی کیا بہار کی کمان نکلی ہے لو گی تیری دیکھ بوا
آسمان والی نقشوں کو دیکھو گویا اللہ میاں نے اپنے ہاتھ سے رنگی ہیں مگر یہ بھی کیا رنگ لگا
ہی ہے کہا نہیں تو اودا بادل اچھا معلوم ہوتا ہے کوئی بولی نیلا کیا برا ہے کسی نے
کہا ہنسی تو شفق کا رنگ لیا ایک ہنسی سے بدل اٹھی اچھا بھی دیا ۔ کوئی لال کوئی گلابی
کو دیکھ کر آرائش[3] کرنے لگی ۔ اتنے میں شام ہو گئی خاصہ کی دھوم پڑی مامائیں
دوڑی آئیں چلو سب ہاتھ لئے بیٹھے ہیں خاصہ نوش جان فرما لو پھر آ جانا ۔ کھانا کھایا
ہاتھ دھوئے ایک ایک گلوری منہ میں دبائی خاصدان نوکروں کو دئیے پھر جھولا جھولنے
کے قصد سے چلیں ۔ انا چھوچھو دادا نانی کو کیا کہلائی سب کی سب اللہ بسم اللہ
اللہ بسم اللہ ۔ اللہ کی امان ۔ رسول کی امان کہتی ہوئی ساتھ ہوئیں اور اپنی اپنی
گھر کی بیبیاں جھلانے لگیں کوئی بولی بیگم دیکھنا ادھر پانچوں نہ رکھنا ۔ کسی نے کہا جی ہاں
جاؤں اوجھڑی جا رات کو کون امڑے وہی چیز رہتی ہے وہ کبھی کسی کو نہیں

[1] بیسنی کی روٹیاں [2] آم کے درختوں کا جھرمٹ [3] اس کی تحقیق اوپر بحث گذر چکی ہے
[4] خیر خواہی

کیوں ریستی کو کہتی ہے؟ ہاں واری ہاں۔ کوئی پڑھ پڑھ کر دم کرنے لگی کوئی پھونک پھونک کر قدم رکھنے لگی۔ ڈرتے ڈرتے خدا خدا کر کے جھوٹے تک پہنچیں تھوڑی دیر ہی نہیں گذری تھی کہ چاند نے کھیت کیا آمیں آمیں ہو گئی۔ گیت گانے شروع ہوئے۔

برسات کے گیت

گھر آئے بادر کارے چھپ گئے تارے پیہو پیہو پپیہا پکارے گھر آئے
کوئل کو کے کھنی امریاں ات برکھا میں جھلنے ناک سیاں ہری ہری بن گھر آئی گھٹا کارے گھر آئے

گیت

میں جھیلی رات کاری پیا بن لاگے بوند کٹاری پیا بن لاگے رین بھاری میں جھیلی
ایک تو میں اکیلی ڈروں دوجے ٹھنڈی سانس بھروں شوق رنگ کہنے کہی میں ہاری پیا بن لاگے بوند کٹاری

گیت

کاری کاری بدروا کاری رین کہیں ہو ابالن کو جاؤنگی میں راہ نہ جانوں گلیاں نہ جانوں شوق رنگ پیا بن جیرا بے چین
کارے کارے بدروا کاری رین
جنیا نوری چاندنی او رنجنہ آوے کو سیاں کو ڈھونڈت موے نین کارے کارے بدروا کاری رین

گیت

رین سمیں کل نا ہیں پڑہی دسی را بولے مورا موری جھواڑی مرلا چلت ہے کوئی ست مار رو ڈرا دی مارا بولو مورا
روڑی کا مارا مر جائیگا مورا مجھ برہن کا جوڑا ان بہت مار ورو ڈرا۔ دی مارا
میں اپنے مورا کو کڑے گھڑا دوں۔ گل سچنے دا توڑا۔ دی مارا

گیت

موہے جھولا ڈلادو مہاراج امواکی چھیاں تلے۔ ہم تم ملکر پینگ چڑھا دیں۔ شوق رنگ مہاراج۔ امواکی چھیاں تلے

گیت

جھولا کن ڈالا ہے امریاں۔ چار کنیں ہیں جھول جھلتیاں۔ جھولی جھولی ڈولیں جھلنے ناک سیاں۔ جھولا کن

۱؎ اللہ مارا ۲؎ فراق زدہ

رین اندھیری تال کنارے - مرلا حتمہ تکاری بادل گرجت - برسن لاگیں بوندیں پپیّاں پکھیاں جھولا گن

گیت

اب ہو ہو جو ہنڈری کون نکاوری پیا ہو تو میں کھیم کرواتی سیاں ہوتے تو د ... نہ گاتی - شوق رنگ اب مجھے چونڈری
ہو جھولا جھولوں میں کس سنگ - کیو آگئے جو ہوں بن کس سنگ میری برہا جلا سی اتنگ - میرے پیا کو کون بلاوے

گیت

سکھی آئی بدروا گھوم کے مجھے رین اندھیری کاریاں سب سکھیاں ہال پیچلے پیا بن ہی جلی ماریاں - سکھی آئی
میری سانس نکھے ہیں گاریاں - میری سُنّی ہی بالیاں کالی کوئل بنی بولیاں مجھے رین اندھیری کاریاں سکھی آئی
میری پاین سیجیں سونیاں میرو سرپہ گاگر بھاریاں میں تو درشن پی کی پایاں - مجھے رین اندھیری

گیت

سیاں برکھا بنے آئے ہم سکھیوں سنگ جھولن نہ ئیے چار کہار سونی ڈولیا لائی جیسی پالکیوں ... سیاں برکھا آئے
ہنڈولنا ہیرے کون جھولن کو سکھی آئیں - ایک تو سکھی جھولیں گانے دوجی آئی میری جھولن کی اریوا پیا ہنڈولنا

جواب خط - آہا آج کدھر کا چاند نکلا - کیا تھا جو بیگم صاحب نے خواجہ صاحب
میں جاکر مجھے یاد کیا میں اسکا بھی احسان مانتی ہوں کہ آپ ایسی سیر میں مجھے نہ بھولیں سنا
اور پھرنے کی کیفیت اسطرح لکھی کہ گویا میں نے اپنی آنکھوں سے یہ بہار دیکھ لی - خوب ہوا
جو تمنے میرے ہاں آدمی نہیں بھیجا اُس دن ایک شادی میں گئی ہوئی تھی تم برسات
کے گیت سن سنکر برسات منا رہی تھیں میں شادی کے گیتوں کو سن سنکر اپنا دل بہلا رہی
تھی - بھول بھلیّوں اور امرتیوں کو دیکھ کر جسطرح تمہارا دل شاد شاد ہوا اسیطرح ہمایوں
کے مقبرہ اور اُسکی سرسبزی دیکھ کر میرا دل باغ باغ ہوا - بھلا تمنے تو میرے واسطے
برسات کے گیت لکھ کر بھیجے میں تمہارے لئے کیا بھیجوں اسوقت تو وہی شادی کے
گیت ذہن پر چڑھے ہوئے ہیں جو دو روز سے برابر سُن رہی ہوں - ساری کیفیت
لکھنے کی تو فرصت نہیں انہیں کو لکھے دیتی ہوں - سنا ہے تمہارے بھائی کی شادی

* یہ گیت بہادر شاہ بادشاہ دہلی نے جھرنے پر بیٹھے بیٹھے اپنی بہو مرزا ابلاقی کی بیگم پر جنکے میاں اُن دنوں میں

ابھی لگ بھگ ہے ابھی سے کان میں ڈال رکھو گی تو اُسوقت سمجھ میں خوب آجنگے فقط

بیاہ شادی کے گیت جو عورتیں گاتی ہیں

سُہاگ

سہرہ گُندھی آ ری بنا نت گڈھی آ یا ری بنا — بنا نبڑی کیلئے سہرہ گھڑی آ یا ری بنا

سیجیں مخمل کی بچھیں تکیے مشجر کے لئے لگر — نُور کے تنبُو تلے اک بٹھایا ری بنا

ایک تو بنا بنا اور بنے کے باوا بنے — چلکے دیکھو ری سکھی سب میں سوایا ری بنا

ایک تو بنا بنا اور بنے کے بھائی بنے — چلکے دیکھو ری سکھی سب میں سوایا ری بنا

ایک تو بنا بنا اور بنے کے چچا بنے — چلکے دیکھو ری سکھی سب میں سوایا ری بنا

سُہاگ

انگنا میری بنڑی بنو مانگی گی رنگ رلیاں — چنر میری بنڑی بنو مانگی کی رنگ رلیاں

سُہاگ

آج کی رین سہاگ کی بنڑے کو بنایا — آجکی رین

[illegible] رنگ بدھاوا امیر رب نے دین دکھایا — (سنجوگ ملایا) آجکی رین

بنڑا بنڑی تکمت پر بیٹھے آرسی مصحف دکھایا بنڑے کو بنایا - آجکی رین سہاگ کی بنڑے کو بنایا

سُہاگ

بنڑے کے واری گئی اری اے ری ما — نوشہ کے واری گئی اری اے ری ما

بنا میرا جب سہرا باندھے جھمک واری گئی — اری اے ما بنڑے کے واری گئی اری اے ما

بنا میرا جب پہنے کلغی کے واری گئی — اری اے ما

[illegible] سہاگ کی بٹ آمیرے انگنا — میرا اچھا رے بنا لیو یا لال بنا

بنڑے کے واری گئی اری اے ری ما

[illegible]

سہاگ گھوڑی

اے میری نیدان بنو باز و بند ڈھیلے نین تیرے رسیلے

باز و تیرے جوشن سوہیں اور اَنگوں کی جوڑی　　ای میری نیدان بنو باز و بند ڈھیلے نین تیرے رسیلے

ہاتھ تیرے پہنچیاں سوہیں اور کنگن کی جوڑی　　پیروں تیری جھانجن سوہیں اور چھڑ یونکی جوڑی

اے میری نیدان بنو باز و بند ڈھیلے نین تیرے رسیلے

کھائے نہ جانے پہنچیاں لاڈو میری باندھے نہ جانے بند . . . . . . سیانی ہونے دو

باوا نے کس دیا ڈولا اماں بی بی جانے نہ دے　　سیانی ہونے دو

چچا نے کس دیا ڈولا چچی بی بی جانے نہ دے　　سیانی ہونے دو

بھائی نے کس دیا ڈولا بھابو بی بی جانے نہ دے　　سیانی ہونے دو

پھوپا نے کس دیا ڈولا پھوپی بی بی جانے نہ دے　　سیانی ہونے دو

خالو نے کس دیا ڈولا خالہ بی بی جانے نہ دے　　سیانی ہونے دو

ناجو اپنی گھونگٹ کھول

گھونگٹ میں تیرے چندر بت ہے　　لال لگے انمول ناجو اپنی گھونگٹ کھول

گیت

آیا ری لاڈو تیرا بنا بن آیا　　منہہ مقنع سر سہرا براجے اچھے بنو گھر لایا

آیا ری لاڈو تیرا بنا بن آیا

سہرے والا ری بنا ہریالا ری بنا　　آیا ری لاڈو تیرا بنا بن آیا

سہرا

سہرا بنے کا گوندھ لاؤ ری مالنیا

لاڈو سوری مالن بیٹھو ہو تے آنگن　　کر سہرے کا مول چکا ؤ ری مالنیا

سہرا بنے کا گوندھ لاؤ ری مالنیا

لے تازہ تازہ گوندھ لائی - لاؤ ری

شادیانہ

ہووے مبارک شادی — جم جم نت نت آبادی
نت نئی ہریالی بنو — ہووے مبارک شادی

ٹونا

ڈھائی پونی کیا سوت — میں باندھوں سانبھو کا پوت
باندھ موند ھکر کیا غلام — دولھا بیٹھا کرے سلام

خط ۲۷ بُوا! کہتے ہیں امی جی کے دنوں میں جب قلعہ آباد تھا بادشاہ جیتے تھے اس اُجڑی دلّی میں بھی وہ رونق تھی جو آج کلکتہ میں نہیں۔ جسطرح انگریزوں میں بہو بیٹیاں مینا بازار لگا کر بیٹھتی ہیں اور اُسمیں طرح بطرح کی ولایتی اور دستکاری کی چیزیں سجا کر اپنے ہنر کی داد لیتی ہیں اسیطرح ہمارے قلعہ میں بھی دستور تھا بادشاہ سلامت کیطرف سے کبھی مہتاب باغ کبھی حیات بخش میں زنانہ بازار لگا کرتا تھا اور تمام شہزادیاں۔ بیگمیں وغیرہ وہاں آکر جمع ہوتی تھیں غیر مردوں کی ممانعت تھی اور شہزادوں کو اجازت کیونکہ ان میں پردہ جب تھا اور نہ اب ہے۔ میری ایک منہ بولی بہن نظام الدین میں رہتی ہیں انہوں نے قلعہ ہی میں ہوش سنبھالا اور وہیں پرورش پائی جب غدر پڑا تو انہیں سترھواں برس تھا ایسی نادان نہ تھیں جو بھول جاتیں بہت سی باتیں انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور بہت سی بڑی بوڑھیوں کی زبانی سُنی ہیں۔ ایک دفعہ اُنہوں نے **حیات بخش** باغ میں زنانہ ہو کر میلہ چُھٹنے اور بادشاہ کیطرف سے باغ لُٹنے کا حال اس مزے سے بیان کیا کہ میں تمسے کیا کہوں اُنکا بیان ہے کہ بادشاہی محل کے آگے ایک بہت بڑا باغ تھا اور حیات بخش اُسکا نام تھا۔ بیچوں بیچ میں ساٹھ گز سے ساٹھ گز چوکور حوض حوض میں جل محل تھا۔ ہیں آمنے سامنے دو مکان ساون بھادوں تمام سے پاؤں تک سفید سنگ مرمر کے بنے ہوئے تھے۔ اُن میں چھوٹے چھوٹے حوض

حوضوں میں پانی کی چادریں گر رہی تھیں + چاروں طرف لال پتھر کی نہریں - نہروں میں پانی بھرا
تھا اُن کے گرداگرد لال پتھر کی گلکاری کی کیاریاں - کیاریوں میں گیندا گل مہدی گل نورنگ
گل طرہ کھل رہا تھا - موتیا - چنبیلی جوہی رائے بیل گلاب مولسری کے پھولوں سے باغ
مہک رہا تھا - بلبلیں چہک رہی تھیں سبزہ لہلہا رہا تھا - آم - جامن - انار - امرود
رنگترہ - نارنگی - چکوترہ اپنے اپنے موسم کے پھل پھولوں میں لدا ہوا جھوم رہا تھا -
مینہ کا جھمکا لگ رہا تھا مور جھنگار رہے تھے - پپیہا پیہو پیہو کر رہا تھا - کویل کوک رہی
تھی + ایک دفعہ ایسے بہار کے موسم میں - سب شاہزادے اور شاہزادیوں نے ملکہ
بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور باغ کے زنانہ کا حکم دیں **فرمایا** - ہوں - یعنی اچھا -
اُسی وقت سب نے لال جوڑے منگوائے مار امار کرکے اُن پر مصالحے ٹکوائے - باغ میں
زنانہ ہوا - خیمے کھڑے ہوئے - حوض کے چوگرد لکڑیوں کی پاڑیں بندھیں - اُن پر فرش
ہوا - ایک طرف بادشاہ کا جہاں نما کھڑا ہوا - حوض میں نواڑے چھوٹے دکانیں لگیں
مالنیں - تنبولنیں - ترکاری سودے والیاں قرینے قرینے سے بیٹھیں + بڑے پوریاں
پھلکیاں ایک طرف تلی جانے لگیں کبابنیں کہیں سیخیں کباب لگانے لگیں دہی بڑے
والیاں ہنڈے سر پر لیے پھرنے لگیں - حلوائیونکے چھوکرے پوریاں کچوریاں مٹھائیاں
بیچتے پھرنے لگے سادے کاروں بساطیوں کے لڑکے انگوٹھی چھلے اور طرح طرح کا اسباب
سجا کر بیٹھ گئے اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ ایک طرف سے پچھ ایلٹنوں کے چھوٹے چھوٹے
لڑکے بندوق توشدان لگائے قطار باندھے برابر قدم سے قدم ملائے چلے آتے ہیں -
دوسری طرف سے ننھے ننھے گولنداز نیلی نیلی وردیاں پہنے منگنا سی توپیں کھینچے
آتے ہیں - تھوڑی دیر میں جا بجا پچھ ایلٹنوں کے پہرے لگ گئے - توپیں الگ ایک
جگہ کھڑی ہوگئیں - اب بیگمیں آنی شروع ہوئیں جدھر دیکھو لال لال چونہاتے جھمجھماتے
جوڑے پہنے سونے میں پیلی موتیوں میں سفید چھم چھم کرتی چلی آتی ہیں - ساتھ ساتھ

۱ چادریں ۲ توشہ دان - کارتوس رکھنے کا بکس ۳ چھوٹا چھوٹا ۴ شوخ رنگ ۵ [illegible]

اتا۔ دوا۔ لونڈیاں۔ باندیاں ہاتھوں چھاؤں اللہ بسم اللہ کرتی صدقے قربان ہوتی
چلی آتی ہیں۔ ایک کہتی ہے دیکھنا بلائیں صدقہ گئی واری گئی بیچ بیچ میں چلو۔ سفید چادر
اوپر اوڑھ لو اس پچھتے میں چھوڑ ڈالا رہتا ہے۔ اور رستے کا بھی ڈر ہے دور پار شیطان
کے کان بہرے کہیں کسی کا سایہ جھپیٹا ہو جائے تو یہ بولا چاچونڈا کورے اسرتے سے
ٹوٹا جائے۔ رستے میں جو کسی نے بناؤ کو ٹوکا تو ٹھہر گیا۔ اتا۔ دوا مانی بیچے جھاڑ کے
اسکے پیچھے چمٹ گئیں۔ حف تمہاری نظر۔ تمہارے دیدوں میں رائی نون دیکھو تمہاری
ایڑی میں کیا لگا ہے اچھی دیکھو اس کل جتی نے ایسا ہی ہو نسا نشہ تو آج اپنی بچی کا پنڈا کچھ
پھیکا پھیکا معلوم ہوتا ہے۔ ذرا اس کے پاؤں تلے کی مٹی چولہے میں جلانا۔ غرض
اب چاروں طرف باغ میں گانا بجانا ہونے لگا اور ہمجولیاں آپس میں ہلکے جھولوں اور
ہنڈولوں میں جھولنے لگیں اور ایک پر ایک بولیاں ٹھٹولیاں مارنے لگی ہنسی (ایک)
آج تو اس لال جوڑے پر جوٹ ہے (دوسری) چھوٹ بو تمکو کون ستھرے جوڑے کو
کالی گوٹ لگا کلیجی چھپٹا کر دیا (پہلی) واہ اچھی یہ برا معلوم ہوتا ہے؟ (دوسری) خاک
تمہاری ارواح۔ کیا تمہیں نہیں سوجھتا دشمنوں کے دیدے پٹم ہو گئے + اوہو
ہو۔ اچھی تمہیں ہماری جان کی قسم ہمارا حلوا کھائے ہمیں کو ہے ہے کر کے پیٹے جو
اس میلی کچیل کی دھج کو نہ دیکھے۔ سرگالا منہہ بالا سینگ کٹا بچھڑوں میں ملیں۔ منہہ میں
دانت نہ پیٹ میں آنت لال جوڑا اٹکائے کیا ٹھسے سے بیٹھی ہیں۔ الہی اور ٹھہر تو ذرا آپ کے
منہہ میں مسی کی دھڑی سلامتی سے سوکھے سوکھے ہاتھوں میں مہندی بھی لگی ہوئی ہے۔
اچھی یہ لال کپڑے تو خیر حضور کا حکم ہے۔ مگر یہ کمبخت مہندی اور مسی کی دھڑی جمانے
کیا انکو سرنی تھی (لونڈیوں پر غصہ) ارے گلبہار شہ بہار۔ نو بہار کدھر اڑ گئیں۔ الو
وہ باغ میں گرد کرتے مارتی پھرتی ہے۔ بھلا ری علامہ! ایسا دیدیکا ڈر نکل گیا کیسے
منکلے کے سے بل نکالتی ہوں (بچو پر خفگی) بو تم بھی کیا تین تنی ہو ذرا سی بات

پڑوس سے بہاتی ہوا ایسا کیا نعمت کی ماں کا کلیجہ تھا جو تم ایسی بلک گئیں چھوٹی بہن بھی اگر
اُس نے آم لے لیا تو کیا ہوا آؤ میں تمہیں اور منگا دوں ارے کا کا جا میونہ بیوی کے
لئے آم جلد لائیو۔ بیگم صاحب میں ابھی دیکھ کے آیا ہوں اور نہیں ہیں ایسا کیا باغ
میں اُوڑا پڑ گیا یہ موا کام چور نواسے حاضر رہیں بیٹھا بھنگی پی پی تا تا ہے ارے یاقوت تو
جا جہاں سے ملے ابھی لیکے آ۔ چلو آؤ من جاؤ بہت چونچلے نہ بگھارو۔ اللہ وہ چھوٹی بہن
کیا کہہ رہی ہے ہم بھی جلسے کو جلائیں گے۔ نوں ہر چلیں لگا نینگے۔ جسوقت چار گھڑی دن
باقی رہا حضور کی آمد آمد کی خبر ہوئی جسولنی نے آواز دی خبردار ہو۔ اُتنے میں سواری
آئی کہار [illegible] ہوا دار کندھوں پہ لئے چلی آتی تھیں ساتھ ساتھ خوجے مورچھل
کرتے پیش قبض ہاتھ میں لئے اور حبشنیاں ترکنیاں قلماقنیاں اُردا بیگنیاں۔ جرہ بند ہاتھ
میں پکڑے جسولنیاں آگے آگے خبردار ہی پکارتی چلی آتی تھیں پادشاہ کی بھی لال پوشاک
لال [illegible] ہاتھ کے مورچھل تھے ایک دفعہ ہی پیچھا اٹھنے سے ہم کی سلامی اتاری
[illegible] سب دعائیں دعائیں دینے لگیں سب نے سروقد کھڑے ہو کر آداب بجا لایا
[illegible] رونق افروز ہوئے بیبہ سب حوض پر آ بیٹھیں اور حوض کے چوگرد تو یا
[illegible] نے کا حکم ہوا ساری بیگمیں کیسی بے تحاشا گرتی پڑتی تو چلے
[illegible] دیکھو بلا کی طرح جاتے ہی [illegible]
پھل توں تک نوچ کھسوٹ ڈالے بیبیاں جھولی پھیلائے نیچے کھڑی ہیں لونڈیاں باندیاں
اوپر سے توڑ توڑ کے اُنکی گودیوں میں ڈالنے لگیں کوئی کہتی ہے اچھی میری دو شاد مجھے وہ
نگسترہ توڑ دے۔ کوئی کہتی ہے اچھی میری آنچل تو مجھے وہ بڑا سا کھٹا توڑ دے میں تجھے
ایک روپیہ دونگی ایک جو آئیں انہیں کچھ نہ ملا تو وہ کسی کی گود ہی کسیکے ہاتھ میں سے ایک
لے گئیں بیچ ٹھنکتی رہ گئیں۔ لو بی چوروں پر مور پڑے اپنے کچھ ہاتھ نہ آیا تو [illegible]
اور دوں کا لوٹ لیا اب یہہ سرخرو چونڈا ایمان کھونڈا سب میں بیٹھ کے شیخیاں بگھاریں گی

لہ محیط۔ کلہ بڑا حقہ۔ تہ یہ سب عمدہ واشعر تیں ہیں کہ چوبدارنیاں۔ یہ ادل کی آزمائش۔

ہم بھی لوٹ لائے ہیں بھئی کوس کوس کے ڈھیر کر چکی الہی چھریاں لٹا دن ہو چکا جب
شام ہوئی اور دونوں وقت ملے تو آپس میں کہا بس صاحبو اب حوض اور نہر کی
پٹریوں پر بیٹھکر چاندنی سے نہائے نواڑوں میں بیٹھکر حوض میں پھرو۔ وہاں جا کر دیکھا تو
کہیں ڈھولکی بج رہی ہے گانا ہو رہا ہے کہیں دس گھڑا اچپلی قصے کہانیاں پہیلیاں
مکریاں ہو رہی ہیں۔ کہیں آنکھ مچولی ہٹی چھپول ہو رہی ہے۔ سات دن تک روز اسیطرح
نئی نئی انوکھے کھیل نرالی باتیں ہوتی رہیں۔ آٹھویں دن جمعرات کو پنکھے کی تیاری ہوئی
وہ بھاری بھاری گملوں نئی نئی دھج کے لال لال جوڑے سے ہیرے یاقوت زمرد موتیوں کے جڑاؤ
گہنے پہنے نک سے سک تک بناؤ سنگار کر کے سارے شہر کی عورتیں آ ستا ہیں باغ کے
میں ایک آمین کھل کیا دیکھنے والے اش اش کرنے لگے ٹولیاں ہاتھ پسارنے لگیں جب
چار گھڑی دن باقی رہا تو چاندنی چوک کے باغ سے پنکھا اٹھا ہاتھی پر سونے کا پنکھا
جس میں موتیوں کی جھالر لگی ہیں نیچے اوندے اوپر سونے کا مور اسکے پیٹ میں گلاب کیوڑا
بھرا ہوا چونچوں میں سے نکل نکل کے سب کو معطر کرتا جاتا تھا آگے آگے پھولوں کی چھڑیاں
نفیری بجتی ہوئے ہزارے چھٹتے ہوئے سپاہیوں کے تمن باجا بجاتے ہوئے پیچھے سلاطین اور
امیر امرا ہاتھیوں پر سوار دو طرفہ آدمیوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ بھیڑ بھاڑ اس دھوم دھام سے باغ کے دروازہ
پر پنکھا پہنچا سب لوگ باہر ٹھہر گئے سلاطین پنکھا لیکے اندر گئے حضور سوار ہوئے چھوٹی
چھوٹی توپیں ننھے ننھے گولہ انداز دھنا دھن چھوڑنے لگے جھمیرا پلٹنیں سلامی اتار آگے پنکھا لیں
انکے پیچھے تاشے باجے روشن چوکی والیاں تاشہ ڈھول جھانجھ طبلہ نفیری بجاتی چلیں ان
کے پیچھے سلاطین پنکھا لئے ہوئے پنکھے کے پیچھے حضور ہوادار میں سوار خوجے شور و غل
کرتے۔ حبشنیں ترکنیں قلماقنیں اردابیگنیاں شور و غل کرتے جسولنیاں خبردار کی پکارتی
شاہزادے تخت کا پایہ پکڑے شاہزادیاں بیگمیں نوکریں چاکریں لونڈیاں باندیاں شہر کی
عورتیں ساتھ چلیں۔ اسوقت کی بہار دیکھنے کے لائق تھی کبھی بیٹھے بیٹھے پھر اٹھ کے

تھی کبھی پُھٹیاں پُھٹیاں مینہ برسنے لگتا تھا آسمان پر کالی گھٹا گھمنڈ گھمنڈ رہی تھی زمین
پر گویا لال گھٹا اُمنڈ رہی تھی اِدھر بادل کی گرج بجلی کی چمک اُدھر گویوں کی جھنجھناہٹ جواہر کی دمک
سے آنکھوں میں چکاچوندھی آتی تھی نفیری میں پھر ساون آیا کی آواز ٹھہر ڈھالی تھی محل کی بیبیاں
اور تو نیچے غٹ کے غٹ کوٹھوں پر ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوئے تھے کہیں تل دھرنے کو
جائے نہیں۔ تھالی پھینکو تو سر پر گرے جدھر نگاہ اُٹھا کے دیکھو ایک چھت پر بیبیاں
سے دکھائی دیتی تھیں اس تجمل اور کرّوفر سے درگاہ میں شام کو پنکھا چڑھا کے باغ میں
روشنی کی تیاری ہوئی حوض کے چوگرد و نہر کے پٹڑیوں پر دو رستہ فانوسوں کے ٹھٹ تھے جن
میں لال لال کنول۔ انہیں دفعتہً روشن ہوئے چاروں طرف ایک آگ سی لگ گئی
نواڑوں میں روشنی جیسے جھلا دے حوض میں پھر رہے ہیں۔ درختوں میں قمقمے
جگنوؤں کی طرح چمک رہے ہیں کہیں بادشاہزادی کا سوانگ بن رہا ہے کہیں ناچ رنگ
ہو رہا ہے ساری رات اسی سیر و تماشے میں گذری صبح کو سب اپنے اپنے
گھر [illegible] سب میلا ہو چکا۔ فقط تمہارے دیکھنے کی آرزو [illegible] امراؤ بیگم

جم[illegible] تمہارا خط آیا اور حیات بخش باغ کی بہار اپنے ساتھ لایا جن ہوئی گا تم ذکر
کرو [illegible] بہت دھوم دھام ہو رہی ہے ایسا کون ہے جو انہیں نہیں جانتا نام
لیں گا [illegible] اُنکے فیض اتو حُسنا سے اُنہوں نے قلعے کے حال میں ایک کتاب
لکھی ہے بلکہ اسکا نام بھی بڑی آپا ہی کی صلاح سے رکھا ہے اور دیباچہ بھی انہوں
نے لکھدیا ہے دیکھو تو کیا اچھا نام ہے **خواب محفل**۔ یعنی اُس محفل کا حال جو آنکھوں
کے دیکھتے دیکھتے خواب ہو گئی ۔۔ بوا یہ بڑی ہنر والی بیوی ہیں انکے گھر کا بچہ بچہ
پڑھا لکھا ہے لڑکیاں ہیں تو دسوں انگلیاں دسوں چراغ لڑکے ہیں تو عالی خیال
روشن دماغ ۔ اُس کتاب کو میری ایک سہیلی نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور منتیں کر کے
نقل کر لینے کو مانگی مگر وہ اس بات کو ٹال گئیں یہ بھی چھپنے نہیں پائی ہے ایک محل انہیں

۱؎ یکساں - یک لخت

یاد ہے۔ دیکھو کیسی غضب کی ہے۔ فقط ۔ تمہاری دوستدار شفیق بیگم +

چہل

دس بیس مل جلکے آپس میں میٹھی ہنس بول رہی تھیں۔ ایک موشیطان اُچھلا پیچھے آ ایک کالا چیتھڑا لا جھکے سے ایک کے سر پر پھینکدیا وہ دُوہی دُوہی کرتی ساتھ ہی جتنی بیٹھی تھیں گدبد اوپر تلے گرتی پڑتی چیخیں مارتی بھاگیں۔ ایک چیخم چاخ مچادی سارا محل سر پر اُٹھالیا۔ تو دوڑیں دوڑ۔ ارے کیا ہوا ایک کہتی ہے اوپر سے مُردار سی[1] گری۔ دوسری کہتی ہے واہ جی۔ نہیں ستی ہے مجھے گلگلی سُوجھی تھی اسے بی[2] آ جان اے بی بچا بچھویں[3]۔ اے بی انا حضرت اے بی دادا حضرت! اچھی قد دیکھنا میرے کلیجے پر ہاتھ رکھنا جو تو سینے پہ نگوڑی گرپڑی کیا چار چار ہاتھ اچھل رہا ہے۔ اری سنتیل۔ ارنی سنو بہر چڑیل نامرادیں کہ دو مو گئیں۔ موہی نکلے تمہارا جی دیکھو تو مُردار سی ہے تو جلدی سے سونے کا پانی لاؤ میں اپنی بچی کا پنڈا دھو دوں رستی ہے تو صدقے کے لئے خوردہ منگاؤں۔ ہے ہے خدا نے میری بچی کی جان بچائی دور پار شیطان کے کان بہرے اگر ایسی ویسی کچھ ہو جاتی تو وہ بندی کہیں کی ہاں کو ہاں کہتی + لونڈیاں باندیاں لالٹینیں شمعائیں لیکے دوڑیں۔ دُور ہی سے کھڑی کہہ رہی ہیں۔ اے ہے بیوی خدا جھوٹ نہ بلوائے یہ تو رستی ہے حبیب استی ٹپھر پر دم کے اسکی طرف پھینکنے لگیں ایک کہتی ہے بوا یہ تو کمبخت ایک جاسے جسم ہو گیا لگوا ہلنے نہ جلے۔ دوسری کہتی ہے واہ میں نے اسے کیل دیا ہے۔ بھلا کیا مقدور ہے جو سرک تو سکے۔ لو تو بوا ایسی ہی تم بھی چھپتیا ہو۔ ایسا ہی تمہارا بچھو چھپکا ہے۔ چل دُور۔ ارے خوبوں کو بلالو۔ لکڑیاں لے لیکے خوجے دوڑے پاس جاکے جو دیکھیں ایک کالا چیتھڑا پڑا ہے۔ کہیں رستی ہے نہ مُرداری۔ سبکو اُٹھاکے دکھایا۔ کہ واہ حضرت اچھا محل کا بیل بنایا۔ جن کا یہ کرشمہ تھا ایک دفعہ ہی بے ساختہ قہقہہ مارکے ہنسیں۔ سب کی سب لعنت ملامت کرنے لگیں۔ شاباش بوا تمکو۔ درگور تمہاری صورت سے ہیں

[1] گیکلی سجلیا۔ [2] اہل قلعہ نانی کو نانا حضرت دادی کو دادا حضرت کہتے ہیں۔ [3] بیتیا ستی۔ پاک دامن

ایسی چہل بازی نہیں بھاتی۔ تمہارے نزدیک تو ایک ہنسی ہوئی یہاں چلو ڈوب کو لہو سوکھ گیا فقط +

خط ۷۸ ۔ بوا میں نے تمکو خواب مخمل کا حال لکھا تھا اور اُسکے چھپنے کی آرزو ظاہر کی تھی آج خدا تعالیٰ نے ایک کتاب **صورۃ الخیال** چھپی چھپائی ایسی دکھائی کہ بس سارے قصے اور ساری کہانیاں اُسکے آگے جی سے اُتر گئیں۔ یہہ کتاب مولوی سید علی محمد صاحب عظیم آبادی نے لکھی ہے اِس میں ایک بیوی ولایتی بیگم کی مصیبت دانائی اور شادی کا قصہ ہے۔ جب یہہ بیاہی گئیں تو انکا پھیرا ایسا آیا کہ آتے ہی سسر کو کھایا۔ میاں کو بنا نواب بنایا۔ جتنی دولت تھی چار دن میں اُڑ ہوگئی۔ بیوی کی بات نہ پوچھی کہ جیتی ہے یا مرتی ہے لیکن بیوی ایسی عقلمند تھی کہ اُسنے خطوں ہی خطوں میں کاغذ کے گھوڑے دوڑا کر میاں کو موم کر لیا جتنی بُرائیاں تھیں ایک دفعہ ہی سب بھلائیوں سے بدل گئیں اور اُس نے خوش ہو کر اپنی بیوی کو بڑے چاؤ سے بُلوایا۔ جب یہ غریب گھر سے چلی تو رستہ میں ڈاکا پڑا سب آپ آپ کو بھاگ گئے نگوڑے ڈاکوؤں نے جہاں مال اسباب لوٹا تھا وہاں اِس بدبختی کی ڈولی بھی اپنے ساتھ لے لی تھوڑی دُور چلکر ڈولی تو چھوڑ دی اور اُسے پاؤں پیدل اپنے ساتھ لیکر چلے گئے جیسی جیسی مصیبتیں ولایتی پہ پڑیں اور جن جن وسیلوں سے خدا نے اُس کی آبرو بچائی اُنہیں سن سنکر ایمان کانپتا ہے اخیر میں ولایتی کے ہنر نے اُس کے خاوند سے ملایا اور اسطرح ملایا کہ بڑے بڑے حاکموں نے اُس کی عصمت کی گواہی دی اور اِس حال کے چھاپنے کی ہدایت فرمائی۔ ابھی تک میں نے پہلا ہی حصہ دیکھا ہے۔ سُنا ہے دوسرا بھی تیار ہو رہا ہے۔ قیمت بھی کچھ بہت نہیں۔ آنے اُسکے اوپر سے صدقے ہیں الٰہی تو وہ دن کر کہ ہم بھی اپنے لئے آپ بنا کر اپنی بہنوں کو اندھیرے رستے سے نکالیں +

جواب ۷۹ ۔ بہن! میری عزیز ہو تو تم ہو اور باتمیز ہو تو تم ہو

سلاہ قدم ۔

کو ترقی دے اور تمہاری طفیل سے ہمیں بھی نئی نئی کتابیں دیکھنی نصیب کرے اس کی ایک جلد مجھے بھی منگوا دو اور جب تک میری کتاب آئے اپنی کتاب مانگے کو دیدو۔ میری بڑی آپا۔ خالہ امّاں۔ ممانی جان جب سے تمہارا خط دیکھا ہے آٹھوں پہر تقاضا کرتی ہیں کہ کہ کی وہ کتاب آئی یا نہیں۔ آج ایک بیوی سے سُنا کہ اُس کی دوسری جلد **ہیبتہ المقال** بھی چھپ گئی اسمیں دریا کی مصیبتیں خوب خوب بیان کی ہیں فقط۔

چوتھی فصل

نوکروں چاکروں مثل انّا چُھو چُھو وغیرہ کے خط اور اُن کو جواب

خط ۸۔ انّا پیاری! تو امّاں سے خفا ہو کر کیا گئی کہ میرے دیکھنے کو بھی نہیں آئی؟ تو نے مجھے دُودھ پلایا۔ تو نے مجھے گودیوں میں کھلایا۔ پالا تو نے۔ پوسا تو نے۔ لاکوں کا لال تو نے کیا چونچال تو نے کیا۔ جو ہٹ کی وہ اُٹھائی جو چیز مانگی وہ کھلائی۔ اب سے دُور جب مجھے کوئی بیماری ہوتی تھی۔ تو آٹھ آٹھ انگوروتی تھی کندھے سے لگائے کھڑی پھرتی تھی آنکھیں بند ہیں تو تو اجاڑ رہی ہے یوں بھی نہ مانا تو کنڈی کھڑکا رہی ہے منتیں کرتی دوائی پلاتی ہتو کھلاتی۔ اب میں ہی ہوں کہ مجھے دیکھنے سار کو نہیں آتی کھلانا پہلانا کیسا صورت نہیں دکھاتی۔ مجھے اب بھی تیری وہی محبت ہے مگر تجھ میری اُلفت نہیں رہی۔ تیرے کارن امّاں سے روز لڑتی ہوں کہ بی تم میری دشمن ہو مجھے دیکھ نہیں سکتیں تم نے میرے انّا کو لڑ لڑ کر نکالا۔ مجھ جسکی کل تھی اُسکو اُجاڑا۔ تمہارا کیا گیا میں بے چین ہو گئی۔ جب میری انّا تمہاری آنکھوں میں کھٹکتی ہے۔ تو مجھے بھی پیار نہ کرو۔ ایک دن یہ کہکر میرا جی بھر آیا آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے بلبلا کر اٹھ کھڑی ہوئیں اور چھاتی سے لگا لیا۔ پھر تو

مجھے اور بھی رونا آیا ہچکی بندھ گئی پانی پلایا اور قسم کھائی کہ کل ہی تیری انّا کے پاس آدمی بھیجونگی تو اپنا جیو ڈراست کُڑھا سو انّا چھُٹی انّا اب زیادہ پاؤں نہ پھیلانا ۔ نہیں نہیں ضد چڑھ جائیگی تو پھر تمہارا کچھ جائے گا نہ اُن کا میں بن آئی مرجاؤں گی فقط

جواب ۸۱ ۔ واری جاؤں ! جب آدمی ایک طوطے کا بچّہ پالتا ہے تو اُس کی بھی اتنی محبت ہوتی ہے کہ دم بھر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا تم تو ماشاء اللہ آدمی آدم زاد آنکھوں کی پتلی کلیجہ کی کور ہو ۔ تمہاری جدائی کا جتنا قلق ہو تھوڑا ہے ۔ میں جب سے اِدھر آئی ہوں کیا کیا کڑھن کیا کیا مصیبت کیسی کیسی آفت اُٹھائی جیسی کی تھی ویسی بھلی دیوانی باولی ہڑکھائی بنی پھری ۔ سڑن بھری خفقن کہلائی ۔ جس کسی دس بارہ برس کی لڑکی کو دور سے کوٹھے پر ہاتھ دھرے دیکھتی یہی جانتی کہ یہ تو میری بیگم میری پیاری بٹیا کھڑی ہے اپنی انّا کی لاڈو اپنی انّا کی دُلاری کھڑی ہے ۔ جب کسی مجلس میں نکلتی تو جھک جھک کر ایک ایک کا منہ دیکھتی کہ کوئی میری بیگم کی صورت کی لڑکی بھی ہے یا نہیں ؟ جسے دیکھکر اپنا کلیجہ اپنا دل ٹھنڈا کروں باتیں سنوں آنکھیں سینکوں اس میں اگر تقدیر سے کوئی مدھرے قد بھبھو کا رنگ کی ۔ گوری چٹی ۔ طرار فرار لڑکی ملگئی تو بے قرار ہوگئی پھر گھنٹوں اُسی کی باتوں میں گزار دیتی اور کبھی کہ بیٹی بہن بُرا نہ ماننا دیوانی باولی نہ جاننا خدا اُسے جیتا رکھے سونے کے سہرے بیاہ ہو دودوں نہائے پوتوں پھلے میری پیاری کی بھی عین میں یہی شکل یہی صورت یہی چال یہی انداز ۔ یہی رنگ یہی روپ ۔ یہی قد ۔ یہی قامت ہے میں ناشاد نامراد اُس کی ماں سے لڑکر چلی آئی ہوں اس سے بلبلاتی خاک اُڑاتی پھرتی ہوں کیا کروں دودھ پلایا کی ماتا پڑگئی ہے جی نہیں مانتا ۔ اگر کوئی نیک گھڑی کی پیدائش ملنسار خوش مزاج لڑکی ہوئی تو ہنس دی ترس بھی کھایا گھل ملکر باتیں بھی کرنے لگی اور جو دور پار کوئی بُرے وقت کی پیدائش ۔ جنم جلی ۔ جلاتن ۔ اکل کھری حق سے دور جاکے

بڑی ہوئی تو کالی بلا کی طرح پیچھے پڑ گئی پنڈ چھڑانا مشکل ہو گیا - بیگم تیرے واری تیرے صدقے
پیٹ تو چھپر پیٹ رہی ہے اور تم کہتی ہو تو مجھے دیکھنے تک کو نہیں آتی - تمہاری آن جاب
بیاتیں لگی تو میں پھر حاضر ہوں میں نے اُنکا نمک کھایا ہے میرے بچے اُنکے گھر کے
پلے ہیں - اُنکے احسان سے کبھی باہر نہیں ہو سکتی اور نہیں بلائیں گی تو خیر دوسرے
تیسرے تمہاری ہی صورت دیکھ جایا کروں گی +

خط ۸۳ - بیگم صاحب! بے غم صاحب! خدا کے دیئے رتبہ کو آداب - وعدہ کو بندگی -
نوکری کو پیار - بس سلام کرتی ہوں - بیگم یوں لکھا کہ تم میرے سر کی سردار میری آقا - میری مالک
ہو - بے غم یوں لکھا کہ جب سے گئی ہو تمہیں کو روتی ہوں - دُکھ بھرتی ہوں پر تمہیں ذرا
درد نہیں آتا - میرے مرنے کا غم ہے نہ میرے جینے کی خوشی + آداب یوں لکھا کہ آپکی سدا کی
نمک خوار ہوں - احسانوں کی ماری گردن نہیں اُٹھا سکتی - بندگی یوں لکھی کہ آجتک
تنخواہ کی راہ دیکھ رہی ہوں دس کے دس اگلے ساٹھ دن ہو گئے مرتی ہوں نہ جیتی ہوں
زندہ ہوں نہ مردہ ہوں + سلام یوں لکھا کہ کوئی کوڑی کو ہاتھ نہیں پکڑتا - رمضان
میں روزے کھائے اب عید میں کیا خاک کھاؤں - بہتیرا جان کو تھام تھام کر تمہیں
دِلا دِلا کر رکھتی ہوں مگر وہ قابو سے نکلی جاتی ہے اور یہی کہتی ہے کہ بس ہو دیا اب جیتے جی
مرنے کو سلام ہے - حضرت سلامت جب مر ہی جاؤں گی تو کون نوکری کریگا -
تمہارے گھر پر سانپ بنی بیٹھی ہوں مرنا قبول سڑنا قبول تمہاری چیز کا اِدھر سے اُدھر
ہونا قبول نہیں - جان جائے ایمان جائے مگر میری بیگم کی چیز پر آنچ نہ آئے - میری
سرکار آپکا آگال میرا ادھار ہے اب گیارہ گیا جسکی دیر دار ہے خدا کے ہاں سے تو
وعدہ پورا ہونے کو آیا آپ کو ابھی تک کچھ بھی خیال نہیں تمسے نہ مانگوں تو کس سے
مانگوں - سلیوا وغضب شنو قسمت نے جو دیکھا کہ ایسی بڑی حسم کا میں ہے تو اپنے
دینے لینے سے کانوں پر ہاتھ دھر گئی - خدا نے بھی تمہارے بُرے چپک میں دیکھ کر

صاف اَنا کانی دیدی - ابتو موت کو بھی یہانتک آتے ہوے موت آتی ہے باہر کی باہر ڈر کر بھاگ جاتی ہے کہ ایسے بھوکوں سے کون لڑے جو مجھے بھی کچا چبانیکا ارادہ رکھتیں ہیں[1] آداب عرض کرتا ہوں فقط تمہاری بچپن کی نشانی ہائی *

جواب ۴۳ ہ - مانی! تیری باتوں سے ہارمانی - توگیتی ہارمارتی ہے کہ جان نکال لے اور پھر الگ کی الگ رہے - میرے اوپر ہزاروں گھڑے پانی پڑ گیا سچ کہہ تونے دوشالے میں لپیٹ کر کیا بھیجا تھا کہ اُس سے میری گردن نیچی ہوگئی جوں جوں خط دیکھتی ہوں زمین میں گڑی جاتی ہوں تو لجسان[2] کے مارے گردن نہیں اُٹھا سکتی ہے اور کیا چاہتی ہے مجھے اپنی برابر تو کر چھوڑا اب بھی تیرے دل سے یہہ بدی دھوئی گئی یا نہیں تو کہتی تو ہوگی رجا کیا جانے بھُونکے سار - مگر مانی مجھے اپنی جوانی کی قسم تیرے روپے آنچل میں باندھے پھرتی ہوں کوئی اتنا نہیں جُڑتا ہے کہ تجھ تک پہنچادے منافے اماں کا آدمی میرے آنے سے پہلے ہی گانو پر جا چکا تھا - حق ہمسایہ میں کوئی مرونہ مرد کی شکل جو ذرا ذہورکام کردے منافی ہیں کہ کوڑی کوڑی کے سودے کو حیران رہتی ہیں میں ہوں کہ اپنے گھر کی خبر تک منگانے کو بھڑکتی ہوں * رہیں ماما اصیلیں سو وہ خدا کے فضل سے باہر ہی نہیں نکلتیں اب تجھے روپے بھیجوں تو کیونکر بھیجوں جو عورت خط لیکر جاتی ہے یہ ایسی ہے کہ[3] آنکھوں کا کاجل چرالی ہے تو محلہ کی کسی چمار ہی کو یا اور جس سے تیرا دل ٹھکے اُسے بھیج کر اپنے روپے منگالے میرے پاس امانت - رکھے ہیں کہے گی تو اور دس بارہ زیادہ بھیج دُوں گی - ملنی اماں کا آدمی گانو سے خط لیکر آئے تو اپنے حصے کے روپے لیکر میں بھی چلی آؤں - میرا دل آپ اُچاٹ ہو رہا ہے - گھر سے باربار نکلنا دشوار ہے اِس سے دو چار دن اور ٹھیر گئی *

خط ۴۴ ہ - انّا! تیری بیٹی تو ایسی اُٹھی ہے کہ کوئی مرتا ہو تو بھی اُٹھکر پانی نہ پلائے

[1] فہمیدہ ناشنیدہ کرنا - گلنا [2] نہایت شرمندگی سے مراد ہے [3] بادی چور

وا غریب کی بچی اور چال چلے اچھے یوں کی ہیں اسے اپنے بچوں کی برابر رکھتی ہوں اُس
پر اس مُردار کا یہ حال ہے کہ دن بھر میرے بچوں سے سوکنوں کی سی لگا پٹی رکھتی ہے
اگر وہ پیاسے پھڑکا کریں تو یہ ہلکہ پانی نہ پلائے بلکہ کوئی پلاتا ہو تو آنکھ سے منع کر دے
لو اب کیا کرے ہمارا انک ہی ایسا ہے جسکے ساتھ ہم نے سلوک کیا ہو گا اُسی نے ہمیں
کچھ نہ کچھ دکھ دیا ہو گا ہم نے اس بچی کے ساتھ برائی کی ہو تو ہمارے آگے آئے نہیں
تو وہ اپنے دیدوں گھٹنوں کے آگے پائے - ہمارا انک ہمارا اگلا پچھلا پایا اُس کے
جھوٹ پھوٹ کر نکلے میں تیرے منہ پر جاتی ہوں نہیں تو کبھی کا نکال باہر کر دیتی - بس
بوا میں بہت پک گئی اس کو میرے سامنے سے ہٹا لے اب مجھے اس کی صورت زہر لگتی
ہے - خدا ایسی حرّاف دیدہ دھوئی چھوکری سے پالا نہ ڈالے ہماری بلّی اور ہم ہی کو
میاؤں ہمارے ہی ٹکڑے کھائے اور ہمیں پر غرّاے جس کی گودی میں بیٹھے اُسی
کی کان اینٹھے - وہ نوکر کا ہے کو ہے کبھی کی میری سوکن کبھی دشمن کبھی کی رشتہ ناتو
کی ہے جہاں مجلس میں بیگموں کی برابر ہی آکر بیٹھے گی پھر کیا مقدور جو ذرا وہاں
سے اُس کے یا اِدھر اُدھر کھسکے میں اس اخلاص سے باز آئی تو اپنے چھوکری
کو آکر لیجا ۔

جواب ۸۵ - حضرت بیگم صاحب! لونڈی تو آپ ہی کے ہاتھ میں ہاتھ دے دی آئی
ہے آپکو اختیار ہے چاہیں اُسے بگاڑیں چاہیں سنواریں - میں نے کس دن مانگی تھی
جو آپ نے اُس بد نصیب نامراد کو اتنا سر چڑھا دیا - میرے سامنے آپ کے بچوں سے گستاخی
یا کسی کام میں حیل حجت لاتی تو مُردار کی چھاتی پر چڑھ کر اُس ہی چلّو لہو پی جاتی - چڑیل کی
جنی کی شامت نے گھیرا ہے کمبختی آئی ہے روٹیاں لگ گئی ہیں بچا نہیں سکتی بن پروں
اُڑتی ہے رہ خطّامہ تیری اگر ایسی خبر لیتی ہوں انّا بندی تجھے کچی کو کھا جاؤں تو سہی
تیری بوٹیاں چبا جاؤں تو سہی - تو نے میری بیگم کو توجلایا ہے دیکھ تیرے کیسے دھرّے

[1] سست کاہل [2] بے غیرت بے مروت [3] حمایت لینا [4] ڈنٹے لگانا

اُڑاتی ہوں ہڈیاں توڑتی ہوں ایسا کچلوں ایسا کچلوں کہ پیسے پر دھر کر بوٹیاں اُڑاؤں ۔ تو
مجھے و دو دیکھ کر اترا چلی ہو گی ۔ ایسے تیصانی سے کتنے باندھوں جو اُلٹی جوتی بنتے لات
سکھے بیگم تمہاری شفقت میں کچھ شبہ نہیں اور اُن کی نمک حرامی میں کوئی شک نہیں آپ
سے اریں اپنیٹھں رکھیں یا نکالیں مجھے کچھ سروکار نہیں میں اسے آپ کی خدمت
میں دی چکی کیا کروں کوئی بھلا انسان نہیں جڑتا نہیں تو شربت کے بتاشے پر کلام
پڑھا کر اُس کی ساتھ کر دوں اور پھر کبھی اسکا نام بھی نہ لوں ۔ میں اس کے ہاتھوں
سے جل بجھی ۔ دو ایکدن میں تو تنگی بھی آئے گی اور اس کا جھگڑا جسطرح حکم ہوگا شاہ بیگم بی بی تدبیر

عرض کرتی ہوں

خط ۹ ۔ ددا! تجھے کیا نصیبوں کی مار نے جہاں جاتی ہے وہیں مرتی ہے ۔ مجھے
کسی کی ٹھیک نہیں بھاتی اُٹھو دو دن تیری میری خوشامد کے لئے گھر سے اُجڑ رہی ہے
اپنا بیٹا سلامت چاہیے جس کی ناک پر پھنسی ہیں کی وہی دس بیٹیاں لاکر آگے رکھ دیتی
سو دو بیٹے نہ بنے اپنا بھلا چاہتی ہے تو وہاں کھڑی پانی نہ پی جس طرح بیٹھی ہے اُسی
طرح اُٹھ چلی آ ۔ میرا بچہ پڑکا جاتا ہے جب وقت پر نہ آئی تو پھر کیا تجھے لیکر چوٹھے میں ڈالونگی
ایک دن کی بات ہو تو جھیلی جائے تجھے تو آئے دن کی بلگت پڑگئی جب گھر سے نکلتی ہے
دنوں اور مہینوں کی خبر لاتی ہے ۔ بات بات کا بہانا ڈھونڈا کرتی ہے اُٹھی اور تو جیسا
میرے اللہ آمین کے بچے کو پھڑکاتی آپنی جنڈری سے پھڑکے ۔ میں ایسے آدمی کی لاگو نہیں
ہوں تجھ جیسی چڑھیگا تو فرشتہ کی بھی نہیں سنتی کی بھلا تو تو کس افلاطون کی جنی ہے گھڑی
گھڑی نکال باہر کروں گی ۔ دادی جان بھی یہی کہتی ہیں کہ اپنی خیر منائے تو اس دم چلی
آئے اور دیر لگائے تو اپنا سر کھائے جہاں سینگ سمائے وہاں چلی جائے ہمارے ہاں
کا کام نہیں ۔ دیکھ تو اس تھوڑے لکھے کو بہت جان اور یوں ہی مان آگے تجھے اختیار
ہے کسی پہ زور نہیں ۔

۱ خوشنام مدار آمد کے محبت میں بیمار پڑنا ۔ یاد میں پھڑکنا ۔ ۲ عادت ۔ ۳ ناک رگڑی کا ۔

جواب ۸۷ - بلاؤں! میں کچھ اپنے کام کو تو نہیں آئی تھی سرکار ہی کے کام کو آئی تھی دیریوں ہو گئی کہ وہ پہنچیاں ایک جگہ دکھانے کو گئی ہوئی تھیں اور چھوٹی بیگم صاحب نے چلتے چلتے منتیں کر دی تھیں کہ اچھی دوا یہ پہنچیاں میرے واسطے خریدی جاتی ہیں جہاں تک بنے انہیں لیکر آئیو۔ اتنے میں تیرے بچّے کو سنبھالے رکھونگی یہ سوچکر میں نے بھی کہا کہ اب آئی ہوں تو لیکر ہی چلوں آج شام کو دینے کا وعدہ کرتی ہیں مجھو اپنی ناک چوٹی کٹوانی ہو تو ٹھیروں وہ پھر ہوئی تو میں روٹی کھا کر چلی۔ بڑھیا جو ہو گئی ہوں تو واری بن روٹی قدم نہیں رکھا جاتا - باقی باتوں کا جواب وہاں آکر دوں گی - سودا اپنا بنایا ہے - جو بازار میں انکے سو تم دیتا - بنواہی کی بچت رہے گی - لو اب تو سر پاؤں رکھکر بھاگتی ہوں پھر دیکھ لوں گی - آپ کی خفگی سے بھی ڈر لگتا ہے +

خط ۸۸ - میری پھوپھی پھوپھو! - تجھے کیا کہہ کے کوسوں - تُو نے میرے ساتھ جو کچھ کیا وہ اچھا کیا - ذرا تیری بیٹی رحمت سے جی بہلتا تھا اُسے بھی وہیں بلا لیا یہاں کیا کوئی اُس کے موتی توڑے لیتا تھا - یا وہی ایک ڈال کی ٹوٹی تھی - ہم پہل پہلونٹھی کے نہ تھے یا اللہ آمیں کے تھے - کیا کسی نے ہمکو نہیں جنا تھا آسمان سے ٹپکے تھے کیا تھا؟ ایک اُس کے لئے نانی امّاں کا گھر بھاری ہو گیا - ہمیں تو کبھی اندھیرے اُجالے کہیں کا کھٹکا نہیں ہوا - تیرے اس وہم سے بھی خدا بچا کر ایسی تو تُو دھن تھیا اور ایسی ہی وہ - سڑن ماکی خصم بچی اور کیا کہوں جیسا ہیں اُس پہ دم دیتی تھی میرے آگے آئے اور جیسا تو نے کیا تو پائے - آج کو میری امّاں جان جیتی ہوتیں تو تُو اس ہیکڑی اور ہٹا ہی سے تو بُلا تو لیتی؟ خیر مجھ پہ تو وقت پڑ گیا پر تُو نے بھی ایک دم سے میری امّاں کے احسانوں پہ پانی پھیر دیا اب معلوم ہوا کہ تیری جتنی باتیں تھیں

کی باتیں تھیں اور جو جو تُو شگوفے بھلا نیاں کیا کرتی تھی وہ عین بہشت بازیاں
پھینیں ابھی دیکھنے سے رایگیا لگتا تھا پر ہوتا ہے وہی بات ہے زبردست کا ٹھینگا
سر پر جو پڑی وہ اٹھانی پڑی جو بنی وہ بھگتنی پڑی ؎

جواب ۸۸ - واری میں تیرے اوپر سے سات دفعہ قربان ہو کر مر جاؤں
مجھے اب بھی تم سے زیادہ بیٹی رہائیں ہے کچھ وہم کے مارے نہیں بلایا تھا جس کا ایسا
بڑا نانا تھا مستحق کھانے تھے اس لیے کہلا بھیجا تھا - خدا نکرے تمنے میری کون سی
بات جھوٹ دیکھی - کس میں کھوٹ پایا جو یہ وہم پکا پایا یوں کہو ٹھٹھا لکھ کر ایک باب کہنا
کرنا ہے تو وہ بات دوسری ہے - قربان کی تھی وہ بیٹی جو تمہاری آنکھوں سے دُور
ہو رہتا - کی تھی وہ اولاد جو تم سے ذرا آنکھ میلی کرے آنکھ بھر کر دیکھیں تو آنکھیں نکال
لوں نظر اٹھا کر دیکھی تو کھڑا انگلی میں گاڑ دوں - تجھ بھاگ لگے نہ میری بانٹی کو بھاگ
لگے - ٹھنڈے کھلے سدا اس گھر میں رہے سفیدی بھی کھائے پھول بھی پہنے عطر بھی ملا
پہنے تو کبھی پرچھائیں سار کی نہ دیکھی آج یہاں انوکھا وہم ہو تو ہوا کرے تمنے اپنی ماں
کا مرنا کیا یاد دلایا کہ میرا دل ہلا دیا جیسے بھلائے غم کو پھر نئے سرے سے
تازہ کر دیا میں کیا روتی ہوں اندر سے دل روتا ہے رحمت کو لٹے پاؤں
بھیجے دیتی ہوں تم اپنے دل پر خیال نہ لاؤ خدا کی رحمت چاہئے گنڈا ڈالا تو کیا سنگ
چار دن اور باقی ہیں تمہارا جی چاہے تو رجب کی تئیسویں کو وہیں بڑھا دینا - تم اپنا
جی نہ کڑھاؤ آپ بھی کھیلو اسی بھی کھلاؤ - مگر اچھی بیگم کچا پکا لکھنا بھی تو سکھاؤ کتاب تو
خاصی طرح فر فر پڑھ لیتی ہے مگر لکھنا خاک نہیں آتا - جبکی ہوی دست بقلم ہو
جیسی نوکر اور جاہل رہے ! یہ بات تمہیں کو بھاتی ہوگی - لو تمہیں اللہ کی امان ہو

۸۹ - شوخی سوجھی تھی کی ایک چوٹی ؎ اماں مجھے خدا کی سنولید گھی میں گھی
آتا تو نے چار روپیہ میں پیسہ پیسہ میں دھیلا تو نے بچا پایے - سبکچھ

سلہ سگاریاں سلہ الزام

چلتا اور کچھ نہ کہا بھی جاتا کہ اگر دس پانچ روپیہ کے سودے سلف میں دو چار آنے
بچا لیئے۔ سو میں بھی تیری تھوڑی نہ تھی آخر پاسن گھبرا گئی مجھے تو اب تیرا اتنا پیار آتا ہے
نہیں۔ ٹھوکتے تیرے دن اڑتے! ویسی یا ٹھکانا رہاں تیرے پاؤں میں مہندی ہی۔ جو کچھ
برا لکھا تھا سو ہے اپنی سار ہوکر نکالیگا جو جو چیز اچھا یا تیرے پیاروں پر اٹھیگا۔ بہتیں تو
خیر سے میرے برتن بھیجے سے نہ بھیجیگی تو قیامت میں پکڑی ہوئیاں کانٹوں کی اور یہاں
بھی جہاں نوکر ہوگی وہیں سے خط لکھکر تیری نوکری چھڑوا دونگی ؎

جواب ۹۰ — بیگم صاحب آپ کیا فرماتی ہیں چور تو مجھے خدائی
نے بنایا میرا کوئی بس چلتا ہوتا تو اس الزام کا جواب دیتا۔ میں تو صبر اور شکر کرکے
چپکی ہو رہی کہ اِسے خاوند میں سنگون پر تو نہ سینو۔ آپنے کسی دن میری چوری
پکڑی تو ہوتی؟ اول ہی دل میں طومار باندھ لیا چور ٹھیرا لیا۔ میں تمہارے برتن
کیوں بیچ کھانے لگی تھی۔ نوکری چھوڑنے سے پہلے چار دن تمہاری بہن کے
ہاں مانگے گئے تھے انسے پوچھوا منگاؤ۔ مجھ بدنصیب کو چوری نہ لگاؤ۔ بیگم ایمان ہی
ساتھ جائیگا اور کچھ نہیں رہا۔ ہٹ دھرمی پر کمر نہ باندھو جو کہو خدا لگتی کہو۔ اس کوسا کا
میں تو کیا جواب دوں میرا خدا جواب دیگا ؎

خط ۹۱ میری کوکا تو نے بھی دیکھا نا انّا نے کیا گھمسا پائجامہ بھیجا ہے کہ میں
تجھسے کیا کہوں؟ جو دیکھتا ہے لوٹا جاتا ہے تو نے کہاں سے دیکھا ہوگا یہاں ہوتی تو
دکھاتی اسے ہی میں بھیجدوں دیکھکر اسے انّا کو دے دیجو۔ سنا ہے نیا تھر ورتا ہے سینا
نہو۔ دھیان لگے تو نہ بگڑے ؎

جواب ۹۲ - بیگم پہلے تو میں سمجھی تھی نہ کہ گلبدن کا پائجامہ ہو گا مگر جب دیکھا تو بھاری
کمخواب کا نکلا۔ واہ کیا چمک دمک ہے کہ آنکھ نہیں ٹھیرتی تمہیں ایک برا
اور پائجامے پہنے نصیب ہوں چلو گھس پس کر پڑا ہو۔ اسے پہنوا اور

سلہ بلا سے سلہ گزارا چلتا سلہ کٹ کر نکلتا سلہ انّا کی بیٹی سلہ چمکتا سلہ

نکاؤ۔ لو دیکھ لو ویسے کا ویسا ہی ہے ذرا کھولی ہو تو ہاتھ ٹوٹیں اللہ کرے دیکھا ہو تو آنکھیں پھوٹیں ۔

خط ۹۳ — بیٹی حاتم تجھسے کڈھیری بھی کم دیکھی ہوگی ماماگیری کرتے عمر گذری کبھی گھر کھانا پکانا نہ آیا۔ دلی بن رہی اور بھاڑ جھونکا۔ سالن ہی تو سنبھلنا ہے یہ ملاؤ ہے تو نمک کا رونا۔ کوفتے پکائے تو نمک زہر کر دیا ادھر کی کسر ادھر نکالی۔ کباب تلے تو جلا کر کوئلا کر دیا اگر ایسا کھانا پکا کر بھیجا کرے گی تو میں اگر جواب دے دوں گی تو مجھے چار شرم کچھ نہیں سناکر ذلیل کرتی ہے۔ اگر نہیں آتا تو کسی سے سیکھ کیوں نہیں لیتی ہاں تو تو اپنے آپکو استاد جانتی ہے سیکھے تو شان میں خفتے نہ پڑ جائیں۔

جواب ۹۴ — حضرت سلامت! الکلام آپ تک میرے ہاتھ سے کوئی کھانا بگڑا نہیں تھا مجھے خود شرمندگی ہے اگر آپ ایک دو مہینے کی چھٹی دیں تو نجف بائی کے باورچی خانہ میں رہکر سب کچھ سیکھ لوں سنتی ہوں نواب حامد علی کے باورچی خانہ میں نجف بائی نے ایک اسکا بھی کارخانہ بنایا ہے جو سیکھنے جاتی ہے اس سے آٹھ آنے مہینا لیکر کھانا پکواتی ہیں اور جب کسیکے ہاتھ سے کوئی کھانا بگڑ جاتا ہے تو اس آمدنی کے روپوں میں سے فورًا دوسرا کھانا تیار کر کے نواب صاحب کے خاصہ میں بھیجدیتی ہیں اور وہ کھانا اپنے شاگردوں کو کھلا دیتی ہیں جب عورت یا لڑکی کو پکانے ریندھنے کا سلیقہ آجاتا ہے اُسے اپنے ہاتھ کی ایک سند بھی دیتی ہیں اور جس امیر کے ہاں جگہ خالی ہوتی ہے وہاں بھیجدیتی ہیں اُنکے ہاتھ کی سند دیکھکر لوگ بڑی خوشی سے نوکر رکھتے ہیں۔

خط ۹۵ — ماما مجھے تیری ان باتوں سے جد چڑ ہے وہاں تھی تو یہی ہاتھی یہاں آئی تو یہی پکار چلی آتی ہے کہ بیگم وہ اپنے بچوں کا خون کئے

موقوف بھوڑ ۵ عزت میں فرق آنا

اُڑاتی ہے اگر کل کلاں کو ٹھوکر بیٹھو لگ گئی تو کون کھپی کھپا پھرتا اور تجھی تو ایک بات
ہو گئی ہے پرسوں سے اُٹھی تو دست دھواں دھوں دست دھواں دھوں بچوں کو پیٹا
لیا اور پھر ستے اُٹھی تو تڑتے پھڑ پھڑاتی چلی گئی کیسی مار مار کر پھپا کیا کسیکو مارتے تھے
ہر کسی نکھی مریا ایک سکا ہاتھ ٹوٹ گیا تو ایک کی ناک سے ٹلی ہو گئی جب تیری تھمت کٹی
پڑتی ہے ایسی سخت ماں سے خدا بچائے غرض تجکو بچوں کی محبت ہی نہیں ہے ایسا غصہ
غصہ اکو شبدی لگے اور تو اُٹھی نا ریں آجائے باور کھیو ان گو بکوں سے کبھی روٹی
پر روٹی رکھکر کھانی نصیب نہیں ہو سکی ہو گی البتہ تو کیا در بدر بھیک مانگتی
پھرتی سمجھو تو کی آد تیری ہوتی ہے تجھے مارنا ہو اکرے تو بیر سے گھر سے دس پانچ
پیسے لیکر مار اگر مجھ سے یہ ظلم نہیں دیکھا جاسکتا ہو

خط ۹۶ — بیگم صاحب! کیا کروں جل جاتی ہوں تو ہاتھ چھوٹ جاتا ہے
بیٹی کو تم دیکھتی ہی ہو وہ کوارے ہیں مسو گز کے زبان ہے چھوٹا بچہ ہے تو اُ ٹھٹھا
ٹھنکتا رہتا ہے کسی کام کو ڈھنگ سے نہیں کرنے دیتا۔ میں تو اپنا پیٹ کاٹ
کر چھلا بندھا کر انکے کپڑے بیٹے بناتی ہوں یہ ہیں کہ روز چیر پھاڑ کر رکھدیتی ہیں اگر ذرا
آنکھ دکھاؤں یا دھمکاؤں تو ڈھیٹ لڑکی سامنا کرنے کھڑی ہو جاتی ہے کہ ذرا سچ
کہنا بڑی بیچاری مار نیوالی تھا تو دور دیکھا ہو گا اُسکی ایچ پیچ کی باتیں سنو تو تم بھی
دنگ رہجاؤ جب دیکھو چپڑ چپڑ زبان چلتی ہے۔ میں تو اب مارنے سے ہاتھ
اُٹھاتی ہوں پر یہ بھاگوان بچے گھر بھر کا ناک میں دم کریں گے

خط ۹۷ — اچھے بوبو تو جیتی رہے تجھے سات سلام کروں تیرے پاؤں پڑوں
جب تیرے آگے کچھ کام نہوا کرے تو مجھے عورتوں کی کہاوتیں لکھکر بھیجدیا کیجیو مگر
یوں لکھیو کہ جنکے سر سے پہ الف آئے وہ تو پہلے آئیں اور جن کے سر سے پہ دو
پیچھے لکھی جاتی ہیں انہیں جوڑ جوڑ کر ایک نئی منی سی کتاب بناؤنگی دیکھیو کر

ٹھنڈ ، مد ، صدمہ عذاب ، بادشاہ ، ڈھنگ ، عزت والی لوٹا

سمجھونگی تجھے بھی سنا ونگی

جواب ۸۹ - بو بو کی پیاری بیگم! میں ہی تمہیں جھک جھک سلام کرتی ہوں پاؤں پڑتی ہوں کیوں مجھے گنہگار کرتی ہو کیوں کانٹوں میں گھسیٹتی ہو۔ اسطرح لکھنے کی کیا حاجت تھی میں جمعہ کے جمعہ کہاوتیں لکھکر بھیجا کرونگی۔ لو تھوڑی سی تو ابھی لکھے دیتی ہوں۔ خدا کرے تمہاری پسند آجائیں ؎

عورتوں کی کہاوتیں

آپ میاں مانگتے باہر کھڑے درویش
آپ ہی ناک چوٹی گرفتار ہیں
آئی آؤ جاتے جاؤ
آٹا نہ آٹا پوچھا سٹکا
آٹے کا چراغ گھر رکھوں تو چوہا کھائے اور باہر رکھوں تو کوا لیجائے
آج برس کے پھر نہ برسوں
آج بلی الانگ کر تو نہیں آئیں
آج زبان کھلی ہے کل بند ہے
آج کس کا منہ دیکھا ہے
آدمی آدمی انتر کوئی ہیرا کوئی کنکر
آدمی ان کا کیڑا ہے
آدمی پانی کا بلبلا ہے
سے گرا کھجور میں اٹکا
میں تھگلی لگاتی ہے

آگ پانی کا بیر ہے۔
آگ کھائے سے منہ نہیں جلتا
آگ لگنتا جھونپڑا جو نکلے سو لابھ
آگ لگائے پانی کو دوڑے
آگ لگا کے تماشا دیکھے
آنکھ کی بدی بھوؤں کے روبرو
آنکھ نہ ناک بنو چاند سی
آنکھوں کے آگے پلکوں کی برائی
آنکھوں میں نمک ڈال آئی
آنکھیں ہوئیں چار دل میں آیا پیار
آنکھیں ہوئیں اوٹ دل میں پڑ گئی کھوٹ
آیا بندہ آئی روزی گیا بندہ گئی روزی
آئی ہے جان کے ساتھ جائیگی جنازہ کے ساتھ
اپنا پوت پرایا ڈھینگڑا

اپنا مرن جگت کی ہانسی
اپنا لعل گنوا کر در در مانگے بھیک
اپنا وہی جو اپنے کام آئے
اپنی بیٹی کو ایسا ماروں کہ پڑوسن کی چھاتی پھٹے
اپنی مانگ کھلوائے اور آپ ہی لاجوں مرے
ادھی کر بیر بھی اُسکے [illegible] ال گئی بل گئی۔
اللہ دے اللہ دلائے بندہ مر
اندھا بانٹے ریوڑیاں پھر پھر اپنوں ہی کو دے
اندھا جیا بہرے چالوں
اوکھلی میں سر دیا تو دھمکوں سے کیا ڈر۔
اوندھے منہ شیطان کا دھکا

ہی اور پرانی نوکر جس نے بال تک پالا ہو ؎

ایک تو آدمی ہزار تو رکیڑا ایک تو کریلا دوسرے نیم چڑھا اینٹ کی گھر تیتر باہر باندھوں کہ بھیتر
ایک تو کانی بیٹی بیاہی پوچھنے ایک تو لڑکی روٹی کیا چھوٹی کیا موٹی
والوں کی جدی مچا دی

تقریظوں کا خلاصہ

سب سے اول مرتبہ انشاے ہادی النسا چھپی تو اسپر بہت سے لائق آدمیوں مثل
ڈاکٹر فیلن صاحب بہادر انسپکٹر مدارس صوبہ بہار۔ جناب ضیاء الدین احمد خان
بہادر رئیس لوہارو۔ ہندوستانی نامی اخباروں اور بعض انجمنوں نے بڑی زوردار
تقریظیں لکھیں چونکہ انشاے مذکور طبع ہو چکی تھی اس سبب سے ہم انہیں درج
کرنے سے معذور رہے لیکن اب جو پبلک کی قدردانی اور مقبول عام ہونے
کے باعث دوبارہ ترمیم کرکے چھاپنے کی نوبت پہنچی تو ہمنے انتخاباً ان موجودہ
تقریظوں کا خلاصہ لکھنا مناسب جانا جو اسوقت تک ہمارے پاس موجود ہیں
اگرچہ مختلف مقامات سے اس قسم کے بہت سے خطوط بھی آئے تھے مگر ہم
طومار کرکے دکھانے کو خودنمائی اور خودستائی سے کم نہیں جانتے اسقدر
لکھنا بھی اس وجہ سے گوارا کیا کہ شاید بعض مقامات کے حضرات اس مستورات
کی زبان کو ہو بہو وہی زبان وہی لہجہ وہی طریقہ نہ سمجھکر پایۂ اعتبار سے
گرانا چاہیں ورنہ اسکی بھی کچھ حاجت نہ تھی مصنف انشاے ہادی النساء

ترجمہ تقریظ جناب ایس ڈبلیو ڈاکٹر فیلن صاحب بہادر انسپکٹر مدارس صوبہ بہار مصنف ہندوستانی انگریزی قانونی ڈکشنری وغیرہ

ہیں منشی سید احمد کی اس انشا پردازی کی طرز کو دیکھکر لکھتا ہوں کہ یہ انشا علے الخصوص مسلمان عورتوں کے باب میں اور انہیں کی زبان میں ہندوستانی علم ادب کی کتابوں میں ایک بڑی اچھی اور عمدہ کتاب ہے اس سے پردہ نشین عورتوں کی ٹھیک ٹھیک بامحاورہ بول چال اور انکی پاکیزہ گفتگو ٹپکتی ہے۔

یہ کتاب انکے خانگی معاملات۔ انکے دلی مطالب۔ انکی مختلف خیالات انکے روزمرہ برتاؤ۔ طور۔ طریقے۔ گپ شپ۔ لڑائی جھگڑے۔ وہم۔ ہجو۔ طعنے مہنے۔ رسم ورواج۔ بچوں کے کھلانے کے ڈھنگ (جو اہل فرنگ کو اجتک معلوم نہ تھے) کہاوتیں۔ پہیلیاں۔ جن میں عورتیں زیادہ مشتاق ہوتی ہیں بہت اچھی طرح ظاہر کرتی ہے۔ ہم سے پوچھو تو اس کتاب میں مرأۃ العروس سے بھی کہیں زیادہ عورتوں کے محاورے پائے جاتے ہیں فقط

ایس ڈبلیو فالن۔ انسپکٹر مدارس صوبہ بہار۔ مقام باقی پور پٹنہ۔ ۱۱ جنوری ۱۸۷۱ء

جناب نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر رئیس لوہارو

مینے اس کتاب کو بالاستیعاب تو نہیں دیکھا جستہ جستہ دیکھا ہے مگر جو کچھ دیکھا ہے اسکو موافق بول چال مستورات اہل دہلی اور مطابق روزمرۂ زنان اوساط الناس شہر کے بہت ٹھیک اور درست پایا خصوص بابت بیان رسوم زنان اہل اسلام ہند وجنان جامع وکامل ہے کہ جس سے مولف اسکا قابل صدگونہ تحسین ہے اور سعی بلیغ وکوشش بلیغ اسکی اب توجہ وغور ناسیان سمر کشتہ

تعلیم نسواں پر اشتہار انگریزی ہوا ہے اور فی الواقع مدارس زنانہ و مردانہ کے لیئے
اسکا ترجمہ بہت مفید ہوگا اور بلحاظ ایسے سلسلہ حفظ و کتابت زنانہ تا ایں
خود وہ کلام ورزیدہ ہو سو سے دو فرابیتان کے مصنّف اُسکا رتبہ موجدی کا
رکھتا ہے۔ نواب ضیاء الدین احمد

اخبار انجمن پنجاب مطبوعہ ۱۷ رمئی سنہ ۶۹ء

یہ کتاب خاص دہلی کی بیگمات اور پردہ نشین مسلمان عورتوں کے روزمرّہ
محاورات اور بول چال کے مطابق ہے۔ عورات دہلی کی مادری بول چال
اور انکی نفیس اور لطیف گفتگو اس سے بخوبی تمام معلوم ہوتی ہے علاوہ
اسکے کہ اس لاجواب کتاب سے مستورات دہلی کی مادر زاد زبان اور انکی شادی
بیاہ غمی اور تقریبوں کی رسوم معلوم ہوتی ہیں ایک اور ترجیح اس کتاب کو
حاصل ہے جو اُس کے ساتھ کی اور کتابوں کو نہیں۔ یعنے اوسمیں بچّوں کے
امراض کے صحیح صحیح علاج بھی اُنکی طبیعتوں کے موافق اور مزاجوں کے
مطابق لکھے گئے ہیں۔ کم سلیقہ اور ناتجربہ کار مائیں اپنی ناواقفی سے اپنے بچوں
کی ترقی امراض کی خود باعث ہوتی ہیں اور معصوم بچّوں کو انکی ناواقفی سے
طرح طرح کی مضرّتیں پہنچتی ہیں اس عمدہ کتاب میں اُنکے امراض معلومہ کے سہل
علاج بتائے گئے ہیں اور عورتوں کو اونکی طرف متوجہ کیا گیا ہے
ہمنے تعلیم عورات کی اور بھی کتابیں دیکھی ہیں اور اُن سب میں مرآۃ العروس مصنفہ مولوی
نذیر احمد صاحب بہادر اوّل درجہ کی خیال کی گئی ہے۔ لیکن اس کتاب کا ڈھنگ
سب سے نرالا ہے۔ اس طرز کی کتاب ابتک سررشتہ تعلیم اضلاع شمال

یا پنجاب سے شایع نہیں ہوئی اور جس قدر اصلی محاورات روزمرہ اہل دہلی کی بامحاورہ زبان کے اُس سے معلوم ہوتے ہیں ہمارے قیاس میں اور کسی کتاب سے جو اب تک تصنیف ہوئی معلوم نہیں ہوتے گو وہ کسی اور وجہ سے اس پر ترجیح رکھتے ہو جو کام روزمرہ عورات کو پڑ سکتے ہیں اور جو باتیں اُنکی رات دن کے برتاؤ کی ہیں ان رقعوں میں ایک طرز خوش آئین سے بتائی گئی ہیں - ہر ایک رقعہ ایسا سیدھا اور صاف لکھا ہے کہ گویا کوئی سچ مچ باتیں ہی کر رہا ہے اور جس امر کا بیان کیا ہے اُسکا نقشہ ایسا جمایا ہے کہ سامع یا قاری کے دل پر اُسکا پورا اثر ہوتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اُسکی آنکھوں کے سامنے وہ بات ہو رہی ہے رقعوں کی تحریر میں ایک بات یہ بھی قابل بیان ہے کہ مصنّف نے نہایت سنجیدگی سے کاتب اور مکتوب الیہ کے مرتبہ اور منصب و حیثیت کو ملحوظ رکھا ہے مثلاً اگر رقعہ چھوٹے بچے سے متعلق ہے تو ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جنسے بھولپن ٹپکتا ہے اگر بوڑھے اور عمر رسیدہ کی طرف سے ہے تو اُسکے ہر لفظ سے متانت اور سنجیدگی برستی ہے اگر برابر والوں کی طرف سے ہے تو آپس کا شوق اور جوش محبت اور بے تکلفی اُس سے عیاں ہے غرض جو مطلب ہے اُسے واقعی خوب ہی نبھایا ہے - خوشی کی باتوں میں خوشی اور رنج کے موقعہ پر رنج کا نقشہ جمایا ہے -

اس کتاب سے شریف خاندانوں کی رسم و رواج اُنکے خانگی معاملات کے ڈھنگ اُنکے خیالات کا اندازہ مختلف اُمور دنیاوی کی نسبت اور اُنکا طریق معاشرت اور برتاؤ کا اُنکے اقران و امثال اعزّہ و اقارب بزرگوں اور خوردوں سے معلوم ہوتا ہے یا یوں کہو کہ شرفا کے گھر بار کے برتاؤ اُس سے معلوم ہوتے ہیں دریافت ہوتا ہے کہ ہندوستان کے شریف خاندانوں میں عورتوں کسطرح کیونکر اپنا رات دن صرف کرتی ہیں - بچوں کو کسطرح کھلاتی سکھاتی

بتاتی ہیں۔ اسمیں اُنکے طعنے مہنے کیونکر ہوتے ہیں کسطرح وہ شادی غمی میں کاربند ہوتی ہیں جب کہیں مہمان جانے لگیں یا جب خود میزبان ہوں تو کیونکر عمدرآمد کرتی ہیں اور اُنکے روزمرہ برتاؤ کسطرح ہوتے ہیں۔ موقعہ موقعہ پر پہیلیاں اور کہاوتیں بھی لکھی گئی ہیں

غرض ہمنے اس نادر اور عمدہ کتاب کو غور سے دیکھا اور ہماری رائے اسکی نسبت یہ ہے کہ یہ کتاب عورتوں کی تعلیم کے لئے غائت درجہ سُودمند ہے۔ آجتک اس طرز کی کتاب ہماری نظر سے نہیں گزری ہرچند مصنف صاحب اپنی تصنیف سابقہ کی بابت سررشتۂ تعلیم شمال و مغرب سے ذی انعام واکرام ہوچکے ہیں لیکن اُنکی محنت اور لیاقت جو اُنھوں نے اس کتاب کی تصنیف میں ظاہر کی ہمارے نزدیک انصافاً لائق اس امر کے ہے کہ یہاں کے سررشتۂ تعلیم میں بھی اسکا رواج دیا جاوے اور گورنمنٹ پنجاب اُسکی قدردانی فرماوے

پنجابی اخبار لاہور مطبوعہ ۲۲ مئی ۱۸۶۹ء

اس سے پہلے بہت سی کتابیں جو تعلیم نسواں کی ممدّ و معاون ہیں تصنیف ہوچکی ہیں اور اُنکے مصنّف مورد انعام بھی سرکار سے ہوچکے ہیں مگر حق یہ ہے کہ یہ کتاب ہادی النسا سب سے بڑھکر ہے جو کوئی منصف مزاج اس کتاب کو دیکھیگا بیشک ہماری دعوی کی تصدیق کریگا مسلمان عورتوں خصوصاً بیگمات دہلی کی بول چال اور روزمرہ کے محاورہ کے موافق خطوط اس کتاب میں لکھے گئے ہیں سیدھی سادھی اور بے تکلف بول چال ہے دہلی کی اکثر رسمیں بیان کی گئی ہیں جسطرح بچوں کو لوری دیتی ہیں اور سلاتی ہیں وہ کیفیت بھی لکھدی ہے۔ زلزلہ کی کیفیت پر معقول کی ہے برسات میں جو کیفیت قطب صاحب میں ہوتی ہے اُس کا

ہی نقشہ اتارا ہے برسات کی گیت بھی مناسب موقع پر درج کئے ہیں ہنڈولی میں جو گیت گائے جاتے ہیں وہ بھی لکھے ہیں۔ سہاگ گھوڑی۔ شادیانہ ٹونا۔ سیا۔ کبا وغیرہ بھی نقل کئے ہیں غرض دہلی کی بول چال اور رسم و رواج کا بیان اس خوبی سے کیا ہے کہ زبان اسکی وصف سے قاصر ہے۔ اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ دہلی اور دہلی والوں کو اور شہروں پر کیا فضیلت اور سبقت ہے مصنف نے ثابت کر دیا کہ دہلی اب بھی اہلِ کمال سے خالی نہیں

انجمن عربسرائے مورخہ ۹ جولائی ۱۸۹۵ء

(۱) ہم لوگ جناب ایس ڈبلیو ڈاکٹر فالن صاحب بہادر اخبار انجمن پنجاب و صاحب پنجابی اخبار کی رائے سے کلی اتفاق ظاہر کرکے نہایت اطمینان سے انکے قول کی تصدیق کرتے ہیں اور ہمکو یقین ہے کہ کوئی دن میں ڈاکٹر صاحب ممدوح کی ڈکشنری اس کتاب کے حق میں ایک اعلیٰ پیشینیان خیال کیجائیگی اور جس وقت لوگ اس ڈکشنری کو ملاحظہ کرینگے تو اس قسم کی کتابوں کی کمال قدردانی کرینگے

(۲) ہم مصنف کی اس موثر تحریر کو ایسا سراہتے ہیں جیسے کوئی کسی ہاتھ کے کھینچے مصور کی تصویر کو دیکھ کر اسکا مداح ہوتا ہے۔ واقع میں اس شخص نے وہ طور برتا ہے جو کسی خواندہ متعصب آدمی سے ہرگز ممکن نہ تھا کیونکہ عالم اور متعصب لوگ کبھی تصرف اور اصلاح سے باز نہیں آتے اور اس حالت میں اسکی اصلی خوبی جاتی رہتی ہے غلطۃ العام الفاظ کا ترک کرنا اور اسکا حاشیہ پر درست کر دینا مصنف کو خطائے لفظی سے بری کرتا ہے

(۳) ہماری انجمن مصنف کی اس رائے سے کمال خوش ہوئی کہ اس نے عورتوں کے خیالات کو اور لوگوں کی طرح اپنے ڈھنگ پر نہیں ڈھالا انکے شبانہ روز کی اوقات اور انکے شغل کے خیالات کا صحت ڈھنگ اور درست نقشہ کھینچدیا جو کسی

بھائی سے ممکن نہ تھا کسلیئے کہ ہم لوگوں میں یہ جبلی خاصیت ہو گئی ہے کہ اپنی بُری بات
کو اچھے پیرایہ میں ظاہر کرتے ہیں جس سے غیر ملک کے لوگ کبھی واقف نہیں
ہو سکتے اور اکثر معاملات میں دھوکا کھاتے ہیں
یہ کتاب مستورات کی طبیعتوں اور اُنکے خیالات سے ایسی مناسبت رکھتی ہے جیسے
بچوں کی طبیعت کھیل تماشوں سے۔ عورتوں کو جو ابھی تک کچھ لکھنے کی جرات نہیں
ہوئی اُسکا بڑا سبب یہی ہے کہ وہ ہمیشہ غلط اور صحیح کی تمیز کرتے میں غلطاں و
پیچاں رہتی ہیں اور ہمیشہ یہی خیال کرتی ہیں کہ ہمیں مردانہ بولی اور مولویوں کی
سی عبارت کیونکر آئے گی اور ہم کسطرح بہت سی کتابیں پڑھے بغیر اس بات پر
قادر ہونگی کہ اپنا مطلب ایکدوسرے پر بخوبی ظاہر کرسکیں۔ یہ انشا اُنکو اپنا
دلی مطلب ہر طور پر بے روک ٹوک لکھنے کی ہدایت کرتی ہے اور اُنکی طبیعتوں
کی اُمنگ اور آمد کو کسطرح روکنا نہیں چاہتی۔ ہمنے آجتک تعلیم نسوان کے
باب میں جتنی کتابیں دیکھیں اُن سب میں اسی نہایت مفید اور فائدہ مند پایا
گورنمنٹ شمال و مغرب اور گورنمنٹ پنجاب کا اصل منشا یہ کتاب پورا کرتی ہے بسر [illegible]
کہ از راہ انصاف اسپر غور کیجائے
(۴) اگرچہ ہمکو یقین ہے کہ جسطرح ہمنے پہلے اس کتاب کو ایک کراہیت کی
نظر سے دیکھا تھا اسیطرح اس زمانہ کے تمام کٹھملا اور نیم خواندہ آدمی اور علمے مخصوص
متعصب مولوی اسپر قہر کی نگاہ ڈالینگے اور جہانتک بنے گا اسکی تضحیک
اور مٹانے کے درپے ہونگے مگر ہم دعوے کرتے ہیں کہ تھوڑے سے
دنوں میں اس کتاب کی وہ قدر ہوگی جو ہمارے بیان سے باہر ہے۔ اور جس
وقت انصاف پسند اس باب میں منصفانہ غور فرمائینگے اور اسکے مصنف
کی سچی خیر خواہی اور طعن و تشنیع کی بے پروائی کی طرف توجہ کرینگے تو دل

اس کتاب کے مداح اور ثنا خواں بنینگے - اگر یہ کتاب پڑھائی میں داخل نہوئی اور
مصنف اپنی داد کو نہ پہنچا تو بڑے افسوس کی بات ہے
ہم مصنف کے کمال شکرگزار ہیں کہ اُسنے اُن اچھے اچھے محاوروں اور لفظوں
کو ظاہر کیا ہے جنپر لوگ مٹی ڈالنی چاہتے تھے اور خود غرض لوگوں نے ابھی
تک اُنکو [illegible] مانوں میں بند رکھا تھا اب انکا اچھی طرح سے ظہور ہوا
(۹) ہما [illegible] ماننا کی بھی تصدیق کرتی ہے کہ اس کتاب کی بول چال
خاص دہلی کی ہے - بلکہ بیگمات کے روزمرہ کے موافق ٹھیک ٹھیک اور
بہت درست ہے اگر اسمیں کسیکو کلام ہو تو یہ انجمن اُسمیں بخوبی بحث کرسکتی ہے

پٹیالہ اخبار مطبوعہ ۱۲ / جولائی سنہ ۷۶ء

یہ کتاب منشی سید احمد صاحب دہلوی نے ایس ڈبلیو ڈ کمسٹر فیلن صاحب
بہادر انسپکٹر مدارس صوبہ بہار کی فرمائش سے تصنیف کی ہے - اس کتاب
کے تصنیف کرنے سے مصنف کے ظاہرا یہ مقصد ہیں اول یہ کہ عورتوں
کو اپنے دل کا حال - اپنا مطلب - اپنے خیالات - اپنی رسوم - اپنے روز
مرہ کی باتیں خاص اپنی ہی بول چال میں ٹھیک ٹھیک اُس رنگ ڈھنگ
سے لکھنا آجائیں جو اُنکی فطرت و عادت کا مقتضا ہے - دوسرے یہ کہ دیکھنے
والوں کو معلوم ہو کہ ہندوستان کے قدیم دارالسلطنت کی شریف عورتوں
کا روزمرہ اور محاورہ - اُنکی طبیعت کا ڈھنگ - اُنکے مزاج کی کیفیت
اُنکی زندگانی کا طریق - اُنکی معاشرت کا طرز کیا ہے - اُن میں
بڑی بوڑھیوں کی خدمت اور ادب آداب - بچوں کی پرورش اور بیاہ بیا
کنبہ والیوں کا میل و اخلاص - میاں بی بی کے مراسم - نوکروں چاکروں

خلق سیدانیوں کا کیا تذکرہ بہت سے شادی اور غمی کے رسوم کیونکر ادا ہوتے ہیں اور
انکی نسبت انہیں ہیرو دوشیزہ قوم کے خیالات و عادات کیا ہیں ۔ تیسرے کے
یہ کہ جو انکے بیان اس کتاب کو پڑھیں انکو اس میں ایسی بہت سی باتیں ملیں جو
انکے دل کی خواہش انکے سن کے مقتضا انکی مجلس کی رونق میں داخل
ہیں جیسے کہ پہیلیاں یا ہر تقریب کے وہ گیت جو شرفا زادیاں گاتی ہیں
ساتھ ہی اسکے ایسی باتیں بھی ملیں جو انکو اپنی زندگانی کے دن کبھی نہ
ہیں کام آئیں گی اور ایک زمانے میں انکی عقل و شعور کی کسوٹی سمجھی جائیں گی
جیسے کہ دوائیاں یا گھٹی کے نسخے یا اور قسم کی بچوں کی دوائیں وغیرہ
یہ سب باتیں مقصود میں ظاہر کی گئی ہیں

جسکو کچھ نظم و نثر کا شوق ہے وہ بامحاورہ کلام پر جان دیتا ہے لیکن ظاہر
بہت کم آدمی محاورے کی حقیقت سمجھتے ہیں ۔ اکثر بڑے بڑے استادوں کی
تصنیفات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ محاورے کی حقیقت یہ سمجھے ہیں کہ کلام صرف و نحو کی غلطی سے پاک ہو
اور اس میں اہل زبان کی بول چال کے خلاف کوئی لفظ نہ آئے لیکن [illegible]
[illegible] نزدیک محاورے کا یہ ادنے درجہ ہے اصلی محاورہ وہ ہے کہ
جس طرح سے جو بات بے اختیار زبان سے نکلتی ہے اسی طرح سے ہو بہو
قلم سے نکل جائے اور یہ مرتبہ اردو زبان کے شاعروں میں یا میر پر ختم ہو گیا یا انشا
ذوق ۔ حسن ۔ انیس ۔ صبا ۔ رند کے کلام میں کچھ کچھ اسکا پتا ملتا ہے ۔ دیکھو ناسخ
اردو زبان کا بڑا محقق اور مصلح گزرا ہے اور جیسا اسکا کلام لفظی غلطیوں
سے پاک ہے ایسا اردو زبان کے شاعروں میں سے کسی کا کلام نہیں
ہے لیکن میر کے کلام سے ذرا ناسخ کے کلام کا مقابلہ کرو تو خود بخود معلوم
ہو جائیگا کہ حقیقت میں محاورہ کیا چیز ہے ۔ اب غالباً اسکا سمجھنا آسان ہو گیا

اودھ اخبار مطبوعہ ۲۲ - اگست سنہ ۸۵ء

اللہ اکبر کتاب کیا ہے لڑکے اور لڑکیوں کی اُستانی ہے ۔
جب تک ہمنے ہادی النسا کو نہیں دیکھا تھا ہمکو خیال تھا کہ کوئی ایسی ویسی کتاب ہوگی ۔
اب جو ہم نے اُس کتاب کو معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ خیال ہمارا کسیقدر غلط
تھا کہ کتاب مسطور عمدہ نہ ہوگی بے شک کتاب نہایت خوب و مرغوب ہے
اور جس کام کے واسطے وہ تصنیف کی گئی ہے اُس میں پورا پورا فائدہ پہنچا
سکتی ہے اسکے مصنف نے زبان دہلی کی پابندی کی ہے اور عورتوں کے پسندیدہ
محاورات اور روزمرہ اسمیں اس کثرت سے جمع کیے ہیں کہ آجتک کسی مصنف کو
نصیب نہیں ہوے ہم جانتے ہیں کہ اگر کوئی کتاب زبان دہلی اور وہ بھی عورتوں
کے روزمرہ میں تصنیف کی جائے گی تو گو وہ مضمون کے اعتبار سے کیسی
ہی عمدہ اور دلچسپ ہو مگر اُسکے مؤلف کو اس کتاب سے خوشہ چینی کیے بغیر
چارہ نہ ہوگا ۔ بلکہ اُس شخص کو ایک نہایت عمدہ ماخذ ہاتھ آئے گا ۔ پس اس
صورت میں نا انصافی کی بات ہے اگر ہم اسکو برا کہیں اور دوسروں کی زبان سے
اسکو برا کہتے ہوے سنیں اور اسکے مصنف پر کوئی حقارت کی نگاہ پڑنے دیں
ایمان کی بات ہے کہ ہادی النسا اپنی خوبیوں میں بڑھی ہوئی ہے
ہم اس کتاب کو ہر طرح پسندیدہ سمجھتے ہیں اور مصنف کی محنت اور مشقت پر
آفریں صد آفریں کہتے ہیں ۔

ہدایت

کو سعت انشا سے ہادی النسا [illegible] میں [illegible]

اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ تھوڑے دن ہوئے چھاپے کو کتاب [illegible]

عورتوں کے محاورے کے مطابق لکھی گئی [illegible]

مگر اس کتاب کی شہرت اور مقبولیت کا اثر [illegible]

ایسا غالب نہیں ہے کہ شمع الفصاحت کو [illegible]

تمام ہندوستان ایک طرف ہو [illegible] ہے تو ہم یہی کہیں گے [illegible]

وہی چیز ہے جسکی تعریف ہم اوپر لکھ چکے ہیں تو انشا [illegible]

میں مرآۃ العروس پر بھی ترجیح ہے —

بعض لوگ معترض ہیں کہ مصنف ہادی النسا نے صرف روزمرہ کی باتیں لکھی ہیں

ہیں مولوی نذیر احمد صاحب کی مانند کچھ ایسی باتیں نہیں لکھیں جن سے [illegible]

میں اصلاح ہو یا عورتوں کے خیالات و معلومات میں وسعت پیدا ہو — [illegible]

وہ اس کتاب کا منشا نہیں سمجھے نہ اس نکتے کو سمجھتے ہیں کہ انہی روزمرہ کی

باتوں کا ہو بہو قلم سے ادا کر دینا کیسا مشکل کام ہے — زبان کے آگے [illegible]

ہے ورنہ روزمرہ کی باتوں کا ٹھیک ٹھیک لکھنے والا ابھی تک تو ہندوستان میں پیدا نہیں ہوا

یہ ہم مانتے ہیں کہ مضمون کے اعتبار سے اس کتاب کو مولوی نذیر احمد صاحب کی

تصنیفات سے کچھ نسبت نہیں ہے لیکن اس سے مصنف ہادی النسا کی [illegible]

لازم نہیں آتی کیونکہ اس کتاب کا مقصد اور ہی منشا ہے —

آخر میں ہم منشی سید احمد صاحب کی تحقیق زبان اور کمال انشا کی [illegible] داد دیتے

ہیں اور گورنمنٹ اضلاع شمال و مغرب سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اس کتاب کو [illegible]

قدر کرے گی اور ہندوستانیوں سے متوقع ہیں کہ وہ تعصب [illegible]

گے اور انصاف کے رو سے اس کار نمایاں کو دیکھیں گے

[illegible] پیش [illegible] ہوئے [illegible] کے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہیں [illegible]
[illegible]
درست کریں

[illegible]

[illegible]

اشتہار کتب موجودہ

ارمغانِ دہلی (حصہ اول) یہ کتاب [illegible]
[illegible] اور ایک [illegible]
[illegible] ہیں [illegible]
[illegible] کیا گیا ہے - قیمت فی جلد [illegible] محصول [illegible]

طبعی تعلیم - اسمیں [illegible]
[illegible] طبعی تعلیم [illegible]
قیمت فی جلد [illegible] محصول [illegible]

انشاء ماہ لقا [illegible]
[illegible] اپنے خیالات کے موافق لکھے ہیں جن مضمون [illegible]

چھپا ہے وہ بھی اکثر ہاتھوں ہاتھ بک گئی ہیں بچوں کو کھلانے کے فقرے مع لوریاں۔
اور شادی کے گیت یہ ساری باتیں اس میں موجود ہیں۔ عورتوں کیلئے نہایت شوق سے پڑھنے کے لائق ہے
اب دوبارہ چھپی ہے اور اسکی دو قیمتیں ہیں ایک عمدہ کاغذ کی [illegible] اول کا محصول ۱ اور دوم

تحریر النساء حصہ دوم انشاء کا دوسرا حصہ ہے چونکہ ہادی النساء میں عورتوں کو
بیاہ خط لکھنے کا طریقہ بتا دیا ہے اس میں مفصل تصریح کی گئی ہے کہ رشتہ دار مردوں مثلاً دادا۔ ابا۔ چچا۔ بھائی
بھتیجے۔ بھانجے۔ ماموں۔ خسر وغیرہ یا غیر رشتہ دار مردوں مثلاً حکیم۔ طبیب۔ بنیے۔ بقال۔ بزاز۔
سوداگر۔ وغیرہ سے کیونکر کام لیں تو انہیں بھی کسی کی محتاجی نہ ہو اسلئے اسکا دوسرا حصہ لکھکر
خط و کتابت کی تعلیم دی ہے اسکی پہلی **فصل** میں رشتہ دار مردوں اور [illegible]
دوسری فصل میں غیر رشتہ دار مردوں کو خط ہیں جنسے لین دین و حساب کتاب کے تعلق
مختلف ضرورتوں کا سلیقہ سمجھ میں آتا ہے **تیسری فصل** میں نوکروں چاکروں کو
خط اور وہ خطوط جو سرکار دربار کیطرف سے عورتوں کو بطور پرائیوٹ سکرٹری لکھنے پڑتے
ہیں۔ خاتمہ پر خوشنودی کی ایک عرضیاں بھی لکھدی ہیں قیمت فی جلد ۳؍ محصول ۱؍
تھوڑی سی جلدیں بچ گئی ہیں

کنز الفوائد یہ کتاب تعلیم و تدبیر کے مناظرہ میں ایک عجیب [illegible]
لطف آمیز حکایت میں لکھی گئی ہے اور اسپر گورنمنٹ سے دو سو روپیہ کا انعام
بھی مرحمت ہوا ہے۔ قیمت فی جلد ۴؍ محصول ۱؍

تنبیہ یہ کتابیں مصنف ہی کے پاس سے مل سکتی ہیں دوسرا نہ چھاپ سکتا نہ
بیچ سکتا ہے جسے ان کتابوں کی خریداری منظور ہو وہ منشی سید احمد دہلوی سپرنٹنڈنٹ
مطبع سرکاری لاہور سے بذریعہ منی آرڈر قیمت بھیجکر منگالے اور اگر زیادہ جلدیں
منظور ہوں تو [illegible] کسی کو بھی زیادہ بھیجے۔ مگر یہ کہ لالہ [illegible] تاجران کتب
فروش دہلی [illegible] ہادی النساء کی جلدیں فروخت ہو چکی ہیں وہاں سے بھی مل سکتی ہیں۔ سید احمد

Note by S. W, Fallon Esq , M. A. Ph. D Halle.
Inspectors of Schools Behar Circle.

Author of the Law and Commercial English and Hindustani Dictionary, and compiler of the New Hindustani and English Dictionary.

Munshi Sayid Ahmad's specimens of espistolary correspondence between Mahomedan women in their own ge are a valuable contribution to vernacular Hin- literature They set before us the true mother- of the Mahomedan population, and they afford an into their domestic relations, their sentiments, s, ways, gossip, scandals, quarrels, imprecations, itions, customs, ceremonies and childrens' amuse- ll of which have never yet been revealed to Euro- together with the proverbs and riddles in which the so greatly excel. The work contains more idioms language of women than are to be found in Miratul-

BANKIPORE,
h January 1875.

S. W. FALLON.

nd Edition, 1050 Copies.

بحضور

جناب سی آر ایم ایلیس صاحب بہادر

سی ایس قائم مقام ڈپٹی کمشنر فیض آباد

یہہ کتاب انکی اجازت سے

بکمال ادب بطور اظہار شکر گزاری و احسانمندی

منسوب کیجاتی ہے

To

C. L. M. EALES ESQUIRE C. S.,

Of Oudh Commission,

THIS HUMBLE WORK IS WITH KIND PERMISSION.

DEDICATED

BY HIS GRATEFUL SERVANT,

AZIZUDDIN AHMED.

—:o:—

تمہید

اس کتاب کو پبلک کے روبرو پیش کرتے ہوئے مجھے بہت پس و پیش ہوتا ہے [illegible] پیش کچھ اسکے پڑھنے والوں کے خوف سے ہے اور کچھ دینے والے کی الزام [illegible] سے۔

یہ کتاب دل بہلانے یا مذاق کی غرض سے نہیں لکھی گئی [illegible] اردو [illegible] لٹریچر کی ترقی اس سے مقصود [illegible] یہ ایک [illegible] گروہ کی سوشل حالت کا فوٹو کھینچا گیا ہے جو نوکر افسر کی نالائقی سے چاہے اچھی طرح [illegible] تصویر [illegible] اور [illegible] نالائقی کے سبب [illegible] بھی نہ ہو سکے۔

اس گروہ کا فوٹو جسکی چال ڈھال [illegible] ترقی ملک کی بہت کچھ منحصر ہے [illegible] تعلق [illegible] ایسے [illegible] کو چھوٹے چھوٹے عہدے والوں سے [illegible] ہم [illegible] افسروں سے نہیں رہتا اور [illegible] تحصیل اور تھانوں میں کام کرنیوالے خلقت کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور [illegible] وہ ایسی [illegible] بیٹھنے والے حکام سے نہیں پہنچ سکتا۔

یہ [illegible] کی افضل [illegible] کی [illegible] [illegible] شمار [illegible] ہیں [illegible] میں [illegible] لوگ ایسے [illegible] ریاست میں [illegible] دلی شوق تھا [illegible] [illegible] کے فائدے [illegible] میں [illegible] [illegible] [illegible] ہندوستانی [illegible] [illegible] [illegible] افسروں کی قدر منزلت بڑھا [illegible] [illegible] اول [illegible] [illegible] ہو [illegible] خدمت کا [illegible] دو چار ضلع [illegible] زمانہ کے [illegible] کی بابت ہر ضلع میں دو چار [illegible] یہ ترقی [illegible] ہوئی وہ افسروں کے درجے [illegible] خیال میں

دیانت [illegible] گویا ہمیشہ نہیں آتا
[illegible] سوسائٹی کے نقصان [illegible]
اور [illegible]
شامل ہوتے ہیں [illegible] ایک بار کی ترقی [illegible]
[illegible] ہوتے ہیں وہ ہمیشہ [illegible] ہوتے ہیں کیونکہ [illegible]
[illegible] لوگ [illegible] جو [illegible]
اور [illegible]
انمین بھی موجود ہیں لیکن [illegible] انکے اثر سے
سوسائٹی ضرور اچھی ہو جاتی ہے اور رشوت سب نقائص
کم ہو جاتے ہیں دیکھیے ہماری قوم [illegible] کی ہے اول درجہ کی
سوسائٹی ہے آپس میں رشوت نہیں ہے فریب یا اسی قسم
کمینہ پن کے جوڑ توڑ جو ہندوستانیوں میں رائج ہیں اسقدر
کم پائے جاتے ہیں جتنا ہندوستانیوں میں زیادہ—

رشوت کے علاوہ ہندوستانیوں میں ایک بڑا
نقص آجکل بد اندیشی اور خود غرضی کا پڑگیا ہے جسکی وجہ سے
ہم نے ہر جگہ دیکھا ہے کہ [illegible] کی سوسائٹی ہمیشہ تنگ
رہتی ہے اور وہ جوڑ توڑ اس قسم کے ہوتے ہیں [illegible]
نہیں آتے اور انکا حکام بھی بوجہ اپنی ناواقفیت کے
اکثر دھوکا کھا جاتے ہیں اور انصاف کا خون ہو جاتا ہے
میں نے اس غرض سے یہ ایک مختصر سی کتاب بطور
آزمائش کے لکھی ہے اور بہت سی [illegible] ایک
فرضی طور پر اپنی سوسائٹی کے حالات کو ملک کے [illegible]
اس امید سے پیش کیا ہے کہ شاید اب بھی قوم کو
غیرت آئے اور اپنی اصلاح کرے

اگر یہ کتاب [illegible] تصنیف پسند خلائق ہوا تو
میں اپنی دوسری محنت میں کسی قدر طوالت کے ساتھ
کل محکموں کے حالات لکھونگا اس کتاب میں اختصار
[illegible] اس [illegible] کو [illegible] کہ [illegible]
[illegible] معلوم ہوتا ہوگا اور آپکے لیے [illegible]
مجھکو امید ہے کہ [illegible]
افسروں کو زیادہ مفید ہوگی [illegible]
[illegible]
[illegible] حالات سے واقفیت [illegible]—

میں آخر میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] قسم کی کوئی ہدایت دینے کے قابل ہوں تو انکی
اصلاح کی کوشش کرونگا—

خاکسار

عزیز الدین احمد ۔ بستی [illegible]

باب اول

فیروزنگر

ضلع فیروزنگر میں بہت دنوں سے [illegible]
مسٹر [illegible] صاحب [illegible] ضلع مذکور [illegible]
کیا کرتے تھے انکی تعلیم [illegible]
دیتا اور آخر کار [illegible]
ایک بڑا [illegible] قطع کے [illegible] تھے کہ [illegible]
خوشامد انکو پسند تھا لیکن پھر بھی [illegible]
ہندوستانی شرفا کی بڑی قدر و منزلت کرتے تھے
اس ضلع میں بہت [illegible] سے تھے اور عموماً لوگ
انکو پسند کرتے تھے جو کچھ انمین نقص تھا وہ یہ ہے کہ
[illegible] کاموں میں کاہل تھے اور اس سبب ضلع میں [illegible] کا
بڑا زور تھا فیروزنگر [illegible] اضلاع میں بہت ہی اچھی

نکلتی تھی ان دنوں [illegible] گورنمنٹ سب کچھ تھا بہت سی
[illegible] کی قابل وہ تھیں

اس میں سے پہلے ایڈیٹر دو دوستوں کو ناظرین
[illegible] کے سپرد ہیں۔

سید [illegible] حسین و لالہ پیارے لال۔

یہ دونوں صاحب بھی [illegible] یاد کری
[illegible] ہے۔

سید [illegible] حسین راجہ [illegible] حسین [illegible]
[illegible] کے فرزند تھے۔ راجہ صاحب [illegible]
بڑے [illegible] فیاض اور عالی حوصلہ تعلقہ دار تھے سالانہ
ہزار روپیہ خیرات میں اٹھتا تھا اور اسی فیاضی کی
بدولت وہ مقروض ہو گئے تھے۔ ایک سال [illegible]
بہت [illegible] فیروز [illegible] مسلمانوں میں جھگڑا
ہوا تھا بڑی لاٹھی چلی راجہ صاحب کو ان تعصبات
[illegible] تھے لیکن [illegible] لوگوں نے پیشوا [illegible]
سمجھکر انکو بھی [illegible] کر بھی کچھ ناراض ہو گئے
[illegible] آگئے اور بہت روپیہ خرچ ہوا
تو آخرکار راجہ صاحب [illegible] ہوئے لیکن [illegible] استقدر [illegible]
کہ وہ بھی [illegible] سب ریاست بک گئی اور راجہ
صاحب بھی [illegible] سال سے آخرت اختیار کی جب راجہ صاحب
انتقال کیا سید [illegible] حسین کی عمر صرف [illegible] برس کی تھی
[illegible]
[illegible]
[illegible]
بی اے تک انگریزی تعلیم پائی تھی [illegible] علوم میں بھی
دستگاہ کامل رکھتے تھے راجہ صاحب کے انتقال نے [illegible]
کو کالج چھوڑنے پر مجبور کیا چونکہ اور کوئی معاش باقی نہ تھی

لہذا نوکری [illegible]

سید [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اس سال [illegible]
[illegible]
بہت رنج تھا اور [illegible]
بڑی [illegible] آئے اور کمال محبت سے اظہار
تاسف فرمایا اور نہایت تشفی دی [illegible] کا حکم دیا
[illegible]
انگریز تھے لہذا [illegible] نوکری [illegible] نہیں کرتے تھے
اسی لحاظ سے [illegible] میں کام کرنے کا حکم دیا۔

لالہ پیارے لال [illegible] لال [illegible] ساکن [illegible] تھے
قوم کے کائستھ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] لال [illegible] رہنے والے تھے اور [illegible]
[illegible]
[illegible] انکے بچے [illegible]
خرچ تھا منتظم آدمی تھا [illegible]
[illegible] ہوتی چلی جاتی تھی جب [illegible] پیارے لال امتحان [illegible]
فیل ہوئے اتفاق [illegible]
[illegible] لال کو خوش انتظام آدمی تھے [illegible] آپ خیال [illegible]
[illegible] میں کوئی [illegible] لیکن [illegible]

اور ایسی ہی پریشانی سے [illegible] بہت قابل آدمی تھی کا
عہدہ [illegible] کے پنچایت [illegible] مشہور ہوئے بڑے خداترس اور
[illegible] عیسائی تھے پیدون لال کی
[illegible] حالت سے وہ [illegible] آگاہ تھے [illegible] ایک تو
بیچارے اس [illegible] کرتے
پیدون لال کی سفارش کر دی [illegible]
کرنے لگے —

باب دہم

دیانت [illegible] اور پیدون لال کی [illegible] عادت

قبل اسکے [illegible] مصنف کو
ضروری [illegible] عادت
اور [illegible] آگاہ [illegible]
پیدون لال [illegible] الفاظ
خوشامدی آدمی [illegible] کہتے تھے اور
سب کو [illegible] کیا کرتے تھے —

[illegible] اور [illegible] کو
کو [illegible] سب کی [illegible] داری کرتے تھے
اور اسی [illegible] تھے ایک [illegible] اتفاق
منشی خوشوقت لال [illegible] صدر کچہری [illegible] تھے
صاحب [illegible] آدھ آدمی [illegible]
[illegible] ایسا ہوتا ہی کہ
وہ کبھی [illegible] حاضر ہو چکے تھے جیسے ہی [illegible] اسی
[illegible] پیدون لال [illegible]
[illegible] ہوئے [illegible] ان کا
بالکل [illegible] کچہری آتے ہی تھے کہ وقتاً انکو دست آنے
شروع ہو گئے اور [illegible] ہو گئے کہ آنے کے قابل نہ

تھے حضور میں اطلاع [illegible] کو کہہ دیا تھا مگر [illegible] کام میں
پھنس گیا [illegible] بھول گیا [illegible] معافی [illegible]
اس پر [illegible] وہ فوراً [illegible] اول [illegible] اطلاع
منشی خوشوقت لال کی غیر حاضری سے ناراض نہیں ہوئے
دوسرے [illegible] کچہری آئے [illegible] پیدون لال [illegible]
اسی طرح ایک [illegible] پیدون لال [illegible] کمشنر کی کچہری
میں بیٹھے ہوئے تھے کوئی [illegible]
پنڈت [illegible] اطلاع [illegible]
اطلاع ہے اور پنڈت جی سے کچھ عداوت تھی [illegible]
اسکی کچہری کی اور [illegible] پیدون لال کی جھوٹی [illegible]
اس معاملے میں بھی [illegible] ثابت ہوئی [illegible]
بات بالا رہی —

ایک روز [illegible] صاحب [illegible]
کلکٹری کچہری میں تھے وقتاً انکے گھر سے اطلاع آئی کہ
انکی صاحبزادی نہایت علیل ہو گئی ہے صاحب موصوف اسکو
بہت ہی [illegible] گئے [illegible] اور [illegible]
[illegible] پیدون لال [illegible]
آپ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اطلاع [illegible]
آیا اور [illegible] منشی جی نے اپنا
حق [illegible] جیسے [illegible]

نکالا مٹھی بند کرکے منشی جی کی طرف ہاتھ بڑھایا
منشی جی نے بھی جلدی سے اسکی مٹھی کھولی ڈبل پیسہ دیکھکر
سخت برہم ہوئے غصہ میں ایک تھپڑ زمیندار کو مار دیا اور
کچہری سے نکلوا دیا زمیندار نہایت شریر تھا جیسے ہی صاحب
آگے آئے برآمدہ ہی میں کل قصہ کہہ سنایا صاحب نے اجلاس پر
بیٹھتے ہی پوچھا کہ منشی یہ کیا کہتا ہے؟

منشی — حضور کچھ نہیں یہ میرے پاس تاریخ دریافت کرنے
آیا تھا میں نے اس سے کہا کہ باہر کا لسٹ لٹکتی ہے جا کے
دیکھ لے اسپر اس مردود نے میر دیانت حسین کو ایک
پیسہ دکھلا کر کہا کہ تم چلکر بتلا دو مجھے غصہ آیا کہ اتنے بڑے
رئیس ادنے کو اسطرح مبتذل سمجھتا ہے میں نے ایک
طمانچہ ضرور مار دیا اور خداوند نعمت یہ آدمی نہایت
شریر و مفسدہ پرداز ہے۔

صاحب — دیانت حسین تم بتلاؤ کیا ہوا۔

دیانت حسین — حضور یہ تو سچ ہے کہ اسنے کتنی بار کی
تاریخ ضرور دریافت کی تھی منشی جی نے کوئی شے جسکا
نام ”حق“ بتلایا اس سے طلب کی اسنے ایک مٹھی کے
طور پر ایک ڈبل پیسہ دکھایا منشی جی کو غصہ آیا ایک
تھپڑ مار دیا مجھسے کچھ واسطہ نہیں اور نہ اس غریب نے
مجھے کچھ دینے کو کہا —

منشی جی (آہستہ سے) دیانت حسین کیا غضب کرتے ہو
(زور سے) اجی اپنا ایمان سنبھالئے میاں صاحبزادے!
خداوند نعمت حضور میں ہر بات صاف کیا جاتا ہو —

مسٹر پارکر سررشتہ دار صاحب پر بہت خفا ہوئے اور
گو اپنی نیکی سے اسوقت رفت گذشت کر دیا لیکن جبھی
آخر اسکا بڑا اثر ہوا اور اسی دن سے دیانت حسین اور
میر محمد حسین سررشتہ دار میں ظاہر طور پر ناتفاقی ہو گئی —

باب سوم دیانت حسین کی پہلی نوکری

چند روز بعد نائب واصل باقی نویس نے چند روز کی
رخصت لی سررشتہ دار نے تو پیارے لال کے لیے بہت کوشش کی
مگر مسٹر پارکر نے دیانت حسین کو عوض مقرر کیا دیانت حسین کو
ایسی چھوٹی چھوٹی نوکریاں نہایت ناپسند تھیں اور اسمیں وہ
اپنی توہین بھی سمجھتے تھے لیکن مسٹر پارکر کی ضد نے مجبور کیا
اور بیچارے کو یہ ذلتیں بھگتنا پڑیں دوسرے دن وقت مقررہ
کچہری گئے وہاں عجب تماشا دیکھنے میں آیا منشی خانہ میں کیا کہوں
کیا ہو رہا تھا کئی درجن لالہ اور دو چار مسلمان سب ایک نئی وضع کے
بڑی بڑی نوکدار پگڑیاں باندھے عینکیں لگائے اور ایک ایک
قلم کان میں کھونسے خوش گپ اڑا رہے تھے میر دیانت حسین نے
جاتے کسیقدر مسکرا کر دریافت کیا کہ مجھے کہاں بیٹھنا ہو گا“۔

محرر کلیات — گر بر سر چشم من نشینی نازت بکشم کہ نازنینی
اس گستاخ جواب پر تمام عملوں نے بڑے زور سے قہقہہ لگایا
اور دیانت حسین ایسے جھینپ گئے کہ انکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے
شاید تمام عمر میں ایسی بیہودہ گفتگو انھوں نے کبھی سنی بھی
مگر خدا جانے کیا سوچکر یہ اس بیہودہ پن پر متوجہ نہوئے اور
ایک الماری کے پاس جہاں سررشتہ واصل باقی نویس لکھا تھا
بیٹھ گئے اور لالہ جسونت لال واصل باقی نویس نے کسیقدر
اخلاق سے بٹھلایا۔

دیانت حسین — میں نے تو کبھی یہ کام نہیں کیا لیکن
جو بتلائیے میں کروں۔

واصل باقی نویس — ابھی توزیع تحصیلوار اور نقشہ جات
ماہواری سب بنانے کو پڑے ہیں جو آپسے ہو سکے کیجئے
میر دیانت حسین نے پہلے پچھلی سہ ماہی کے تمام نقشہ جات اور
توزیع وغیرہ کو دیکھا اور انکے طریقہ پر غور کیا جب سمجھ میں آگئے

خود اسپ نقشے بنوا لئے اور خود ہی انگریزی مین ترجمہ
کر کے سر دفتر کو دے آئے تمام کاغذات جو پریشان چھپے ہوئے تھے
انکو تعمیلوار مرتب کر کے بستہ مین باندھ دیا انکی تیزی اور
ذہانت دیکھکر عملے یون باتین کرنے لگے۔

ایک ۔ لونڈا غضب ہی پھرتی آس ہاتھ چلتے ہین۔

دوسرا ۔ اور خوش خط بہت ہین۔

تیسرا ۔ بھائی ہوشیار کی کیا بات۔ سچ ہے حقیقی نونہال
برگ چرب۔

چوتھا ۔ مدارخود بہت ہی تھوڑی تین دن یہان ٹھیک جاینگے

پانچوان ۔ اجی کب تک چھپیگی کبری پتون کی آڑ مین +
آخر کو عام ہوکے بیگی بزار مین +

دو ہی تین دن مین سید دیانت حسین نے اپنی لیاقت کا
سکہ بٹھلا دیا اور سب پچھلا کام صاف کر دیا۔ گو انکی لیاقت کے
سب قائل تھے مگر اسکے ساتھ ہی خائف بھی تھے جبتک یہ
کچہری مین رہتے داد و ستد بالکل مسدود رہتی کوئی زمیندار
بات تک نکرتا۔

ایک روز لالہ خوشوقت لال دیانت حسین کو علیحدہ
لیگئے اور یون تقریر کی۔

مہربان من ابھی تم کا او تمھا عمر کیا۔ منھ سے دودھ
شیر مادر کی مثال عنبر بیز ہی اور ابھی چشم بد دور عقل داڑھ تک
نہین نکلی یہ مان تک نہین کہ ہونہار ہوشیار ذی ہوش ہو
عاقل ہو شعور دار ہو بڑے پدر کے پسر ہو اور نیک اختر کے
فرزند ہو مگر ناتجربہ کار ہو۔ نوکری موسی کا خانہ نہین خمار خمیری
نوکری سب کوئی حصول مطلب کے واسطے کرتا ہے تنخواہ اور زمانہ
ایسی قدر سے قلیل ہے کہ گذارا وقات کیلئے رشوت احکام کچھ چند
نا ہین کرتے انکے حساب کا لی رعایا سب بے ایمان ہوگئے وجہ
جو نہ لے وہ پھر یار من ایسے وقت ہاتھ نہ لینا بیوقوفی نہین

تو کاست۔ سنو میان صاحب تم مسلمین ہو تمھارے مذہب مین
انگریزی کی نوکری تک گناہ ہے جب ایسے بڑے گناہ [illegible]
مرتکب ہوئے تو ہماری دانست مین [illegible]
چاہئے اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
میان [illegible]
فرشتہ [illegible]
[illegible]
[illegible] ثبوت نہین ہو سکتا [illegible]
معاملہ [illegible]
ہمارا نو اصح یا حق حقوق دیکھا [illegible]
نہ ہم زور کرتے نہ کرتے جبر جو دیتا [illegible] کی تو کاٹ [illegible]
آیندہ میان صاحب آپ جانین اور آپکا کام مگر ہمسے
ہمارے شکوہ نہ کیجیے گا کہ دیوان جی تنہا خوری کر گئے۔

دیانت حسین نے اس لکچر کو سنا اور یہ جواب دیا۔

مجکو اس سے معاف رکھیے مین آپکا شکر گذار ہون آپنے
میرا ابھی خیال کیا مگر منشی جی مین اس قطع کا آدمی ہی نہین
فاقہ پر فاقہ کرونگا لیکن اپنے نام کو [illegible] نہ ہونے دونگا
اگر آپ مجھسے خفا ہوتے ہون تو اس [illegible] انکی بات
غرض ہوا اور وہ کوئین کیون رہ گئے گا۔

قصہ مختصر میر دیانت [illegible] سے آسودہ [illegible]
[illegible] مشہور ہو گیا [illegible]
[illegible]
نے بھی انکے کام سے [illegible]
کرنے لگے۔

باب چہارم مویشی خانہ

وہ ہی دن تھے جب میر دیانت حسین کی بیکاری کو گذر چکے
کہ تحصیلدار صاحب حضرت پور کی ایک رپورٹ آئی اسکا
مضمون یہ تھا کہ دفعتاً محرران مویشی خانہ چرا و مراد پور بیمار
ہو گئے او تحصیل میں کوئی امیدوار ایسا موجود نہیں جس سے کام لیا جا
سکے ... آخر وقت جو شخص مقرر ہو جائے [illegible]
... کسی خاص شخص کی ضرورت ہے لیکن بشخص دیانت حسین کو
پریشانی ... کی ضرورت ہے جناب حضور پیرون لال
اور دیانت حسین بھیجے جائیں -

صاحب - ہون -

صاحب کا منظور کرنا تھا کہ غریب دیانت حسین گھبرا اٹھے
اور وہ ابھی ... پریشان ہوئے کہ صاحب کی ڈوال حضور
کانجی ہوس کی نوکری پر بھیجے نہ بھیجے -

صاحب - تم چپ کرو ہم تھا ہی ملکی بدی ہم خوب
سمجھتا ہے ہم جو حکم دیتا تعمیل کرو - اور یہ یاد رکھو کہ شہر روم
ایک دن میں آباد نہیں ہوا تھا -

اب اسکا کیا جواب ہو سکتا تھا سوا اسکے کہ سچ -

بہر ... ہرچہ آید بکار

اب جبکہ تفصیل میں ہو چکے چرا اور مراد پور کے حالات
دریافت کئے تو دیانت حسین کو اور بھی وحشت ہوئی
چرا دریائے گنگا کے متصل ایک پولیس اسٹیشن تھا وہاں
مویشی بھی نہیں آتے تھے اور نہ کوئی آباد جگہ تھی وہاں لالہ پیرون لال
تعینات ہوئے - مراد پور نام تو اچھا ہے لیکن جگہ ایسی بری ہے
کہ خدا کسی انسان کو نہ لیجائے ڈھائی کوس چاروں طرف
گانوں کا نام نہیں سرکنڈے جنگل بہت تھا اسی وجہ سے مویشی
بکثرت آتے تھے ٹھیک جنگل میں مویشی خانہ تھا وہیں ہا
ہمارے دوست میر دیانت حسین تعینات ہوئے -

لالہ پیرون لال نے تو پہونچتے ہی تھانہ کے لوگوں سے
اور گرد و نواح کے بدمعاشوں سے دوستی بڑھائی اور کچھ ایسا
معاہدہ کر لیا وہ لوگ راتوں کو نکل جاتے سو سو پچاس پچاس
مویشی ہانک لاتے انہیں سے دس پانچ رجسٹر میں چڑھائے
جاتے اور باقی سب علیحدہ رہتے خوراک مویشیوں کو پیرون لال
ہی پر کیا منحصر کوئی محرر دیتا ہی نہیں لہذا خوراک اور فیس
دونوں ہضم - پیرون لال نے اس نوکری کو بہت پسند کیا
اور مستقلی کی دعائیں کرتے تھے گیارھویں روز وہاں کا
محرر اچھا ہو گیا اور پیرون لال واپس آگئے - اس گیارہ
دن میں پیرون لال نے دس بارہ روپیہ علاوہ تنخواہ خوراک کے
بنائے شاباش -!

برعکس انکے ہمارے میر دیانت حسین کو مویشی خانہ عذاب جان
ہو گیا پہونچتے ہی ایک آدمی چرواہا نوکر رکھا بھوسہ الگ
منگوایا پانی کو نا ندین گڑوا دین مویشیوں کی اذیت انسے
دیکھی نہ جاتی تھی لہذا جو سرکار سے ملتا تھا اس سے دونا یہ
اپنے جیب سے مویشیوں کو کھلا دیتے تھے تنہائی کا یہ عالم کہ
چار چار دن تک آدمی کی صورت نہیں دکھائی دیتی تھی
کچھ کھانے کو ملتا تھا نہ کوئی آدمی بات کرنے کو شوقیہ
کی نوکری نہیں کی بلکہ خود داخل کانجی ہوس ہو گئے اسی
زمانے میں مختصر سی مثنوی بھی تصنیف کی تھی جس کے چند
شعر ہم یہاں نقل کرتے ہیں -

کرنے کا نہیں یہ کام یارو	چرانا تو ہے اب سلام یارو
کب تک کوئی بھیڑیاں چرائے	کب تک کوئی سانیاں کھلائے
بی اے کی ہوئی یہ قدردانی	بھینسون کو کھلا رہے ہیں سانی
سید سے بنے اہیر اب تو	اس درجہ ہوئے حقیر اب تو
قسمت میں اگر یہی بدی ہے	اسکی تو بات ہی بدی ہے

سے کچھ کام نہین یہ کام بھائی   اسپر کوئی دیانت کے شیدائی
بہار خرابی ایسے مین دن میر دیانت حسین کو مراد پوری
ثبات ملی اور اپنے گھر آکر پھر امیدواری کرنے لگے۔

باب پنجم

دونون پھر نوکر ہوے

تین روز بعد پھر کسی انتظام مین دو عہدے خالی ہوے
ایک اہلمدی فوجداری دوسرا نائب محافظ دفتری کا کلکٹری
اہلمدی کو چند روز تک بڑا صاحب ڈپٹی کمشنر کے اجلاس
کی تھی اسلیے مشتہر کرکے دیانت حسین کو اہلمدی تفویض کیا
اور لالہ ہیرون لال محافظ خانہ بھیجے گئے۔ اہلمدی فوجداری کا
اس ضلع مین بڑی بیانت کی نوکری تھی اور شیخ کریم بخش
جو مستقل اہلمد تھے بڑے تیز اور چالاک شخص تھے انکی وجہ سے
سب کا کام بھی خوب نکلتا تھا اور انکو فائدہ بھی خوب ہوتا تھا
دیانت حسین اس قطع کے آدمی ہی نہ تھے بیچارے چپ چاپ
بیٹھے کام کیا کرتے تھے نہ کسی سے لینا نہ دینا۔ مطلب نہ غرض
اہل معاملہ کو تو پاس پھٹکنے دیتے تھے اور کسی نے کوئی نوٹ یا
غیرہ دکھائے تھے انکی ذات سے ہر کالا اور مختار وکیل بے
ہونے لگا جس کاغذ کی پہلے دو چار آنہ خرچ کرکے نقل
لے سکتے وہ اب جبتک باضابطہ نہ لین دیکھنا بھی دشوار تھا
ضابطہ کی نقل لینے مین ہزار بکھیڑے تھے پہلے درخواست پیش
اسٹامپ داخل کرین چار پانچ روز دوڑین کچھ نقلنویس کو پوجین
تب کہین نقل ملے جو وکیل کسی قدر سمجھدار اور معزز تھے
انھون نے معائنہ کی فیس داخل کرکے کاغذات دیکھنا
شروع کیا یا آئندہ خود حاکم عدالت سے زبانی کہکر مسل منگا
لیتے تھے لیکن عام لوگون کو بہت تکلیف ہوتی تھی ایکدن
دیانت حسین کچہری مین بیٹھے ہوے تھے کہ ایک مختار نے

السلام علیکم

دیانت حسین۔ آئیے تشریف رکھیے۔

مختار۔ جہانگیر والی مسل آپ ہی کے پاس ہے ذرا اپنا حق
لیجیے مدعی کا بیان ذرا دکھلا دیجیے۔

دیانت حسین۔ مختار صاحب آپ جان بوجھکر مجھے
پریشان کرتے ہین یا آپنے کبھی کسی سے سمجھ لیا ہے کہ آپ ہمکو
[illegible] درخواست دیکر باقاعدہ معائنہ کیجیے۔

مختار۔ آپ ہی منشی ہین اور سوال جوابی ہوگا یا آپ ایک
روپیہ کے عوض دو روپیہ لے لیجیے اور کیا لیجیے گا (مولا بخش نے
دو روپیہ انکے قلمدان مین رکھدیے (جو کہ ان سے چھپا)

دیانت حسین۔ آپ روپئے کو پھینک کر آپ بہتر ہے
یہان سے اٹھ جائیے۔ ہم ایسے بے ایمان لوگون سے بات
نہین کرنا چاہتے۔

مختار۔ زبان سنبھالکے گفتگو کریے منشی جی ———

ایک ایسی کڑی بات مولا بخش مختار کی زبان سے
نکل گئی جسکو دیانت حسین برداشت نہ کرسکتے تھے انھون نے
فوراً اجلاس مین جاکر کل حال بیان کیا اور مستغاث انکا دل
بھرا ہوا تھا کہ دوران گفتگو مین وہ رشوت لینے مشہور کرینگے
اس بات کا بڑا اثر ہوا اور ایسا غصہ آیا کہ فوراً [illegible]
بلکہ مولا بخش پر مقدمہ قائم کیا مقدمہ قائم ہوتے ہی
سب پرانے نقشن کے وکیل مختار اور عملہ عمال صدر مولا بخش
کی طرف ہوگئے بیچارے دیانت حسین کی طرف کوئی نہ تھا
صرف بابو کیدار ناتھ ایک وکیل بنگالی کورٹ [illegible] اس
ضلع مین ایک نامی وکیل تھے انکی شہادت [illegible] سے بیان
مستغیث کی تائید ہوئی انھون نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ
اس ضلع مین سوائے دیانت حسین کے کوئی عملہ ایماندار
نہین ہے"

دیانت حسین کے پیشتر چالوک [illegible]
منگوا لیتے تھے مگر دیانت حسین نے وہ دستور [illegible]
اب بجز اسکے کہ نفس معاملہ داخل کرکے [illegible]
مسل بھیجیں اور کوئی ذریعہ [illegible]
محافظ خانہ سے جب بھی معاملہ منگوا کر دیکھتے چنانچہ مسٹر پارکر
نے جب منگوا کر دیکھا تو واقعی بڑا فرق نکلا دیانت حسین کے
زمانہ قیام متفرقی میں آفس [illegible] داخل ہو
اور اسکے قبل کبھی ایک روپیہ بھی اس اجلاس کی بابت
داخل ہوا تھا۔

مسٹر پارکر کو پورا اطمینان ہو گیا کہ دیانت حسین [illegible]
بیانات سچ ہیں انھوں نے مولا بخش پر [illegible]
اور دیانت حسین کی نسبت بہت اچھے الفاظ [illegible]
تجویز میں شکریہ ادا کیا۔

اس مقدمہ کے بعد دیانت حسین سے لوگوں کی [illegible]
بہت بڑھ گئی اور یہ انکی [illegible] وہیں کھلنے لگے مگر مسٹر پارکر کا
خیال انکی طرف سے بدظن نہیں ہوا۔ بلکہ وہ پہلے سے زیادہ
خاطر کرنے لگے حسن اتفاق سے انھیں ایام میں [illegible] محمود حسین
[illegible] رحمت پور [illegible] مسٹر پارکر نے فورا دیانت حسین کو
وہ جگہ دی یہ تقرر عملوں کو جسقدر خوشی [illegible]
خود ہی اندازہ کر سکتے ہیں میر دیانت حسین نے نہایت
شکر گزاری سے یہ عہدہ قبول کیا اور روانہ [illegible] ہو گئے

باب ششم

لالہ پیرون لال کی محافظ دفتری

[illegible] پیرون لال بھی اپنے کام [illegible]
[illegible]
[illegible]

سب عملوں میں [illegible] ہو گئے پہر وقت ہنسی دل لگی کی [illegible]
کلیجہ میں [illegible] کل عملوں میں پیرون لال کی [illegible]
[illegible] تعریف تھی - میر خادم علی محافظ دفتر ایک سیدھے سادے
[illegible] مسلمان تھے پیرون لال کی اطاعت سے
[illegible] شفقت سے کام نکالتے تھے لوگوں کو
تعجب [illegible] پیرون لال نے تمام ذمہ داری کے کام اپنے ہاتھ میں
لے لیے اور [illegible] میں ایسے ایسے اعتراض نکالنے
شروع کیے کہ [illegible] علی الخصوص الہدان تحصیل [illegible] فرق
[illegible] ان لوگوں نے اپنا سالانہ حق [illegible]
[illegible] میر خادم علی [illegible] تو تھے نہیں وہی
[illegible] پیرون لال کی ان سب تیزیوں سے [illegible]
خوش [illegible] پیرون لال کی خوش اخلاقی اور اطاعت
[illegible] محافظ خانہ [illegible] پیرون لال
[illegible] نائب محافظ دفتری کرتے تھے ظاہری سامان بھی
درست کرنا شروع کیا پرانا مکان بھی چھوڑ کر ایک کمرہ اپنی
نشست کے لیے کرایہ پر لیا - یار آشنا جمع ہونے لگے ناچ رنگ کا بھی
شوق چرایا شراب بھی اڑنے لگی الغرض نائب محافظ دفتر ہونے کا
انکا مزاج دوسرا ہو گیا انکی نائب محافظ دفتری کے تقرر کے ہی
دن بعد ہولی آئی [illegible] دوستوں کے اصرار اور نئی نئی نوکری کے
امنگ نے مجبور کیا ہولی کا جلسہ انکے یہاں قرار پایا تمام عمال اور
ہندوستانی حکام کو نیوتہ دیا قرب وجوار کے زمیندار بھی آئے بابو
[illegible] کے [illegible] ایک بوسیدہ شامیانہ مانگ لیا وہی استادہ
کیا گیا تختوں پر فرش بچھا ولایتی شراب کی بوتلیں اور شیشے کے
گلاس ایک طرف اور ہندوستانی شراب اور مٹی کی کجیاں دوسری طرف
رکھی ہوئی تھیں دو تین رنڈیوں کا ناچ تھا لالہ صاحب اور عملہ
جوق جوق آتے تھے شراب پی پی کر [illegible] غل ہو جاتے تھے
اس جلسے میں دیانت حسین یوں یاد کیے گئے۔

پرون لال — واصلباقی نویس صاحب تو اب پیشکاری خوب پا گیا۔

واصلباقی نویس — کون دیانت حسین۔ چراغ سحری سمجھو سررشتہ دار صاحب ناراض۔ اور تحصیلدار ہیں منشی پرون لال ایک دن گذر دشوار ہے۔

سیاہہ نویس — اس تحصیل مین آجائین تو میان سے تو دو ہی دن مین ناکون چنے چبوا دون۔

نقل نویس — تمکو ان سے کیا حاصل جو جنکے متعدد بیان ہوئی ہے اب رقص آغاز ہوا او بی بی طورن کو بی ہو گی

اتنے مین ڈپٹی برج لال راے کشوری لال صاحب صدر قاضی اور منشی بجنا تمد صاحب منصف بھی آگئے اور ناچ آجھلنے لگا جب اچھی طرح لیمپ روشن ہو چکی ناچ شروع ہوا۔ یہ ہندوستانی حکام بھی پرانی رسم کی پابندی کے لحاظ سے برابر جلسہ مین شریک رہے۔ لالہ پرون لال کے والد کا دل پانسون بڑھا جاتا تھا اور اپنے صاحبزادے کے سپوت ہونے کی بار بار اپنے کو مبارکباد دیتے تھے۔ تمام شہر مین اس جلسہ کی دھوم تھی اور لالہ پرون لال کی سیر چشمی اور عالی ہمتی کی تعریف۔ ڈپٹی صاحبان کے تشریف لیجانے سے واقعی منشی پرون لال کی بڑی عزت افزائی ہوئی انکی زندگی کی تاریخ مین یہ پہلا دن ہے کہ ایسے جلیل القدر ہندوستانی حکام انکے مکان پر ملنے تشریف لیگئے۔

باب ہفتم

پرون لال کا عروج

خدا کا کرنا یون ہوا کہ میر خادم علی بیمار ہو گئے اور انھون نے دو مہینے کی رخصت لی مسٹر پارکر نے بعوض پرون لال یہ رخصت منظور فرمائی پرون لال کی تقرری سے ہر شخص خوش ہوا کیونکہ خوشامد اور چاپلوسی سے سب لوگ انسے راضی تھے چونکہ عنقریب میر خادم علی صاحب ہمیشہ کیلیے ناظرین سے علیٰحدہ ہونے والے ہین اسلیے ہم انکے پورے پورے حالات بتلانا چاہتے ہین۔ ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہین کہ وہ ایک پرانی فیشن کے بہت ہی سیدھے سادے مسلمان تھے بیالیس برس کی عمر تھی خضاب لگاتے تھے اولاد کوئی نہ تھی انکی نیکی اور سیدھا پن ایسا مشہور تھا کہ لوگ انکو ضرب المثل بنائے ہوئے تھے ہر شخص کے ساتھ وہ خلوص دل سے ملتے تھے اور جہانتک انسے ہو سکتا سب سے سلوک کرتے تھے بہت سے فقیر اور مساکین انکی ذات سے پرورش پاتے تھے اور واقعی وہ بہت بڑے فقیر دوست آدمی تھے جو کچھ کماتے یا خیرات مین اٹھا یا نیوتہ دہی مین صرف ہوتا جب پرون لال انکے یہان بیٹھے جیسا منتا دستے ہو گئے تو انکی یہ بات ہی کہ کام سے بالکل ناواقف تھے میر خادم علی نے بہت ہی شرافت سے انکو کام سکھلایا اور انکی عادت والد سے کہ نہین تھا دو تین مرتبہ سو سو پچاس پچاس روپیہ سے سلوک بھی کیا پرون لال بھی بیٹا باپ سے زیادہ میر خادم علی کا لحاظ کرتے تھے اور ہمیشہ ،، جناب چچا صاحب قبلہ و جہان،، القاب لکھتے تھے اس زمانہ علالت پرون لال کچہری سے لوٹ کر برابر منشی خادم علی کے پاس جاتے تھے اور بیٹے سے زیادہ انکی خدمت کرتے تھے میر خادم علی چونکہ بہت نیک آدمی تھے اسوجہ سے تمام شہر کو انکی بیماری کا افسوس تھا اور سب لوگ برابر انکے دیکھنے کو آیا کرتے تھے گو وہ کچھ ایسے بڑے بیمار نہ تھے صرف ورم جگر کی شکایت تھی لیکن وہ اپنی زندگی سے مایوس اور بار بار یہ تمنا ظاہر کرتے تھے کہ پرون لال انکا مستقل جانشین ہو جاے کبھی کبھی پرون لال سے بھی مخاطب ہو کر فرماتے کہ ،، بیٹا ہمارے بعد اپنی چچی کی بھی خبر لوگے،، اسکو سنکر پرون لال ہمیشہ رونے لگتے تھے میر خادم علی کی بیتابی کی کوئی نتھی ایک

ماہری عورت پچیس سال سے انکے پاس تھی اور اس سے
نکاح کر لیا تھا تین بچے ہو کے چکے تھے سولہ پارہ قرآن شریف
حفظ کیے تھے نمازی اور پابند شرع ایسے تھے کہ تمام شہر مین انکا
شہرہ تھا خادم علی کو اسی کا بڑا خیال تھا اور انکو اپنے مرنے
مین کچھ بھی رنج نہ تھا تو اپنی انھین اپنا نہ کی بیکسی اور
لاولدی کے سبب جب ایک دن خادم علی کی تکلیف زیادہ
تحلیل ہوئے لوگون نے مسٹر پارکر سے استغاثہ کیا مسٹر پارکر
انکے قدیم دوست تھے اپنے محافظ دفتر کو بہت عزیز رکھتے تھے
انکو زیادہ بیمار سن کر بہت رنج کیا اور خود عیادت کو تشریف
لیگئے اور دیر تک تشفی کی باتین کرتے رہے دریافت کیا
کہ "علاج کسکا ہوتا ہے" کہا "ابھی تو کسی کا نہین جو جسنے
بتلایا استعمال کیا جاتا ہے" فرمایا کہ "ڈاکٹر ہر چند رونق
بہت ہوشیار ہے اسکی دوا کرنا چاہیے" [illegible] محافظ دفتر
تمام اپنی بیکسی اور لاولدی کا قصہ سنایا اور آخر مین یہ
وصیت کی "میرے مرنے کے بعد لالہ پیرون لال کو میری جگہ پر
مستقل کر دیجیے گا وہ کام سے واقف ہے اور میری بیوہ کی
بھی خبر گیری کریگا" مسٹر پارکر نے اس وصیت کو سنا اور
وعدہ کیا کہ مین آپکی خواہش ضرور پوری کرونگا آپ تشریف
صاحب کے جاتے ہی ڈاکٹر ہر چند رونق بلائے گئے واقعی
وہ بہت لائق ڈاکٹر تھے اور دوا بھی بہت جی لگا کر کرتے تھے
پیرون لال کو امید آیندہ پر بہت مسرت ہوئی اور وہ روز
دعائین مانگنے لگے کہ میر خادم علی اگر کل مرتے ہون تو آج
مر جائین – دو چار روز بعد جب پیرون لال نے دیکھا کہ آپ
نے محافظ دفتر صاحب [illegible] ڈاکٹر بابو کا علاج [illegible]
ایکدن آپ شفاخانے گئے اور ڈاکٹر بابو سے ملاقات کی

پیرون لال – بہت دنون سے آپکی ملاقات کا شوق تھا
آپکی بڑی تعریف سنی جاتی ہے –

بابو – آپکی مہربانی ہم کس لائق ہین –

پیرون لال – آپ محافظ دفتر کے یہان کبھی نہین گئے

بابو – پرسون ہم گیا رہا اب تو اچھا ہے ایک دو ہفتہ مین
کام لائق ہو جاویگا –

پیرون لال – آپ نے بڑی محنت کی فیس تو برابر
دیے جاتے ہین نہ ؟ –

بابو – نہین صاحب – ایکدفعہ کہا سے پانچ روپیہ دیا
پھر تب سے ہم کچھ نہین مانگا –

پیرون لال – گستاخی معاف مسلمان بھائی کبھی
نہین ہوتے آپ تو امیدی لگا کر علاج کرتے ہین [illegible]
کہتے ہین کہ بابو تو ناتجربہ کار ہین – [illegible]
[illegible] کہتے ہین [illegible] زمانہ [illegible]

بابو – [illegible]
ناتجربہ کہا –

پیرون لال – اب مین کیا عرض کرون جو کچھ خلاصہ
یہ ہے کہ وہ بڑا بد آدمی ہے دیکھنے ہی مین بھولے بھالے ہین
جناب انکے کاٹے کا منتر نہین –

بابو – ہمکو اب وہ اگر پچاس روپیہ دیگا ہم کبھی نہین جائیگا
یہ مسلمان بڑا انگریٹ فل ہوتا ہے –

پیرون لال – کیون جناب بابو صاحب انگریزون نے
تو خوب خوب دوائین ایجاد کین ہزار ہا زہر آپ کے
اسپتال مین ایسے ہونگے جو ہندوستانی حکیمون نے
نام بھی نہ سنا ہوگا –

بابو – او ہزارون زہر ایسا ہے کہ ایک سکنڈ مین کام تمام
کر دیے سکتا ہے

پیرون لال – جی ہان سنا تھا کہ اف لیڈ سے [illegible] زیادہ
تیز زہر ہوتا ہے –

بابو۔ نہین! ٹانڈک ٹانک ایسڈ ایک سکنڈ مین وہ نکال دیتا ہے۔

پیرون لال۔ ٹائیٹارک ٹانک ایسڈ۔ ٹانڈرک ٹانک ایسڈ یہ کوئی مینڈکی کی طرح ہوتا ہے۔

بابو۔ اونہین پانی کے مثال۔

پیرون لال وہان سے رخصت ہوئے اور رستہ بھر ٹانڈرک ٹانک ایسڈ کا نام یاد کرتے آئے۔ ایک دن کسی ... بھی ... پیرون لال خادم علی کے پاس آئے۔

پیرون لال۔ منشی جی آپ اب بیٹھے ہین پھر ... روز بروز آپکی حالت خراب ہوتی جاتی ہے اور آپ اپنا علاج نہین کرتے۔

خادم علی۔ بیٹا مین تو اچھا ہون ڈاکٹر بابو کا علاج بھی پیتا ہون اور کون ہے جسکی دوا کرون۔

پیرون لال۔ ڈاکٹر بابو کا خدا کے واسطے نام نہ لیجیے میرا تو انسے جی پھیکا ہو گیا۔

خادم علی۔ کیون بیٹا کیا ہوا۔

پیرون لال۔ کیا کہون کیا ہوا (ٹھنڈی سانس لیکر) کل مین استعمال کیا تھا انکی تقریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنی فیس کے نہ پانے سے عارضہ کو طول کر رہے ہین بنگالیون سے ہمیشہ سابقہ پڑا ہے جب بیوفا ہوتے ہین۔

خادم علی۔ ہان پھر فیس تو بیشک انکو اچھی طرح سے نہین دیگئی اور بیٹا دی کہان سے جائے جو حال میرا ہے وہ تمسے پوشیدہ نہین۔ پھر اب کسکی دوا کرون۔؟

پیرون لال۔ تو آپ حکیم بنو صاحب کا علاج کیون نہین کرتے آج انکا مثل دوسرا حکیم اس شہر مین نہین ہے ڈاکٹری بھی کسیقدر جانتے ہین تو آپ شفاء الدولہ بہادر کا مطلب کیے ہوئے ہین۔

خادم علی۔ پھر بیٹا انہین کے پاس جاو۔ ... نکل پڑے ... سوا تمہارے میرے کون ... دوست ہو تم ہو ... اس وقت ... وہ قبول۔

پیرون لال۔ منشی جی آپ ایسا نہ کہیے خدا آپکا سایہ ہمیشہ سر پر قائم رکھے۔ اچھا مین ابھی جاتا ہون۔

پیرون لال۔ بعوض اسکے کہ حکیم بنو کے یہان جائین ... کنجہاری ... ایک ... تھا ... ملاقات ...

... تمہارا ... ہوا ...

پیرون لال۔ تمسے ملاقات ... ایک ...

... [illegible]

کنجہاری۔ کون ... چاہیے ... بتاؤ ...

پیرون لال۔ مجکو اسوقت جلدی ہے ہم ... ہے مجکو معاف کرو اور ایک شیشی مین ٹانڈرک ٹانک ایسڈ مجکو دیدو جو دام ہون وہ مین دیدون۔

کنجہاری۔ زہر کے دینے کا بھائی حکم نہین ہے جبتک کسی ڈاکٹر کا نسخہ نہو کیا کروگے اسکو؟

پیرون لال۔ بھائی تیرے داڑھی پر ہاتھ رکھکر جسطرح بنے دلوا دو مجکو اسکی ضرورت ہے۔

کنجہاری۔ اچھا چلو ڈیوڈ صاحب کی دوکان سے مین دلوا دون وہ یقین ہے کہ میرے کہنے سے دیدینگے آدمی بہت نیک ہین

پیرون لال اور کنجہاری مسٹر ڈیوڈ کے پاس گئے۔ ... بہت خوشامد کی بہزار خرابی مسٹر ڈیوڈ نے ایک شیشی مین وہ ایسڈ دیا اور جب مین پیرون لال کے نام اسکی فروخت درج کرلی پیرون لال اسکو لیکر میر خادم علی کے مکان پر آئے وہان دو تین آدمی بیٹھے ہوئے تھے

خادم علی کہو بیٹا حکیم بنو کے پاس گئے تھے۔

پیرون لال جی ہان ایک شخص ہے جنکو انگریزی دوا دیجاتی ہے شاید انگریزی علاج ہو سونے وقت نوش کیجیے گا نسخہ یہ تاکید کر دی ہے کہ بعد استعمال کے پہر رات بیتے پینے فوراً پیٹ سے گا غذا آجائیگا تو بہت جلد فائدہ ہوگا آپ ذرا سست کبھی ایسے غذا آجائیگا تو آپکو بہت جلد صحت ہو جائیگی ادھر تو لالہ پیرون لال رخصت ہوے اور وہان تیار دم کیا تھا نے وہ دوا بعد غذا نوش فرمائی —

باب ششم

[illegible]

مولوی صاحب نے جلسہ میں [illegible] اور ہندستانی حکام کی [illegible] سے لالہ پیرون لال [illegible] اتنی پہلے سے بہت زیادہ ہو گیا تھا — تمام شہر میں سب لوگ انسے ملنے جلنے لگے اور ہر جلسہ اور تقریب میں یہ چاہتے کہ مقربا لالہ پیرون لال ہی پوچھے جانے لگے — ایک روز منشی چرونجی لال تحصیلدار جاہ عہدہ صاحب تشریف لائے اور ہمارے دوست منشی پیرون لال کے مہمان ہوے چونکہ تحصیلدار صاحب کو شعر و سخن کا بھی کچھ شوق تھا اور ادھر لالہ پیرون لال نے بھی کچھ مشق بہم پہونچائی تھی ایک مشاعرہ قرار پایا — آٹھ بجے شب کے لیے نوٹس گشت کیا گیا چونکہ وہ نوٹس بھی بہت ہی لطیف عبارت میں لکھا گیا تھا لہذا ہم اسکو بھی حسب ذیل نذر ناظرین کرتے ہین —

نوید سراپا جاوید

شکر ایزد کہ شادمانی سے غنچۂ شگفتہ ہی اور احباب کے دل مین محبت شگفتہ ہی شاعری اعلیٰ ایک فن ہی اور اس ہنرمندی سے دل چمن چمن ہی نظر بران ایک مشاعرہ کل نواختہ ششتہ گھنٹہ بروز جمعرات قرار پایا ہے مصرع

ذیل مین قطعات ہر صاحب و طبع کی اسی امر جوہر چھپا دین — مصرع طرح —

دکھاؤ زور اثر تو قلم اور زیادہ

[illegible]

دوسرے روز وقت معینہ کے پیشتر لالہ پیرون لال نے بہت ہی پر تکلف سامان کیے تھے شرابین بھی قسم قسم کی منگوائی تھین ہندو مسلمان سبکے لیے پان حقہ کا انتظام فرش پر قالین قالینون پر گاؤ تکیہ الغرض بہت ہی نفیس سامان کیا گیا تھا — وقت مقررہ پر سب لوگ آنے شروع ہوے

آٹھ بجے کا وقت تھا [illegible] انتظار رہا — ٹھیک [illegible] بجے منشی چرونجی لال صاحب تشریف لائے اور مشاعرہ شروع ہوا —

سب سے پہلے منشی چرونجی لال صاحب [illegible] —

چونکہ سب لوگ [illegible] —

[illegible]

دکھاؤ زور اثر تو قلم اور زیادہ	اگر [illegible] قلم اور زیادہ
[illegible] اعلیٰ [illegible]	[illegible] اور زیادہ
گلشن کا ہوا حال [illegible]	بلبل کو گلستان سے [illegible] اور زیادہ
مسافر تنگ ظلم [illegible]	[illegible] نہین اب ہو کا ستم اور زیادہ
جاؤ جو جگنا [illegible] کرے تیر [illegible]	گنگا کی قسم ہو دھرم اور زیادہ
بیکار [illegible]	ہوتا نہین [illegible] سے علم اور زیادہ
نقش نہین [illegible]	[illegible] نہین [illegible] کم اور زیادہ

چاروں طرف سے اس پر "واہ واہ" اور "[illegible]" کی صدائین آنے شروع ہوئین —

ایک گنگا کی قسم [illegible] جو تمھارا قلم غضب تیز ہی
دوسرے [illegible] قسم دوسرے کی کا مجال جو تمھارا مقابلہ کرے

تلمیذ - پرمیشر سوگند تم اپنے زمانے کے مادھورام ہو -
اسکے بعد منشی گجادھر پرشاد صاحب مصر جو کیدارہ نے
اپنی غزل سنائی -

منشی گجادھر پرشاد

اول تو ہر جانان کا ستم اور زیادہ
سنتے ہین کہ دربار مین تحفے بھی بہت ہیں
رشوت کا تو کیا ذکر نہیں بھینٹ بھی لیتے
جسکا نہیں بچے کا بڑا حکم ہے جبر
گنگا کی قسم دھوم گجادھر کی مچی ہے

ملتی نہین جبھی یہ الم اور زیادہ
رہتا ہے شب روز وہم اور زیادہ
بقال سے ہے ناک مین دم اور زیادہ
سو نقی تو بیا کرتے ہین کم اور زیادہ
دکھلا دے کوئی زور قلم اور زیادہ

منشی خوشوقت لال - تم تو ہو بہت اچھی باتین بنا لیتے ہین
دیوان جی تم کا تمہاری شاعری کا ہم منشی قتیل کی حلیم بھرا ہے
دیکھو مابدولت کا زور - ڈپٹی صاحب بھی انصاف شرط ہے -

منشی خوشوقت لال صاحب طالب

ہے شوق کرے کوئی ستم اور زیادہ
باقی ہے نہ بھینٹ کوچی دنیا میں
تلوار کی وہ شب دن ہم دو
بیری کو نباہو ن نہ سہ یہ الم بھی
ایسون نہین سالا نہ بھی ہوتی ہے
فرزند ہوا کرتے ہین بیجا نہ کیے پیدا
کہدے یہ گجادھر سے کہ یون تو نے ستایا

ہے دق کہ دے کوئی الم اور زیادہ
کہدے نہ کسی سے یہ وہم اور زیادہ
ہزار کے تو چھے کا الم اور زیادہ
گا نجے کی تو ہے مجکو قسم اور زیادہ
رہتا ہے میرے دل پہ یہ غم اور زیادہ
ہے ضعف سے اب پشت مین خم اور زیادہ
طالب کا ہے یون زور قلم اور زیادہ

گجادھر پرشاد - آپ ہمارے دشنام دہی کیون کیا - تم کس واسطے
ہمکو گالی دی - گنگا قسم مارے پاپوش کے نیم جان کر دیون
سب شاعری دھری رہجاے -

خوشوقت لال - مشفق من بہل تم کیا کہین - زبان
میان مین رکھیے نہین تو بگڑ جائیگی -

آپس مین ٹھہری تو تو مین مین ہوئی اور وہ ہلڑ مچا کہ قریب تھا
کہ تمام جلسہ درہم برہم ہوجاے کہ ڈپٹی ہیج لال صاحب نے
سب کو ڈانٹا اور منشی پرون لال صاحب نے بھی سمجھایا اور وہ
جھگڑا فرو ہوا -

یون تو تمام شعرا کی غزلین پر از لطف تحسین لیکن
ہمارے باغ و بہار منشی پرون لال صاحب کا کلام اس بزم کی
جھونک مین عجب مزہ دیتا تھا - اور ایسے تحسین کی نذر ہم
ہم ناظرین سے شعر بازی کی رخصت چاہتے ہین -

غزل لالہ پرون لال صاحب

ہوئی ہے جو حلم ہمہ صنم اور زیادہ
دعوت مین میری ساتھ بن جلا و یہ جو کیا
بھائی میرے آتا مگر و بھش بندہ کیا
سو نقی جان فشانی کے ہیجان یا پیدا
ہوتے تو مین انکار بھی غمزدون یکجب
جب کہ مرے ہاے بچا جان جاے
صد شکر کہ حکام میں سب خوش تھا

جیسے نہ ہم اب گزشتہ ستم اور زیادہ
دیدۂ قلب درد سکر اور زیادہ
نہ وجہ سے یہ مطلب و کرم اور زیادہ
راہ سے نہ لیتے یہ ہم اور زیادہ
ہو بجاے خفا ہون صنم اور زیادہ
جیجی کو رنا کرتا ہے غم اور زیادہ
پرون یہ ہے اب لطف و کرم اور زیادہ

باب نہم

میر خادم علی کا انتقال

پرون لال نے محافظ دفتری کی لالچ مین یہ حرکت کرنے کو
تو کی لیکن تمام شب خیالات پریشان نے آنکھ جھپکنے نہ دیا
طرح طرح کے منصوبے کرتے تھے اور یہ ہوا معاملے مین غور
کرتے تھے انکی پریشانی بڑھتی جاتی تھی کبھی وہ دعا کرتا تھا
کہ اے خدا اس دوا کا اثر ہو کبھی اپنا جواب سوچتا تھا اگر
راز افشا ہوا تو کیا کرنا ہوگا - ٹھیک دو بجے شب کو گنجا حافظ کے
پاس چلا دروازے تک ہو بچکر خدا جانے کیا سمجھکر لوٹ آیا
اسی ادھیڑبن مین ٹہل ٹہل کر رات کٹی علی الصباح میر صاحب کے
مکان پہ پہونچا یہان سب سوتا پڑا تھا -

پرون لال - چندو - آو چندو - رمضان - او رمضان

کیواڑ کھول دے۔

چپنڈو ـ اپنی چارپائی پر کسمسا کر اور کروٹ بدلکر یہ کون موذی کا ٹھا صبح صبح پکارتا ہے میاں کی ابھی آنکھ لگی ہے کہین جلد نہ اُٹھین۔

پیرون لال ـ ذرا کیواڑ کھولدو مین ہون پیرون لال رمضان ملازم محافظ دفتر صاحب نے دروازہ کھولدیا پیرون لال سیدھے محافظ دفتر کے کمرے مین گئے جہان وہ سوتے تھے۔ دیکھا کہ آنکھین بالکل پھر گئی ہین جسم سرد ہو گیا تھا دیکھتے ہی پیرون لال گھبرا اُٹھا پہلے تو چاہا کہ اُلٹے پاؤن لوٹ جاے لیکن پھر کچھ سوچا ٹھہر گیا اور اُس شیشی مین جو کاغذ لگا تھا نوچ ڈالا اور باقیماندہ دوا پھینک دی ایک دوسری شیشی مین سے کوئی دوا اونڈیل کر بھر دی یہ احتیاطین تمام اپنے حساب اپنی حفاظت کا سب انتظام کر لیا اور چپ چاپ والدین کے کونے پر بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد چند ... آ گئے۔

ایک ـ آج کیا ہے منشی جی ابھی بیدار نہین ہوے۔

پیرون لال ـ ہمیشہ تو بہت سویرے اُٹھتے تھے۔ آج نماز بھی قضا ہو گئی۔

دوسرے ـ معلوم نہین شب کو وہ دوا جو تم لائے تھے کھائی یا نہین۔

پیرون لال ـ جی کہان کھائی وہ تو شیشی ویسی ہی دھری تھی

تیسرے ـ یہہ کیا خراب عادت اُنکی ہے کہ جی لگا کر اپنا علاج نہین کرتے۔

پیرون لال ـ اسی سے تو جلد اچھے نہین ہوتے۔

ایک ـ تو اب جگانا چاہیے دن بہت چڑھ گیا محافظ دفتر صاحب اجی محافظ دفتر صاحب بھئی اب اُٹھو تمھاری قسمت سے دوسری رات آئیگی۔

دوسرے ـ ہاے بے خبر سو رہے ہین خبر بھی نہین ہوتے۔

تیسرے ـ (قریب جا کر اور جسم مین ہاتھ لگا کر) ہاے افسوس!

پیرون لال ـ کیون خیر تو ہے؟ بتہ جلد بولیے!۔

تیسرے ـ خیر کہان وہ تو چلدیے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اتنا سننا تھا کہ پیرون لال نے بڑی زور سے چیخ مار کر رونا شروع کیا اور سب لوگ افسوس کرنے لگے۔ (گھر مین رونے کی آواز پہونچی)

بی بی ـ (گھبرا کر) ارے دیکھو تو کون روتا ہے۔

یہ کہکر حسن صاحبہ خود دوڑین اور جیسے ہی دروازے کے قریب پہونچی تھین کہ باہر کے شور غل نے انکو آنکے بیوہ ہونے کی خبر دی وہ فوراً غش کھا کر زمین پر گر پڑین عورتون اور مردون نے وہ کہرام مچایا کہ سننے والون کا دل ہلا جاتا تھا تھوڑی دیر مین انکی بی بی کو ہوش آیا اور پھر تو اسطرح بین کرکے باواز بلند رونا شروع کیا کہ توبہ توبہ۔ خواہ مخواہ باہر نکلی آتی تھین کہ لوگو میرے میاں کو مجھے دکھا دو ہوے آج پچیس برس کا ساتھ چھوٹتا ہے مین اب کسکی ہو کر رہونگی میری کون خبر لیگا تمھارے بعد میرے جیتے جانے ہو مین تو تمکو تنہا نہ جانے دونگی یہ بین ... سکتے کے عالم مین تھا تھوڑی دیر مین سارے شہر کے لوگ جمع ہو گئے اور سب لوگ اس ناگہان اور ... تعجب و افسوس کرتے تھے

ایک ـ بھئی واللہ کیا بانمک شخص دنیا سے اُٹھ گیا۔

دوسرا ـ اور بامروت کیسے تھے واللہ انکا مثل دوسرا نظر نہین آتا۔

پیرون لال ـ بھائی صاحب تو یتیم کر گئے ہین بے باپ کا ہو گیا ہون اب کسکے بھروسہ پر جیونگا۔

تیسرے ـ اسمین کچھ شک نہین۔ شاباش شاباش واللہ تمنے بھی وہ خدمت کی کہ خاص بیٹا بھی نکرتا یہ تو سب یا نہین

سب ہم چشم لوگ آتے تھے اور افسوس کرتے تھے مگر تجہیز و
تکفین کا کچھ بھی سامان نہ تھا انکی بیوہ کے پاس آٹا بھی
نہ تھا کہ کفن کو کافی ہوتا گیا۔ دیکھیے تک نعش ویسی ہی پڑی
رہی سارا دن گیا۔ دیکھیے میر قدرت حسین صاحب تحصیلدار تشریف
لائے وہیں بیٹھی رہی اور کپڑے کے تھان ساتھ [illegible]
تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئی اور جامع مسجد میں نماز جنازہ
پڑھی گئی صدہا آدمی شریک نماز تھے قریب و بعید کے [illegible]
دفن کیے گئے۔

[illegible]

اچھا ایک سپاہی خواہ [illegible] اپنا [illegible]
اپنا مرتبہ وفا تھا اور انکی بدنصیب بیوہ نے اپنا شوہر
کھویا انکی بیوہ کی واجب الرحم حالت نہایت قابل افسوس تھی
انکے پاس دو تین دن کھانے کو بھی سہارا نہ تھا۔ عبرت کا
مقام ہے کہ وہ شخص جو اسی سو چالیس روپیہ کا تنخواہ دار ہو جسکو
چار پانچ روپیہ روز کی بالائی آمدنی بھی ہو جسکے گھر میں بیوی
بی بی کے سوا کوئی کھانے والا نہ ہو وہ اسطرح مرے کہ سب
بے سروسامانی افلاس و پریشانی کے کفن کے لیے بھی چندہ ہو
وہ عورت جسنے اتنے زمانے تک عیش و عشرت سے
بسر کی اسکے واسطے دوسرے دن کھانے کا ٹھکانا نہ ہو افسوس
افسوس!! مولوی قدرت حسین صاحب تحصیلدار ایک پرانی
وضع کے شریف آدمی تھے انسے گو میر خادم علی سے کچھ ایسا
رسم نہ تھا لیکن اس بے سروسامان موت کا انکو حد سے
زیادہ افسوس تھا اور وہ چاہتے اس فکر میں تھے کہ کوئی
انتظام چندہ وغیرہ کا کرکے انکی بیوہ کا کچھ بندوبست کر دیا جائے
چند دن تک انسے بھی اس بابت میں مشورہ کیا لیکن اس نیک
عورت نے اس گدائی کو گوارا نہ کیا اور اپنی جایداد فروخت
کرکے فیروز نگر سے چلے جانے کا ارادہ کیا ایک دن اتفاقاً
تحصیلدار صاحب ڈاکٹر [illegible] سے ملنے گئے تو انسے بھی اس
حادثہ کا ذکر ہوا۔

ڈاکٹر۔ اوہ!! افسوس تو خادم علی بڑا نیک آدمی تھا
مسٹر [illegible] کے سامنے بھی تعریف کرتا تھا۔

تحصیلدار۔ جناب ایسا شخص [illegible] ہوا اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ڈاکٹر۔ [illegible]

تحصیلدار۔ جی کیسا خدا [illegible]

ڈاکٹر۔ زندگی کا بیمہ [illegible] ہمیشہ
اپنی صحت کا سرٹیفکیٹ دیا تھا [illegible]
کسی کمپنی نے زندگی کا بیمہ کیا تھا آپ کا خدا [illegible]
کمپنی [illegible] روپیہ دیدیگا۔

تحصیلدار۔ خداوند نعمت ایسا تو کبھی سنا نہیں گیا۔

ڈاکٹر۔ او آپ لوگ نہیں جانتا صاحب لوگ [illegible]
بیمہ کراتا ہے اسکا بہت سوداگری ہوتا ہے

تحصیلدار۔ تو یہ خوب بہت عمدہ بات ہے لیکن خداوند
اپنی زندگی کا بیمہ کراؤنگا حضور [illegible] لیکن
خداوند کمپنی کو کیا فائدہ ہے ہمارے مرنے [illegible]
جو روپیہ دیتی ہے۔

ڈاکٹر۔ او آپ نہیں سمجھتا [illegible] اگر کوئی
مر جاتا ہے تو دینا پڑتا ہے وہ [illegible]
کمپنی گھاٹا بہت کم دیتی ہے

تحصیلدار پھر حضور ہماری بھی زندگی کا بیمہ کرا دیجیے میں
ابھی جا کر کاغذ تلاش کرونگا اگر یہ روپیہ مل گیا تو انکی بیوہ کی
پرورش ہو جائیگی اور حضور کا نام ہوگا۔

ڈاکٹر - او ہمارا نام کسواسطے ہوگا - اچھا رخصت -

تحصیلدار صاحب نے آکر پیرون لال سے کل قصہ بیان کیا
اور کاغذ تلاش کرنے کی تاکید کی -

مسٹر پارکر نے خادم علی کی وفات سے بہت رنج کیا
اور ایک دن کچہری بند رہنے کا حکم دیا یہ پہلا مرتبہ ہوگا کہ ایک
عملہ کے مرنے پر ضلع کی کچہری بند ہوئی ہو -

فیروز نامے اخبار نے جو اس شہر کا مشہور اخبار تھا
خادم علی کی وفات پر ماتمی کالمون میں یہ نوٹ شایع کیا
ہم نہایت افسوس کے ساتھ اپنے ضلع کے مشہور نیک اور
نیک مزاج محافظ دفتر کلکٹری میر خادم علی صاحب مرحوم کی
وفات شائع کرتے ہیں یہ اس ضلع میں پچیس برس
کامل محافظ دفتر رہے انکی نیکی ہر شخص سے پوشیدہ نہیں ...
نہ باقی ایسی ... کوئی شخص انکو برسون نہ بھلا سکے ...
نیک مزاج شخص نے ایک ... کو چھوڑی جو کچھ کمایا
یا خدا کو دیا یا خدا کے بندون کو ... -

... مغفرت کرتے ... تھا

مولوی قدرت حسین صاحب ... نے تجہیز و تکفین کے
متعلق جو ہمدردی فرمائی وہ بہت کچھ قابل تعریف ہے مسٹر
پارکر نے بھی اسی طرح اس نیک مرد ... کی موت کی کچھ
عزت نہین کی ایک روز کچہری بند رہنے کا حکم دیا - ہم
میر خادم علی مرحوم کے حق میں دعاے مغفرت کرتے ہیں
اور انکی بیکس خانہ بربادو اہل خانہ کو صبر کی ہدایت کرتے ہیں
انکے مرنے کے بعد اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ انکا جانشین
کون ہوگا سب سے زیادہ حق محافظ دفتری کے لیے لالہ
پیرون لال صاحب محافظ دفتر فوجداری کا ہے لیکن وہ کلکٹری کے
کام سے واقف نہیں اسلیے ہم اپنے ہونہار دوست منشی چھوٹن لال صاحب
کو اس عہدے کی پیشگی مبارکباد دیتے ہیں اور انکو یقین ہے کہ
مسٹر پارکر ہماری اس تجویز کو مایوسی سے تبدیل نہونے دینگے
پانچ سات روز کامل مسٹر پارکر نے انتظام محافظ دفتری کی
نسبت غور کیا سررشتہ دار صاحب کلکٹری و ڈپٹی صاحبان و فرید الدین لال جو
طرفدار تھے مسٹر پارکر کو بھی میر خادم علی مرحوم کی وصیت کا خیال تھا
اسوجہ سے لوگوں کی بڑی حق تلفی ہوئی مگر لالہ پیرون لال
محافظ دفتر کلکٹری مقرر کیے گئے دوستون نے مٹھائی کا تقاضا
شروع کیا لالہ پیرون لال نے یہ عذر کیا کہ پہلا اس محافظ دفتری کی
کون خوشی جب منشی جی ہی دنیا سے اٹھ گئے تو اب نوکری کا
کون لطف اس مرتبہ مجھے جلیبیا مٹھائی کا نام نہ لو مجھکو بہت
رنج ہوتا ہے یہ عذر دیکھنے میں ایسا واجبی تھا کہ کوئی شخص
کچھ اصرار نہ کرسکتا تھا -

باب دہم

مسٹر پارکر کی رخصت

ہمارے دوست میر دیانت حسین کی نائب تحصیلداری کو
پورا سال بھی نہ گذرا تھا اور ہمارے حبیب اقبال لالہ پیرون لال کو
محافظ دفتری کو سات آٹھ مہینے بھی نہو سکے تھے کہ مسٹر پارکر
جو ان دونوں کے مربی تھے بوجہ علالت اپنی میم صاحب کے
ضلع چھوڑنے پر مجبور ہوے اور دو سال کی رخصت کی درخواست
کی گورنمنٹ نے منظور کر لی اور انکی جگہ مسٹر پٹرسن ضلع ... سے
قائم مقام ڈپٹی کمشنر ہو کر تشریف لائے -

مسٹر پارکر اس ضلع میں بہت دن رہے تھے اسوجہ سے
انکے جانے کا ایک عام افسوس تھا چنانچہ انجمن رفاہ عام
فیروز نگر نے انکا رخصتی جلسہ کیا اور اس میں ضلع کے تمام

تمام عمر [illegible] اور [illegible] مسٹر
پارکر [illegible] خدا حافظ کا
[illegible] زبان اس [illegible] کی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اس [illegible] ہوا تھا [illegible]
پیش کیا گیا۔

ایڈریس

مسٹر پارکر صاحب بہادر

آج ہم لوگ رؤسا ضلع فیروزنگر آپسے خدا حافظ کہنے کو
جمع ہوئے ہین آپ اٹھارہ برس کے بعد ہم سے جدا ہوتے ہین
اور یہ [illegible] ایسی [illegible] ہے اور [illegible] ہے کہ اسکا افسوس ممکن
نہین کہ ہم الفاظ مین ظاہر کر سکین اسوقت قانون لگان کا
مسئلہ پیش ہے جسمین آپ ایسے تجربہ کار کی موجودگی خاص اور
زمیندارون کے حق مین بہت کچھ مفید ہوتی۔

آپ ہمارے ضلع مین پہلے اسسٹنٹ کمشنر ہوکر تشریف
لائے اور اب خدا کا شکر ہے کہ آپ ڈپٹی کمشنر درجہ اول ہین
آپکے سامنے جو لوگ جوان تھے وہ بڈھے ہو گئے آپنے جنکو
بچہ دیکھا وہ اب اچھے خاصے جوان ہین۔ آپ ہم لوگون کے
تمام خاندانی رسم اور رواج سے آگاہ ہین اس سبب سے ہمیشہ
ہماری رعایت آپ ملحوظ رکھتے تھے۔ کوئی شبہہ نہین کہ بوڑھے
آپکو اپنا دوست اور جوان آپکو اپنا مشفق ناصح اور لڑکے آپکو
اپنا حقیقی باپ سمجھتے تھے ہم کسی طرح اسوقت آپکے احسان کا
تذکرہ کیے بغیر نہین رہ سکتے جو آپنے اس ضلع کے مشہور رئیس

راجہ [illegible] حسین [illegible] کے ساتھ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
مین [illegible] کبھی ہندوستان نہین چھوڑتا تھا بلکہ اپنا
پیارا وطن [illegible] آپنے اپنی تقریر مین
اس واسطے [illegible] وہ [illegible]
کرسی پر بیٹھا ہے [illegible] مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ [illegible]
بہت ہی لائق اور قابل افتخار [illegible] مین نے اسکے
پورے حالات مسٹر [illegible] اور گورنمنٹ سے ظاہر کر دیے
ہین اور آپ لوگ [illegible] جلد اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر دیکھینگے
مجھکو یقین ہے کہ میرے اس اعتبار کو یہ دیانت سے [illegible] رائگان
نکرینگے (لاوڈ چیرز)۔

جنٹلمین۔ میم صاحبہ کی علالت نے مجھے اپنا [illegible] وطن
جانے کو مجبور کیا ورنہ میرا تو اس سال فیروزنگر چھوڑنے کا
ارادہ نہ تھا۔ اور علی الخصوص ایسے وقت مین جبکہ مسئلہ قانون
لگان زیر بحث ہے میری رائے اس معاملے مین تمام آپ
لوگون کے کسیقدر خلاف ہے اور جسکا مین اس موقع پر [illegible]
ضروری سمجھتا ہون۔

آپکو معلوم ہے کہ جیسے ہم اور ہمیشہ از رحمت جبتک
نہ ہو گی - تب تک خوشحال نہ ہونگے کسی طرح آپ لوگ خوشحال نہیں ہو سکتے
اس ملک مین جو سختیان رعایا سے کیجاتی ہین وہ آپکے نزدیک
کسی طرح مخفی نہیں کسی کاشتکار کو ہرگز یہ بھروسہ نہیں ہے کہ
ایک سال کے بعد دوسرے سال بھی وہ اپنی زمین اپنی کاشت
مین رکھ سکیگا اور یہی سبب ہے کہ وہ ترقی حیثیت اراضی کی
ذرا بھی فکر نہیں کرتا اور جسطرح ایک مسافر سراے مین آکر ٹھیرتا ہے
اور اسکے رہنے سہنے کی کوئی پروا نہیں کرتا ویسا ہی ہندوستان
کا کاشتکار ایکسال اپنی زمین کو ہمیشہ کے لیے کھیت لیتا ہے اسکے
بنانے یا درست کرنے کی کوئی فکر نہیں کرتا -

کونسل مین جو مسودہ پیش ہے اسمین کسی قدر ترمیم کی
ضرورت ہے اور مین امید کرتا ہون کہ راجہ منور علیخان بہادر
تعلقدار جب کونسل مین ایڈیشنل ممبر ہو کر جا بیٹھینگے اسوقت پوری
اصلاح مسودہ کی ہو جائیگی کاشتکار اور زمیندار دونون کے
فائدے کا مسلسل قانون بنجائیگا تاکہ آپ لوگ اور وہ لوگ سب
خوش و خرم رہین اور قیصر ہند کی سلطنت روز بروز مضبوط ہو

اب مین آپ لوگون سے رخصت ہوتا ہون اور دعا کرتا ہون
کہ خدا کرے آپ لوگ خوش و خرم اور بااقبال رہین (لاوڈ چیرز)
اسکے بعد گو پروگرام مین تجویز نہ تھی لیکن میر دیانت حسین کے
قدرتی جوش نے مجبور کیا اور اٹھکر کھڑے ہوے -

میر دیانت حسین - میر مجلس صاحب مین کمال ادب کے ساتھ
کچھ بولنے کی اجازت چاہتا ہون - گو وقت تنگ ہے لیکن میرا
بے اختیار دل مجھے خاموش نہین رہنے دیتا اور اسلیے مین
اجازت کا مستدعی ہون (مسلسل چیرز)

راجہ منور علی خان - بڑی مسرت کے ساتھ -

میر دیانت حسین - راجہ صاحب - مسٹر پارکر - لیڈیز اینڈ
جنٹلمین قبل اسکے کہ مین کوئی تقریر شروع کرون اسکا اظہار
ضروری سمجھتا ہون کہ میری تمام زندگی [illegible] پر منحصر ہو کہ
ایسے عظیم الشان مجمع مین مجھے زبان کھولنے کی [illegible] ہوئی ہے اسلیے
مین اپنی تقریر کی کمزوری کی [illegible] معافی مانگتا ہون

جنٹلمین مین اپنی طرف سے اپنے تمام ہمدردان کی طرف سے
نہیں نہیں اپنے تمام شہر کی طرف سے مسٹر پارکر کی جدائی کا
افسوس ظاہر کرتا ہون - مسٹر پارکر آپ ہمارے یہان غریبالیش
اضلاع مین ہر گروہ مین ہر دلعزیز ہی نہ تھے بلکہ بہت پیار اور
محبت سے یاد کیے جاتے تھے - انکساری ہر ایک قیام کے بعد
جو شخص ہر دلعزیز رہے اور انکی طرف سے کچھ مبارکباد دینے کے
قابل ہے آپ ایک لائق منصف مزاج رحمدل اور خلیق حاکم تھے
یہی الفاظ ہین جو مین سمجھتا ہون کہ اس موقع پر مجھے عرض
کرنے کے لیے کافی ہین اور اگر [illegible] ہو تو آپکے لیے
سننے کو بھی بہت ہین - اس سے زیادہ اور کوئی لفظ نہیں ہو سکتے
جو کسی ایماندار شخص کے منہ سے ایک ایسے شخص کی نسبت نکل سکتے
(لاوڈ چیرز) -

مسٹر پارکر اور ہیڈ ریسٹ سلطنت [illegible] راجہ منور علیخان
بہادر مجھے کچھ اور کہنا ہے ناچیز کا خیال یا میرا حال جسنے ایک ایشیائی
شاعر کے مقولہ کا مصداق ہے -

جسکا چارہ نہین پیش ہو لاچار ہون مین ۔ جسکا مطلب ہے آپکے وہ طلبگار ہون مین
جسکی صحت کو [illegible] ہون مین ۔ جسکے ناخوش ہے وہی وہ گرفتار ہون مین

یہی حالت ہے میرے باپ کے مرنے کے ساتھ ہی نہایت خراب
ہو گئی تھی میری یہ امنگ کہ مین آنرز کی ڈگری حاصل کرون مین
ولایت مین جا کر سول سروس کا امتحان دون دل ہی دل مین
رہگئی اور مجھے ناچار نوکری کرنا پڑی مین نے اچھا یا برا قابل ملامت
یا قابل تعریف (مسلسل) قابل شرم یا قابل غرور جسطرح سرکاری
خدمات انجام دین اسکی داد مسٹر پارکر مین آپسے نہین مانگتا
مین خلقت سے مانگتا ہون اپنے ملک کے آدمیون سے مانگتا ہون

اپنے تئیں اسکا ہوں جسکو مجھے سابقہ پڑا ہے (لالہ ڈھیرن)-
میرے دوست شیخ مولا بخش اور انکے ساتھی وکلا کی مدعی آپ سے
وحشیانہ حرکت سے جو ظاہر ہوئی ناراض ہوسکتے لیکن خدا کا شکر ہے
کہ انکا ایمان انکا کانشنس (دھرم) یعنی انکا دل [illegible]
تھے حاشا کہ میرے پیچھے پڑ گئے ہوں میری تحریریں وہ [illegible]
(لالہ ڈھیرن)-

مسٹر پارکر آپ میری طرف سے دلی شکریہ قبول فرمائیے اور
میں راجہ منور علی خان کے اس جلسہ کو اپنے حق میں [illegible]
تصور کرتا ہوں - بسلامت روی وباز آئی -

اس تقریر کی سلاست وفصاحت اور بانکپن کو [illegible]
لوگ جان سکتے تھے جو اس جلسہ میں حاضر تھے [illegible] کہ
مسٹر پارکر اور تمام حکام کے دلوں میں سید دیانت حسین کی عزت
پہلے سے دس حصہ زیادہ ہو گئی -

گیارھویں اپریل کو مسٹر پارکر فیروزپور سے روانہ ہوئے
اسٹیشن پر بڑی دھوم دھام سے رخصت ادا کی گئی مسٹر
پارکر نے لیگر کتاب میں تمام ملازمان ضلع کی نسبت اپنا
تیرہ سالہ تجربہ تحریر فرمایا - لالہ پیرون لال اور سید دیانت حسین کی
نسبت جو لکھا اسکو ہم حسب ذیل نقل کرتے ہیں -

منشی پیرون لال میرا اور وہ ہے جس نے دو تین سال کامل
تجربہ کے بعد اسکو محافظ دفتر کلکٹری مقرر کیا وہ ذہین ہے
محنتی ہے اور اعلیٰ درجے کا محاسب ہے میری رائے میں سررشتہ داری
کلکٹری کیلئے اس سے زیادہ کوئی دوسرا شخص اس ضلع میں موزوں
نہیں ہے میں سفارش کرتا ہوں کہ جگہ خالی ہونے پر میرے
قائم مقام اسکا لحاظ فرمائینگے -

سید دیانت حسین کی نسبت یہ لکھا -

سید دیانت حسین بی اے مسلمان راجگان فیروزپور کے
معزز خاندان کا ایک ممبر ہے اسکا باپ راجہ لیاقت حسین خان

میرا [illegible] دوست تھا اور [illegible]
سبب [illegible]
دیانت حسین ایک ہوشیار اور جوان [illegible]
اور [illegible]
اور [illegible]
سے چلے [illegible]
[illegible]
خوش ہو گئے -

مسٹر پارکر کی جدائی کا ایک عام افسوس تھا انکا اخلاق
ہر ہندوستانی رئیس کے ساتھ بیان جاتا تھا ہر شخص سے بہ عنایت
پیش آنا ہندوستانیوں کی عزت افزائی فرمانا سب کو بہت
پسند تھا اخبار فیروزپور نے جو اس شہر کا ایک نامی اخبار تھا
اور جسکے اڈیٹر لالہ کندن لال صاحب بی اے تھے مسٹر پارکر کے
جانے پر یوں اظہار رنج کیا -

ہمارے ضلع سے جو جے ڈپٹی کمشنر اٹھارہ برس کے بعد
بیگم صاحبہ کی علالت کی وجہ سے جدا ہوتے مسٹر پارکر کوئی شک
نہیں بہت ہر دل عزیز تھے انکا اخلاق عام تھا اور ضلع کی
بہبودی کی جانب وہ پوری توجہ فرماتے تھے ہندو مسلمانوں کی
ہر تقریب اور تہوار میں وہ شریک ہوتے تھے اگر رائے
کشوری لال کے دسہرہ میں وہ شریک ہوئے اور انکے گھر
تشریف لیگئے تو راجہ منور علیخان بہادر کی مجالس محرم اور
شیخ رحیم بخش صاحب کے مولود شریف میں بھی شریک ہوئے
[illegible] ہندوستانیوں سے وہ [illegible]
ملاقات کرتے تھے انکی یہ بھی [illegible] سب کو [illegible]
آنکھ [illegible] ہاتھ ملاتے اور نہایت [illegible]
وضع اور [illegible] دن سے [illegible] مسٹر پارکر نے
اپنے اٹھارہ برس کے قیام میں کبھی یاد نہیں کسی کو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہو گئے۔

[illegible] اور [illegible] ہیں [illegible]

[illegible] کرتی ہیں [illegible] اخلاق [illegible]

اس سے ناظرین [illegible] جان سکتے ہیں [illegible]

کس [illegible] کے مستحق تھے۔

باب یازدہم

مرزا خادم علی مرحوم کی بیوہ

مولوی قدرت حسین صاحب تحصیلدار پنشن یافتہ [illegible]

لالہ پیارے لال کو بہت کچھ تاکید کر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] نہ تھا لالہ پیارے لال [illegible]

[illegible]

[illegible] عورت کی بیوہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حیثیت ایسی نہ تھی جو اس بیچاری نے برداشت نہ کی

[illegible] کا باپ تھا وہ پیارے لال [illegible]

[illegible] فروخت ہو کر [illegible] ان چالیس [illegible]

[illegible] بیچاری کے پاس آخر چند ظروف [illegible]

ایک شال چادر تھی اور کچھ نہ بچا تھا وہ بالکل اس [illegible]

[illegible] کے مصداق تھی۔

[illegible]

[illegible] شال چادر [illegible] روپیہ کی خرید تھی [illegible]

[illegible] صاحبہ (مرزا خادم علی صاحب کی بیوہ کا [illegible]

[illegible] میں حسن صاحبہ کے لفظ سے تذکرہ کیا ہے

نے ایک روز بہت ہی تکلیف میں اس چادر کے فروخت

قصد کیا لالہ پیارے لال کو بلوایا جب وہ نہ آئے تو ایک

سیدانی کو جو [illegible] کرتی تھیں بلا بھیجا۔

[illegible] کہو سیدانی کیا حال ہے خدا تمہیں [illegible]

ایک کام ہمارا تمہیں کر دینا ہم بیکس اور محتاج ہیں

ہمارا کام کر دو تو ثواب ہوگا۔

سیدانی [illegible] دیکھ دیکھ کر ایسا دل [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] پایا پیر [illegible]

[illegible] ہو تو ان سے [illegible]

[illegible] جیسا کہ اگر سچ ہو تو تمہارے سکا [illegible]

[illegible] تمہارے بیان کو کرد

[illegible] تو کہو میں کیا [illegible]

[illegible] چھوڑ دوں —

[illegible] ایک [illegible] چادر ہی اسکو

میں [illegible] تو بہانہ [illegible] تھی [illegible] تھا

[illegible] ہیں [illegible] کی [illegible] بیان

[illegible] اتنا کہکر [illegible] نکلیں [illegible]

بیٹھکر [illegible]

سیدانی — [illegible] ہوا کیجیو [illegible]

[illegible] اتنا دکھا دوالی [illegible] میں [illegible] تھے

[illegible] تھا کہ وہ [illegible] کوئی [illegible]

[illegible] گئے ایسی اصلی [illegible]

[illegible] نہیں رکھتا [illegible] کہتے ہیں [illegible] بھی [illegible] کر دیا کرتے

[illegible] تمہارے نواب بیٹا [illegible]

[illegible] کوئی نہیں [illegible]

سیدانی [illegible] میلا کا سے تنگ کے چار خانے کا جوڑا

[illegible] کرتی کا دوپٹا جس میں [illegible] لگے ہوئے تھے

ایسے [illegible] حال میں چادر باندھے آئے وقت نکلیں

[illegible] ملاتے کیوں میاں کوئی چادر تو نہ لوگے [illegible]

انکا سوال تھا یہ بیچاری گھر گھر گھومتی پھرتی تھیں اور

[illegible] ہوتا تھا [illegible] میں مرزا

[illegible] وکیل [illegible] کرتے [illegible]

[illegible] چادر [illegible] ان بھی

[illegible] قول [illegible] چادر

[illegible] ہوئی اور [illegible]

کیا سچ ہے سب کھتا دیتے ہیں [illegible]

اسے نہیں بی سیدانی [illegible] مرزا صاحب

میاں چادر کے دام مانگنے جاتی ہیں [illegible] کل آنا

ہوا [illegible] بڑی بات نہیں ہے [illegible] سیدانی [illegible] بیٹھیں

سیدانی — ائے میاں تم کیسے [illegible] خیال

نہ [illegible] ہوگی [illegible] کا خیال اپنے [illegible]

واپس کر دیا [illegible]

وکیل — ذرا زبان سنبھال کے گفتگو کرو نہیں تو [illegible] کے

نکال دوں گا —

سیدانی — [illegible]

[illegible] ایک تو میرا مال [illegible]

مجھی کو [illegible] کہتا ہے

وکیل صاحب کو [illegible] غصہ آیا اور [illegible]

آخر [illegible] بی سیدانی کو چھوڑا یا سیدانی [illegible] غل [illegible]

اور [illegible] کی [illegible] اور [illegible]

وکیل صاحب گھبرائے کہ کہیں [illegible]

لالہ دینڈیال [illegible] کانسٹبل کو جو [illegible] تھے

بلوا بھیجا — لالہ دینڈیال فوراً [illegible] وکیل صاحب [illegible]

کا قصہ بیان کیا دینڈیال نے [illegible]

کوئی الزام لگا دینا چاہیے جس میں [illegible]

سمجھی جائے تھوڑی دیر میں دینڈیال کی نگاہ سیدانی کے

ہاتھ پر پڑی وہ ایک انگوٹھی پہنے ہوئے تھی فوراً اسی کی

چوری کا مقدمہ قائم کر کے تحقیقات شروع کر دی وکیل صاحب

کے خدمتگار کو مدعی قرار دیا اور سائیس و چند اشخاص

ساکنان محلہ کو گواہ کر دیا سب لوگوں نے اظہار بھی

کرنا شروع کر دیے —

[illegible]

ساتھ [illegible] انگوٹھی جو بڑھیا کے [illegible]

میری بنائی ہوئی [illegible] مجھے ہوائی تھی اور [illegible]

اپنے [illegible] دیا تھا تو جب سال بھر کے عرصہ ہوا جب

میں نے یہ انگوٹھی بنائی تھی -

اب لیجیے [illegible] تیار ہو گیا گواہ بھی [illegible]

درست ہو گئے [illegible] صاحب [illegible]

بیچاری بڑھی ہر چند چلاتی تھی کہ اے خدا کے بندو کیا

اندھیر ہے [illegible] خدا کی [illegible] کس غضب میں

گرفتار ہوئی ہے اگر [illegible] بال ہے [illegible]

یا [illegible] کا تا مجھے پھانسے دیتا ہے [illegible]

[illegible] مجھے بے آبرو کیے ڈالتے ہیں [illegible] خدا [illegible]

اے میرے رب کریم ان خدائی فوجداروں کی [illegible]

لیتے [illegible] انہیں ہے اے حضرت بی بی تمہیں اپنی لونڈی [illegible]

آبرو [illegible]

[illegible]

[illegible] جب [illegible]

[illegible] رنگریزن [illegible]

بھیک مانگنے اس شہر میں کبھی آنکلی آج تیسرا [illegible]

نصیب ہوا جب [illegible] نہیں [illegible]

[illegible] ہے تصور ہوا سرکار مالک ہے -

الغرض [illegible] تحصیلدار [illegible]

[illegible]

ثبوت کے گواہ گذرتے [illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible] کو یہ نہیں معلوم تھا کہ پولیس کیا چیز ہے اور [illegible]

[illegible]

[illegible] جب عدالت نے اسکو [illegible] کی

تو اسنے یہ جواب دیا -

سیدانی - میں نے کیا تو کیا اور نہیں کیا تو کیا بار بار

کیا پوچھتے ہو قید کرنا ہے قید کرو پھانسی دینا ہے پھانسی دو

خدائی خدائی میں جو یہی اندھیر ہے تو مجھے بھی اسی اندھیر کی

تحصیلدار - صاف صاف اقبال کرو -

جواب - اقبال حضور کا ہمارا کیا اقبال ہے -

تحصیلدار - ارے تو بڑی حرامزادی معلوم ہوتی ہے

جواب صاف نہیں دیتی

بڑھی - خدا تجھے غارت کرے [illegible]

پڑیں مجھ سیدانی کو گالی دیتا ہے -

اب لیجیے تحصیلدار صاحب بھی بگڑ بیٹھے اور اسی غصہ میں

پوری ایک مہینہ قید کی سزا ٹھوک دی [illegible] بیچاری سیدانی

کشاں کشاں کانسٹبلوں کے غول میں جیلخانہ بھیج دی گئی -

مہمان [illegible] باپ [illegible]

[illegible] سیدانی نہیں لوٹی [illegible]

[illegible] کام [illegible] مکان [illegible]

[illegible] انچھا [illegible]

پاس ہو گئی [illegible]

[illegible]

کوٹھری [illegible] گئیں [illegible] ہو گئیں۔

[illegible] صاحب [illegible] اور [illegible]

[illegible] خواہش [illegible]

[illegible]

[illegible] تھی [illegible]

[illegible]

[illegible] قدر [illegible] صاحب

[illegible] صاحب [illegible]

[illegible]

[illegible] کے پاس [illegible] ہو گئیں [illegible]

[illegible] صاحب [illegible]

[illegible] سے [illegible] ہوا [illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible] ہو [illegible]

[illegible] آج [illegible] وہاں ہو [illegible]

[illegible] تھا [illegible] نہیں [illegible]

[illegible] کی [illegible] جاؤں اور [illegible]

[illegible] ہوگا [illegible]

[illegible] صاحب [illegible]

[illegible]

[illegible] کی [illegible]

[illegible] انگلی [illegible]

[illegible] جو [illegible] گئی [illegible]

[illegible] والی [illegible]

آج [illegible]

[illegible] ایک [illegible]

[illegible] کا [illegible]

[illegible]

اپنی زندگی کا بیمہ کرایا تھا اگر [illegible]

[illegible] وقت [illegible] ہو گئی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] صاحب [illegible]

[illegible]

[illegible] کی [illegible] گئی [illegible]

[illegible] زندگی کا [illegible]

[illegible]

[illegible] کمپنی [illegible]

[illegible] زندگی کا بیمہ [illegible]

خیالات [illegible] لیکن [illegible]

ہوا تھا کہ جسکی بہت کچھ تعریف [illegible]

جنکی [illegible]

دار [illegible] کی نوکری [illegible] کے لیے [illegible] نہایت

ضرور ہے کام ہے کہ وہ اپنے پسماندگان کے واسطے

کوئی معاش چھوڑ جائیں اسکے واسطے بیمہ زندگی سے کوئی

امر سہل الحصول نہیں ہے انگریزوں میں تو اس قدر

رواج بیمہ زندگی کا ہے کہ ہزاروں کمپنیاں بہت ہی

کامیابی سے چل رہی ہیں برخلاف اُسکے ہمارے ہندوستانی بھائی
ہیں جو اچھی طرح واقف بھی نہیں اور پرانے فیشن کے حضرات ہیں
میر خادم علی پہلے صاحب ہمکو ملے ہیں جنکو اپنے پسماندگان کا
اتنا خیال تھا اور ایسی عاقبت اندیشی کو کام میں لائے تھے سچ ہے

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

تحصیلدار صاحب جیسے ہی پالیسی یہہ دیکھی مارے مسرت کے
اچھل پڑے اور اس فکر میں ہوئے کہ رقم کسی طرح ہضم کرنا چاہئے
تھوڑی دیر سوچتے رہے اتنے میں ایک جوڑ ذہن میں آگیا
اور فوراً حجن صاحبہ سے یہ گفتگو کی۔

تحصیلدار صاحب۔ جناب حجن صاحبہ میر خادم علی
مرحوم اور مجھسے جو مراسم تھے وہ محتاج بیان نہیں گو ظاہر یا
میں بہت آن مرحوم کی خدمت میں حاضر باش نہ تھا لیکن
کوئی راز انکا مجھسے مخفی نہ تھا شروع ملازمت سے میرا اُنکا
ساتھ رہا افسوس (یہ کہکر رونے لگے) کہ آخر وقت میں
خادم علی مرحوم جلدی کر گئے ہائے اس مضمون کو استاد
نے کیا کہہ گیا ہے۔

حضرت کا رفیق نہ دو میری میں تھا ۔ بازوے قوی دستگیری میں تھا
بے راہ عدم کی دور اور آپ ضعیف ۔ مجکو نہ لیا عصائے پیری میں تھا

حجن۔ تحصیلدار صاحب مصیبت کے زمانہ میں کوئی کسی کا
نہیں ہوتا جیسے وہ مر گئے ہیں نے طرح طرح کی مصیبتیں جھیلیں
ہوئے قرضخواہ اپنی طرف ستا رہے ہیں مکان والا الگ
نکالے دیتا ہے پروردگار بات تک نہیں سنتے اور جو پوچھتا ہے
کہتے ہیں وہ آسیہ طرہ۔ اللہ مجھے موت نہیں دیتا میری سلطنت
لٹ گئی اس بری گھڑی میں آپ میری بات پوچھنے آئے
خدا آپکو اسکا اجر دے میں بے والی وارث ہوں رہ ہوں گو
محتاج ہو رہی ہوں ایک چادر تھی وہ بھی سیدانی کے
تیک لگی۔

تحصیلدار۔ تو میری اب یہ خواہش ہے کہ آپ غریب خانے پر
تشریف لے چلیں اور وہیں قیام فرمائیں گھر بھر آپکی خدمت کریگا
اور آپکی تشریف رکھنے سے گھر میں برکت ہوگی۔ اور ادھر میں
بیمہ کی پیروی کرونگا۔

حجن۔ بہت بہتر کل آپ سواری بھیجدیجیے گا۔ میں وہیں
آکر رہوں گی۔

کیا اب اسکے بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ حجن صاحبہ
دو تین دن سے تحصیلدار صاحب کے گھر میں رہنے لگیں اور اُس
دس ہزار روپیہ کو تحصیلدار صاحب وصول کرنے کی فکر میں تھے
اور خط کتابت شروع کی تحصیلدار صاحب بجنسہ اس شعر کے
مصداق تھے ؎

لخت از دست گرگ در ربودی ۔ چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

باب دوازدہم

غریب سیدانی جیلخانے میں

بیچاری مصیبت کی ماری ناکردہ گناہ سیدانی کستان
جیل بھیجی گئی راستہ بھر روتی چلاتی جاتی تھی اپنے دکھڑے کچھ
اس پردرد اور با اثر لہجہ میں بیان کرتی جاتی تھی کہ سننے والوں کا
دل ہلا جاتا تھا اسکا بار بار آسمان کی طرف دیکھنا اور سر پیٹ
پیٹ کر بین کرنا واقعی بہت ہی دردناک تھا۔ ساڑھے
پانچ بجے جیل میں پہونچکر زنانہ وارڈ میں بھیجی گئی جیل کی
مصیبتیں دیکھتے ہی اُسکے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وارڈر
نائب برقنداز۔ جمعدار جو تھا وہ فرعون بے سامان
اگر قیدی کا کوئی والی وارث ہو کچھ خدمت کرے روپیہ
پیسا دے تو کسیقدر آرام مل سکتا تھا ورنہ وہ جیل دوزخ سے
بدرجہا بدتر تھا۔ بھلا اس سیدانی کے پاس کیا تھا جو کوئی
اُنسے پاتا ہاں جو کچھ تھی وہ طراری دار زبان تھی جو قینچی سے

ز یادہ تیز چلتی تھی اور بات بات پر گالیاں دیتی تھی تب سے
ہ پولیس کی حراست میں ابتداءً غریب سیدانی لیکن اسوقت سے
و شام تک اور دوسری صبح تک دانہ پانی بالکل حرام تھا
ہر چند رات کو سپاہی۔ برقنداز۔ داروغہ سب کے سب سیدانی کو
سمجھاتے تھے لیکن ایک نہیں ہزار نہیں سوا رونے کے ایک
نٹ اسکو چین نہ تھا آنسوؤن کا ایک طوفان تھا کہ جاری تھا
دہ بار بار سب سے پوچھتی تھی کہ ”اے خدا کے بندو انہ مجھے بتلاؤ
ہ مین نے کون سی تخصیر (تقصیر) کی جسکے بدلے مجھ نصیبون
جلی کو جیلخانہ سوا دو شالہ بیچا دام نہ پائے جوتیان کھائین
م تک نہ مارا اسکا انعام یہ پایا اے میرے رب کریم تیرے بڑے بڑے
تھ ہین کیا تیرے گھر مین بھی اندھیر ہے۔ اے میرے مولا
تیری لاٹھی مین آواز نہین“

پہلے داروغہ صاحب چپ سنتے گئے جب نو بجے تک
بڑھی چپ نہو گئی تو مار مار کر خاموش کرنے کی صلاح ٹھہرائی
پھر حضرت اللہ دے اور بندہ لے اس اس بیرحمی سے غریب
بڑھی کو مارا ہے کہ توبہ توبہ۔

بڑھی بیچاری چلاتی تھی سر پٹیتی تھی ہزار دن پاؤن پہلے
ملاتی تھی لیکن کون سنتا تھا مردہ بدست زندہ کا مضمون تھا
س حد کو مارا کہ وہ بیچاری گر گئی اور تمام جیل کے قیدی
سیدانی کے رونے کو دیکھ دیکھکر انگشت بدندان تھے
غدا خدا کر کے رات کٹی چلتے وقت داروغہ صاحب فرما گئے
تھے کہ اچھا خیر آج تو ہم جاتے ہین اگر کل تو نے اچھی طرح
کھانا نہ کھایا تو تیرے جوتے کھلوا کر بید سے پٹواؤنگا تیری ساری
تریاہٹ نکل جائیگی۔
اسکا جواب بڑھی نے یہ دیا کہ خدا تجھے ناپید کرے
تو ہے قصائی تو مجھے آج ہی مار ڈال موئی اس زندگی سے
تو موت بہتر ارے ایسے ہی یزیدون نے امام حسین علیہ السلام کو

قتل کیا ہوگا۔ دوسرے دن سویرے تڑکے داروغہ صاحب سب سے
پہلے بڑھی کی خبر لینے گئے تو دیکھا کہ وہ غریب تیس و حرکت
پڑی ہوئی تھی جا بجا سب کی مار پیٹ کے نیلے سارے جسم پر پڑ گئے تھے
اور اسکی حالت ایک بیمار کی سی ہو رہی ہے۔
داروغہ۔ دیکھو سچ ہے کہ مار کا آدمی بات سے نہین مانتا
رات سمجھایا ہے کہ بڑی بی مان جاؤ مت۔ وہ جیسا کیا ویسا
پایا۔ اب ہنسا کا ہیکا۔ تماشا صاحب اچھی طرح مرمت شب کو
کر دیکھی آپ چپ چاپ ہین۔
راوی۔ جی بجا ہے۔ یہ سبب چپ چاپ رہنے کا نہین ہے بلکہ

مصیبت حد سے جب گذری تو خطا ہو نہین سکتی
بہت غم مین بہت کم آنکھ سے آنسو نکلتا ہے

اتنے مین ایک گاڑی کھڑکھڑائی اور سب لوگ اپنی اپنی جگہ
درست ہو گئے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب تشریف لائے ہین
اتنی بات سن کر بڑھی کا شور و شین پھر بلند ہوا اور ایسے
نالہائے پر اثر سے تمام جیل سر پر اٹھا نا شروع کر دیا و اگرچہ
مگر بڑی بہت ہی نیک صفات شخص تھے۔ ذرا بھی فریاد
کسی کی بغیر آنکی کامل توجہ کے نہ رہتی تھی فوراً بڑھی کے
نالے اتر گئے اور پوچھا کہ ”دل یہ کون روتا ہے؟“
داروغہ۔ حضور ایک شریر عورت ہے اسکو تحصیلدار صاحب نے
قید کر کے بھیجا ہے جسوقت سے آئی ہے ہم سب کی عاقبت
تنگ ہے۔
ڈاکٹر۔ مجنون ہے تو ایسا آدمی کو ان اختیارات تحصیلدار
صاحب نے قید کر دیا۔
داروغہ۔ حضور مجنون نہین ہے بنی ہوئی ہے ہزار ولیت

دیتی ہے ع۔ دیوانہ بکار خویش ہشیار۔

ڈاکٹر صاحب فوراً سیدانی کے پاس گئے اور اس سے
یون ہمکلام ہوئے۔

ڈاکٹر - دل بڈھی عورت تم کاہیکو اتنا روتا ہی -

سیدانی - صاحب مین اپنے نصیبون کو روتی ہون اور
اور کیا کہون میرے مالک دکلہ والی پلٹن مین کمیدان تھے
غدر مین حیدر کے وقت مین چار چار گھوڑے سواری مین
تھے انکے مرنے کے بعد بھی آجتک عزت آبرو سے گذری
چاہے چرخا کاتا پیسونی کٹوتی کی مدد انکی کی شرمندہ نہین ہوئی
اب جب قبر مین پیر لٹکائے ہین موئے دو شالے کی بدولت
یہ گت بھی دیکھی نہ مین خادم علی کی بی بی کے کہنے مین آتی
نہ یہ دن دیکھنا نصیب ہوتے (یہ کہکر پھر رونے لگی) -

ڈاکٹر - کون خادم علی محافظ دفتر جو مر گیا -

سیدانی - ہان صاحب وہی کیا اس شہر مین دو تین
خادم علی تھے وہی اکیلا دم تھا سو جاتا ہی رہا انکی بی بی
ٹکے ٹکے کو محتاج ہین تین تین فاقے ہوتے ہین مجھسے آج
کئی دن ہوے ایک دوشالہ دیا کہ بیچ لاؤ موئے قصدار دق
چھٹی ملے - مین کیا جانتی تھی کہ قسمت مین لکھا ہی حیدر گنج والے
مرزا وہی موئی ٹہی کاٹے فتح بیگ کے گھر گیارہ روپیہ چادر
بیچی دام مانگنے گئی تو ایک کوڑی سور حرام ہوا پرے الٹے
مار اگالی گفتہ دیا او تحصیلدار سے کہہ سنکر قید الگ
کرا دیا میرا پہاڑ ایسا بیٹا موجود ہی اُستک کو خبر نہین کہ
مین کہان ہون میری بہو بلک بلک کر روتی ہوگی کہ اماں
کہان مر رہی - بیچاری خادم علی کی بی بی اپنی طرف میرا
راستہ دیکھتی ہوگی موئے تلنگے جیلخانہ مین لے آئے یہان
سب نے ملکر مچکورات جوتون - لاٹھی - سوکے سے بے خطا
بے گناہ مارا ایسا ایسا مارا کہ ادھ موئی کرکے چھوڑ دیا خدا جانے
ان نگوڑون کا مین نے کیا بگاڑا تھا اے میاں ایسا اندھیر
تو خدا کی خدائی مین نہین ہوگا سب کہتے تھے کہ ملکہ وکٹوریا کا
راج ہی شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے مین سمجھو تو اس
راج نے نہال کردیا خدا اس راج کو غارت کرے -

ڈاکٹر صاحب نے جو یہ قصہ سنا تو انکے بدن مین سناٹا پڑ گیا
اور کلیجہ ہل گیا - فوراً اٹھ ٹم ٹم پر سوار ہوے اور سیدھے صاحب
مجسٹریٹ کی کوٹھی پر پہونچے -

صاحب مجسٹریٹ - گڈ مارننگ ڈاکٹر - ہوڈو یوڈو
(ہاتھ ملاکر) -

ڈاکٹر - گڈ مارننگ - مین ایک عجیب قصہ تمکو سنانے آیا ہون
چلو میرے ساتھ جیل چلو وہان ایک ایسا افسوسناک تماشا ہی
کہ شاید تم بھی سننا اور دیکھنا برداشت نکرسکو -

مجسٹریٹ - او! خیر تو ہی -

ڈاکٹر - ہان خیر تو ہی مگر ایک ایسا ظلم ہوا ہی کہ شاید
برٹش گورنمنٹ مین اسکی مثال مشکل سے مل سکے - آپکے
تحصیلدار نے ایک عورت کو بالکل بے گناہ قید کردیا ہی
اور میرے جیلر نے اسکو بہت بیرحمی سے مارا اسکے تمام جسم پر
نشانات موجود ہین -

صاحب مجسٹریٹ - فوراً ڈاکٹر کے ہمراہ جیل مین آئے
اور وہان بہت ہی مشرح طور پر سیدانی سے کل قصہ سنا
اور اسی وقت مسٹر ہاورڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو جنکا بنگلہ
جیل سے بالکل قریب تھا بلا بھیجا اور انسے بھی کل حال
بیان کیا -

سپرنٹنڈنٹ پولیس - قدرت حسین تحصیلدار بڑا بے ایمان
آدمی ہی ہمکو خوب معلوم ہی کہ وہ دو دو آنہ رشوت لیتا ہی -

ڈاکٹر - مگر یہ دیکھنا ہی کہ وہ دکیل کا قصہ کہانتک سچ ہی
اور تمہاری پولیس نے کیسے اسکا چالان کیا -

سپرنٹنڈنٹ - او کوتوالی مین ایک وین ویال
ہیڈ کانسٹبل ہی وہ بڑا پاجی ہی ہمیشہ جھوٹے مقدمے بنایا کرتا ہی
عجب نہین اگر اسکا یہ مقدمہ بھی بنایا ہو -

صاحب مجسٹریٹ - تو آپ اسیوقت جائیے اور کیس کی
تلاشی لیجیے اور مین ابھی جاکر مسل نکلواتا ہون اور سیدانی
اسیوقت ضمانت پر چھوڑ دیجائے - مگر ضامن کون ہوگا ؟
ڈاکٹر - مین بڑی خوشی کے ساتھ اس مظلوم عورت کی
ضمانت کرونگا چاہے کسی تعداد کی ہو اور مین ابھی آپسے
جیلر کو بھی معطل کرونگا -
مجسٹریٹ - او بیشک میری راے مین اسپر مقدمہ
قائم کیا جاے -

الغرض صاحب مجسٹریٹ نے فوراً سیدانی کو ضمانت پر
رہائی دی اور اسی وقت جیل سے خیراتی اپیل ایکی مسل
طلب کرنے کا حکم دیا اور سیدانی کو ٹمٹم پر بٹھلا کر اپنی کوٹھی پر
لائے اور آرام سے کھود کھود کر کل حالات پوچھنا شروع کیے
اور ادھر ڈاکٹر صاحب نے جیلر کو بر قعہ اتروا کے جس جس کو
سیدانی نے بتلایا تھا اور تمام قیدیون نے گواہی دی معطل
کر کے صاحب انسپکٹر جنرل کے پاس رپورٹ بھیجی اور صاحب سپرنٹنڈنٹ
پولیس بغرض تلاشی مرزا فتح بیگ روانہ ہوے -

باب سیزدہم

مسٹر پٹرسن

مسٹر پارکر کے بعد ضلع فیروزنگر واقعی مسٹر پٹرسن جیسے
نیز مزاج حاکم کا محتاج تھا مسٹر پٹرسن ایک نئے فیشن کے
سویلین کم عمر ذی لیاقت اور صاحب اخلاق آدمی تھے
کیمبرج مین آنرز کی ڈگری حاصل کی تھی بیرسٹر تھے عربی
فارسی مین بزبان دانی کے امتحان دیکر انعام حاصل کر چکے
تھے ہندوستانیون سے بہت ہی دوستانہ طور پر ملتے تھے
اور چونکہ کسی زمانے مین علیگڈھ رہ آئے تھے لہذا آنریبل
سید احمد خان کی بہت ہی عزت کرتے تھے اور انسے نہایت ہی
بلا سوچی فرماتے تھے - مسٹر پٹرسن خود ایسے لائق تھے کہ وہ کام مین
کسی پر بھروسہ نہ رکھتے تھے اور سر رشتہ داری کی تو انکے وقت مین
ذرا بھی نہ چلتی تھی مسٹر پٹرسن ایک عالی خاندان آدمی تھے
سر جارج پٹرسن انڈر سکرٹری پارلیمنٹ کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے
اور بالطبع عالی خاندان آدمیون سے انکو نہایت الفت
رہتی تھی اب سنیے کہ مسٹر پارکر کے جاتے ہی ضلع کا رنگ
بدل گیا ہر شخص اسی فکر مین ہوا کہ رسوخ حاکم ضلع حاصل
کیا چاہیے ہنوز وہ اچھی طرح چارج سے بھی فارغ نہوے تھے
کہ چپراسی نے اطلاع کی حضور ڈپٹی برج لال ڈپٹی شوکت حسین
اور تحصیلدار اور منشی ہیرا لال محافظ دفتر سلام کو آئے ہین
صاحب - اچھا برج لال کو سلام دو -
قبل اسکے کہ یہ دو صاحبان مسٹر پٹرسن سے ملین تھوڑے
حالات ان حضرات کے بھی ناظرین کو بتلانا ضروری ہین
منشی برج لال صاحب قوم کے دھوسر اعلیٰ درجے کے
غیر محتاط اور نہایت ہی بے مادہ آدمی تھے غدر مین کچھ
خیر خواہی کی تھی اسکے صلہ مین ڈپٹی کلکٹر ہوگئے تھے تعصب
مذہبی حد سے زیادہ بڑھا ہوا تھا نہایت ہی بری طرح
مسلمانون سے پیش آتے تھے اور ہمیشہ ہندوؤن کی مدد کا
رہتے تھے - لالہ ہیرون لال کے بڑے پشت پناہ تھے اور
انکے لیے ادھر ادھر کوشش بھی کیا کرتے تھے ڈپٹی شوکت حسین
اور منشی برج لال سے آپسمین صفائی دلی نہ تھی کیونکہ دونون
صاحب اپنے اپنے رسوخ کے خواہان تھے اور ایک دوسرے کو
دیکھ نہ سکتا تھا برج لال وضع اور لباس مین بہت نئی لت کے
رہتے تھے ایک نہایت پرانا چغہ شالی خدا جانے کس وقت کا
انکے پاس تھا اور بقول منشی صفدر حسین خان بہادر
سب جج ہردوئی ایام غدر سے آجتک وہ برابر انکے زیب بدن رہا
صرف فرق یہ تھا کہ سینہ عہد و دلقہ حیات ہم آئین اب

زیادہ ہو گئے تھے۔

منشی شوکت حسین آگرہ کے رہنے والے قوم سید۔ اور شیعہ مذہب تھے پرانی قطع کے مسلمان تھے مذہبی تعصبات انکے مزاج میں بہت تھے اور نسیم احمد خان بہادر کو بھی نہایت برا جانتے تھے اور انکے جلسہ میں سواے سید کی برائی کے دوسرا مذکور بہت کم ہوتا تھا انکے مکان پر شام سے سب عمال اور ہمسایہ جمع ہوتے تھے اور ہر وقت اسی قسم کے مہمل تذکرات ہوا کرتے تھے ڈپٹی صاحب کو اپنی شان اور اپنے رسوخ جتلانے کا بہت شوق تھا اور ہمیشہ حکام کی عنایتوں کا تذکرہ بہت کیا کرتے تھے۔ شوکت حسین نے اچھی طرح تھے مکان ذرا ایشیائی تکلفات سے آراستہ رہتا تھا اور ناچ مجرا بھی اکثر ہوا کرتا تھا عام راے منشی شوکت حسین کی نسبت عزیزوں کے مسلمان سوسائٹی میں یہ تھی کہ ڈپٹی صاحب دو ایک کل کا آدمی ہے

چپراسی۔ ڈپٹی برج لال صاحب چلے صاحب نے سلام دیا ہے۔

ڈپٹی صاحب فوراً اٹھے اور چغہ سنبھالتے پگڑی درست کرتے ہوے چپراسی کے پیچھے ہوے۔ ادھر ڈپٹی شوکت حسین نے صاحب کے سردار کو بلایا اور یوں ہمکلام ہوے۔

ڈپٹی صاحب۔ کہو بھائی سردار اچھے تو ہو۔

سردار۔ سلام حضور ہاں آپکے اقبال سے۔

ڈپٹی صاحب۔ صاحب کا مزاج کیسا ہے تم تو اکثر تنگ ہو گے۔

سردار۔ مزاج تو اچھا ہے آپ لوگ سے بہت خاطر کرتا ہے ذرا المحوس لینے پر ناراض ہوتا ہے اور بہت ٹھیک ہے

پردھان لال۔ اور عملوں سے کسطرح پیش آتے ہیں۔

سردار۔ منشی لوگ کو مارتا بہت ہے لیکن کسی کو پرکھاس نہیں کرتا۔

ڈپٹی صاحب کمرے میں پہونچے

ڈپٹی برج لال صاحب نے بہت دور جوتہ اتارا اور دور ہی جھجک جھجک فرشی سلام کرنا شروع کیے صاحب کسیقدر اٹھے اور ہاتھ ملایا اور اپنے قریب کی کرسی پر بیٹھنے کو اجازت دی اور پوچھا کہ ول منشی مزاج آپکا اچھا ہے۔

ڈپٹی صاحب۔ حضور کے اقبال سے۔ حضور کی تشریف آوری تھا تا بعدار کو بڑی خوشی ہوئی اس ضلع کا حضور رنگ ہی اور تھا اب حضور تشریف لائے ہیں سب درست ہو جائیگا۔

صاحب۔ ول ہاں ہم سمجھتا ہے کہ ذرا لوگ یہاں بخوف بہت تھا مسٹر پارکر بہت نیک آدمی تھا ہم سب ٹھیک کر دیگا

ڈپٹی صاحب۔ مگر حضور پردھان لال بہت معقول آدمی ہے حضور اس سے بہتر دوسرا عملہ ضلع میں نہیں ہے

صاحب۔ او۔ یس۔ پردھان لال محافظ دفتر ہے صاحب اسکا حال ہوا کیا ہے جب اسکو سرشتہ دار بنایا جاتا ہے جب کوئی موقع ہوگا۔

ڈپٹی صاحب۔ حضور کی بڑی خداوندی ہوگی۔

اب صاحب بہادر چپ چاپ ہیں کہ کوئی اور بات چیت آپس کے دوستانہ برتاؤ کی ہو لیکن ڈپٹی صاحب ہاتھ جوڑے بیٹھے ہیں دس منٹ بعد صاحب نے یوں رخصت کیا کہ اچھا ڈپٹی صاحب ہم آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوا۔ اور پھر امید ہے کہ آپ سے جلدی جلدی ملاقات ہو۔

صاحب نے چپراسی کو آواز دی اور ڈپٹی شوکت حسین کو بلایا۔ یہ بھی اسیطرح بہت ہی ادب سے گئے اور جوتہ اتار کر با ادب سلام کیا۔

صاحب نے ہاتھ ملایا اور مزاج پوچھکر یوں ہمکلام ہوے

صاحب۔ ول ڈپٹی صاحب آپکا وطن کس ضلع میں ہے

ڈپٹی صاحب۔ خداوند نعمت ترقیواہ کا غریب خانہ ضلع آگرہ میں ہے حضور نے سنا ہوگا مرحومی محمد اکرم خان بہادر جو گوالیار میں وزیر اعظم ہیں اور گورنمنٹ انگلشیہ نے انکو

میں سلطنت کا خطاب عطا فرمایا ہے وہ کہتے ہیں کہ حقیقی سالے کے سالے کے ماموں زاد بھائی کے کچھ ہوتے ہیں۔

صاحب۔ (ہنسکر) ڈپٹی صاحب اس رشتہ کو پھر فرمایئے ہم اچھی نہیں سمجھا۔

ڈپٹی صاحب۔ حضور عالی مولوی اکرم صاحب بہادر اس غلام کے حقیقی سالے کے سالے کے ماموں زاد بھائی کے کچھ ہوتے ہیں۔

صاحب۔ او بہت قریب کا رشتہ ہے۔

ڈپٹی صاحب۔ حضور ہاں بہت ہی قریب کے رشتہ دار ہیں۔

صاحب۔ ول۔ آپکے ضلع کا کیا حال ہے۔

ڈپٹی صاحب۔ حضور کے اقبال سے سب لوگ خوش و خرم ہیں اٹھارہ برس بعد مسٹر پارکر صاحب بہادر تشریف لیگئے خدا کرے اب حضور بھی اسیطرح تشریف رکھیں۔

صاحب۔ او نہیں ہم اتنا روز نہیں رہیگا ہم تھوڑے دنوں بعد گورنمنٹ کا سکریٹری صیغہ مال ہو کر چلا جائیگا۔

ڈپٹی صاحب۔ پھر حضور کی جگہ کون ہوگا۔

صاحب۔ ہم جانتا ہے شاید مسٹر ہریسن جو اسوقت میں شکرپور میں سیٹی مجسٹریٹ ہے وہ آئیگا۔ وہ بڑا تیز آدمی ہے صاحب منصف بہت ہے لیکن ذرا جلد باز ہے۔ اچھا ڈپٹی صاحب ہم آج کام میں ہے ہم آپسے پھر ملیگا۔ کوئی ہے

چپراسی۔ حاضر خداوند۔

صاحب۔ اچھا تحصیلدار۔ محافظ دفتر دونوں کو ایک ساتھ بھیجو۔ دونوں صاحب تشریف لیگئے۔

صاحب بہادر نے باخلاق تمام صاحب سلامت کرکے اور کثرت کام کا عذر کرکے ایک منٹ بھر بٹھلا کر دونوں کو رخصت کر دیا۔

اب سب صاحب باہر نکلکر لگے لاف زنیان کرنے۔

ڈپٹی برج لال۔ صاحب بہت نیک آدمی ہیں۔ اور ڈپٹی خاوندی سے پیش آئے اور کوئی راز ایسا نہیں سمجھا جو مجھسے مخفی رکھا ہو۔

ڈپٹی شوکت حسین۔ جی ہاں مجھسے بھی کل حال اپنا بیان کیا یہانتک (آہستہ سے) کہدیا جو جناب دوسرا انگریز کبھی نہ کہتا۔

تحصیلدار۔ اور صاحب معاملہ فہم آدمی معلوم ہوتے ہیں لائق بھی ہونگے۔

مردان لال۔ مگر جناب اس سردار نے تو بڑی ستائی ہملوگون کے حق میں تو غضب ہی ہو گیا۔

ڈپٹی برج لال۔ اجی اس بڑچود کو کیا معلوم

اتنے میں سردار خانسامان سائیس سب کے سب آن موجود ہوے اردلی کے چپراسی بھی پہونچے۔

سردار۔ پھر حضور ہمکو کیا حکم ہوتا ہے۔

سب کے سب۔ بھائی مکان پر آتے جانا اب یہاں تھوڑی ہی موجود ہے۔

خانسامان۔ اجی پھر ایسی ہمکو غرض کبھی نہیں ہے کہ ڈیڑھ کوس دوڑے جائیں سو دفعہ چاہیے دیکھیے نہیں اپنا راستہ ناپیے۔

تحصیلدار۔ اجی جمعدار صاحب خفا کیون ہوتے ہو کیا ہملوگ تمسے باہر ہیں۔

چپراسی۔ اب لوگ ناوانی کیا ہماری بات دوسری تھی جب جی چاہتا دیتے گھر کا معاملہ تھا لیکن یہ لوگ ابھی نئے آئے ہیں صاحب بھی نئے ہیں انکو ناخوش نکرنا چاہیے (اور ڈپٹی صاحب کے کان میں منھ لگا کر آہستہ سے) مہاراج جمعدار کا بڑا اختیار ہے سیاہ سفید کے مالک ہیں۔

تحصیلدار۔ (آہستہ سے) بھئی اب یہاں تو ہم

کچھ نہیں ہے۔

ڈپٹی صاحب۔ اچھا خانساماں جی اب یہ آدمی ہمارے ساتھ کر دیجیے ہم وہاں سے ہو چکا ابھی آپکا حق پیدا ہو سکیگا ہملوگوں پر عنایت کیجیے اور بہت گرم نہوجیے۔

اس گستاخ تقریر کو اپنے کمرے سے مسٹر ڈلن اسسٹنٹ کمشنر نے جو اُس کوٹھی میں رہتے تھے اور ایک تازہ وارد نوجوان سویلین تھے اور مسٹر پٹرسن کے بڑے دوست تھے اپنے کان سے سنا اور انکو اسقدر غصہ آیا کہ انھوں نے بے تامل نکلکر دو دو تین تین چابک خانساماں اور بیرا کے لگائے اور ہزاروں گالیاں دیں اور اسقدر غصہ کیا کہ سب تھرا اٹھے مسٹر پٹرسن نے بھی غل سنا اور وہ بھی اپنے کمرے سے دوڑے دیکھا کہ یہاں تماشا ہو رہا ہے۔

پٹرسن۔ یہ کیا ہے ڈلن؟

ڈلن۔ کچھ نہیں پٹرسن میں نے اپنے کان سے سنا کہ تمھارے بیچ کے نوکر اور اردلی کے چپراسی ان ہندوستانی شرفا سے تمھاری ملاقات کا ٹکس وصول کرتے تھے یہ غریب عذر کرتے تھے خوشامد کرتے تھے کہ آج ہمارے پاس نہیں ہے اور یہ حرامزادے ڈراتے تھے۔

مسٹر پٹرسن۔ میں تہ دل سے تمھارا شکر گزار ہوا کہ تم نے آج بہت برسوں کی خیال کی ہوئی بات مجھپر آشکارا کیا میں نہیں سمجھتا کہ یہ ہندوستانی کس درجے بیوقوف ہیں۔ منادرجہ گزٹ افسران جنکی موقوفی کا اختیار مجھکو بھی نہیں ہے میرے نوکروں کو کسواسطے ڈرتے ہیں یہ حرامزادے کیا کر سکتے ہیں اچھا میں ابھی اسکا انتظام کرتا ہوں۔

ڈپٹی شوکت حسین۔ حضور عالی ہملوگ اپنے [illegible] کو ڈرتے ہیں آپکی ملاقات بغیر وساطت ان اردلیوں کے تو ممکن نہیں۔ پھر ہملوگ انکی عذر تشکر اری نکریں تو کیونکر آپکی ملاقات نصیب ہو۔

مسٹر پٹرسن۔ ول ڈپٹی صاحب آپ اتنا بڑا افسر ہو کر ایسی بات کہے تو بڑی شرم کی بات ہے کسواسطے آپ چھپا ہوا کارڈ نہیں رکھتے جیسے ہی آپ لوگ آئیے فوراً ہمارے چپراسی کو دیجیے کہ ہمارے پاس پہونچائیے اگر ہمکو ملنا ہوگا ہم بلا لیگا اور اگر کوئی چپراسی آپکا کارڈ ہمتک پہونچانے میں دیر کرے آپ ہمیں کچہری میں خبر کرے ہم اسکی ... اسکا بندوبست کریگا

مسٹر پٹرسن نے اسیوقت اپنے تمام ملازمان بیچ کو جو اُسوقت موجود پائے گئے برخاست کیا اور چپراسی کو بھی برخاست کر دیا اور اپنے مکان کے دروازے پر اور تمام کچہریوں کے دروازے پر یہ اشتہار لگا دیا کہ کوئی شخص چپراسیوں کو یا ہمارے ملازمان خانگی کو انعام نہ دے ورنہ اسجانب نہایت ناراض ہونگے اور اعانت دفعہ ۱۶۱ تعزیرات ہند کا مقدمہ قائم کیا جائیگا۔ مسٹر پٹرسن کی اس حرکت نے آنکی بڑی عزت کی اور آنکا پورا رعب قائم کر دیا اور ہر شخص نے اپنے مقام پہ پہنچ گیا اور اُس ضلع میں چپراسیوں کی لوٹ مار سے براے چندے پناہ ہوگئی۔

باب چہاردہم

سید دیانت حسین نائب تحصیلدار

میر دیانت حسین نائب تحصیلدار ہو کر حسام پور تشریف لیگئے حسام پور ایک چھوٹا سا قصبہ دریائے [illegible] کے کنارے واقع ہے [illegible] لالہ چرنجی لال صاحب تحصیلدار عجب شخص تھے بڑے بیحد کے غیر محتاط۔ خائن۔ جھوٹے۔ بے ایمان۔ اور قابو پرست تھے نائب تحصیلدار کی عزت انکی نگاہ میں ایک محرر سے کم اور اپنی عزت وہ کلکٹر سے زیادہ سمجھتے تھے شاہ محمود حسین ایک [illegible] آدمی تھے اور [illegible] بھی ہے [illegible]

ۂ تمام سختیان لالہ چرونجی لال برداشت کرتے تھے اور
بیچارے پنشن کے دن کاٹتے تھے - بھلا دیانت حسین کسطرح
سمجھ سکتی تھی - میر دیانت حسین کوئی مفسد یا غیر مطبع آدمی
نہ تھے لیکن اپنی ذاتی عزت وہ کھونا نہیں چاہتے تھے
اور ہمیشہ ایک شریفانہ برتاو کے متوقع رہتے تھے - دیانت حسین
نے تحصیل میں پہونچتے ہی میز کرسی پر کچہری شروع کی اور
ایسا سلامت روی کا طریقہ اختیار کیا کہ جو ہر طرح انکی تہذیب
اور لیاقت کے شایان تھا غریب صبح سویرے آنکا رہی چالیس
مثلیں نکلواتا دس گیارہ بجے تک وہاں بیٹھا بارہ بجے سے
شام تک کچہری میں سرگرم کرتا تمام تحصیل کا کام اپنے
سر لے لیا کل رپورٹین اپنے ہاتھ سے لکھتے داخل خارج کے
مقدمات میں تمام اظہارات خود لکھتے وصول باقی کا کام خاص
اپنے ہاتھ میں کر لی تمام وثیقات اپنی خاص نگرانی میں
پاس کراتے خزانے کا کام بھی خود لے لیا غرض جتنے فیصلے
مقدمات فوجداری اور کلکٹری سب کام دیانت حسین کرتے
اہلکار قانون نویس - سیاہہ نویس - محرر داخل خارج سب آنکے کے
جسٹر اور قانونگو - سب کے رقوم میں انکی ذات سے کفایت
پڑی اور یہ سب کی نظروں میں کھٹکنے لگے انکی دیانت کا
شہرہ ایسا بلند ہوا کہ تمام زمیندار اور اہل غرض جسکو کام
ہوتا سیدھا دیانت حسین سے کہتا اور یہ فوراً اسکا مدعا انکی
تکمیل کر دیتے وہ بیچارے جو چار چار روز عمال کے
گھر میں پڑے رہتے اور آنکے پنجۂ غضب میں گرفتار رہتے
جبتک نہ دیتے کے جرم میں گالیاں کھاتے وہ ہنسی خوشی
آتے اور اپنا کام کراکے چلے جاتے تھے -
لالہ چرونجی لال کو سید دیانت حسین کے آنے سے جو امید تھی
شاید آنکو تمام عمر کسی نائب تحصیلدار سے نہ تھی ہو - لیکن اسپر بھی
وہ دیانت حسین سے رضامند نہ تھے اور یہی چاہتے تھے

کہ کسیطرح یہ اس تحصیل سے تبدیل ہو جائیں لیکن لالہ جی کیا
کر سکتے تھے - مسٹر پارکر دیانت حسین کو اپنی اولاد سے کم نہیں
سمجھتے تھے اور مسٹر پیرسن جیسے آئے کو آنسے کوئی تعلق تھی
لیکن وہ بھی دیانت حسین کی بڑے عزت کرتے تھے اور
سب سے زیادہ اعلی درجے کی راے آنکی نسبت رکھتے تھے تمام
عمال تحصیل تحصیلدار صاحب کے یہان جاکر دیانت حسین کی
غیبت کیا کرتے تھے کبھی تحقیر کرتے کبھی کچھ فساد لگاتے تھے
تحصیلدار صاحب اور دیانت حسین کی رنجش روز بروز بڑھتی
گئی اتنے میں تحصیلدار صاحب ایک وضع کو ڈاک جو
کھولتے ہیں تو حسب ذیل عرضی نکلی -

غریب پرور سلامت

ہزور (حضور) کا انصاف زرب المثل (ضرب المثل)
شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں پارکر صاحب کے
وقت میں جو اندھیر تھے وہ سب جاتے رہے لیکن چرونجی لال
تحصیلدار اتبک اپنی ہر کاط (حرکات) سے باز نہیں آیا
دو دو آنہ رشوت لیتا ہے اور تمام شرک او ریل کی مرمت کا
روپیہ کھا گیا سرکار تحقیقات کرکے تحصیلدار کی سزا کرے
عرضی بندۂ خدا -
یہ عرضی بیرنگ لفافے میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے
نام گئی اور صاحب ممدوح نے اسپر یہ حکم لکھکر تحصیلدار صاحب کے
پاس بھیجا -
حکم - یہ پہلی عرضی ہمارے ملاحظہ میں آئی - تحصیلدار کو
ہم موقع اور دیتے ہیں اگر دوسری دفعہ آنکی شکایت ہمارے
گوش زد ہوگی تو ہم ضرور تحصیلدار کی نسبت حکم مناسب دینگے
یہ عرضی بجنسہ پاس تحصیلدار کے بھیجدی جاے -
اس عرضی کو پاتے ہی لالہ چرونجی لال کے مکان پر
ایک کونسل جمع ہوئی اور اسکی فکر پیدا ہوئی کہ آخر یہ کسکی

مرحلہ ہو بالاتفاق یہ طے پایا کہ میر دیانت حسین سے یہ عرضی
بھیجی وہاس بات پر تحصیلدار کو اسدرجہ اشتعال ہوا کہ وہ
اپنے جامے مین نہ رہے اور انھون نے اسی وقت جو کچھ آیا
جی مین آیا انکے پیچھے علم طومار پڑے اچھالا دیانت حسین کی
نسبت کماحقہ نے یہ بھی صلاح دی کہ بندہ خدا کی عرضیون کا
انسداد ضروری امر ہو اور اسکے لیے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین
کرچہ عرضیان ایسے مضمون کی روانہ کیجاوین کہ صریح [illegible]
اور جھوٹی ہون کہ جنکو پاکر حکام لوگ کل عرضیان انکی اسی
طرح کی سمجھ جاوینگے اور پھر بندہ خدا پر اعتبار نہوگا دوسرے دن
صبح کو مسٹر پٹرسن کی ڈاک مین یہ گمنام عرضی گئی۔

"حضور والا - دیانت حسین تمام تحصیل لوٹ رہا ہے
وہ دو روپیہ فی چالان آبکارون سے وصول کرتا ہے اور
صبح سے شام تک میخواری اور بنگ نوشی مین بسر کرتا ہے اسکا
باپ باغی سرکار تھا یہ سرکار خیر لے - عرضی سیندلان تحصیل
حسام پور"

مسٹر پٹرسن نے اس عرضی کو بھی انگریزی لفافے مین
کرکے میر دیانت حسین کے پاس "واسطے ملاحظہ" کے بھیجدیا
دوسرے دن دو بجے کی ڈاک مین انکو ایک اور عرضی
ملی جسکا مضمون یہ ہے

"حضور عالی - مسٹر ڈلن اسسٹنٹ کمشنر سے رانی
جیپال کنور رانی چندا پور سے آشنائی ہوگئی لاکھون روپیہ
رانی صاحبہ سے ڈلن صاحب وصول کر رہے ہین اور ریاست
تباہ ہوئی جاتی ہے راجہ ہرپال سنگھ نابالغ کو منجانب ڈلن صاحب
عنقریب زہر دیا جائیگا اور بعد اسکے ڈلن صاحب نوکری
چھوڑ کر چندا پور کا راج کرینگے حضور اسکا انسداد کریں
عرضی رؤسائے ضلع فیروزنگر [illegible] کمشنر [illegible]"

مسٹر پٹرسن نے یہ عرضی اصلی جنٹ کمشنر صاحب کے پاس [illegible]

شکایت چیت لکھی تھی -

"خداوند نعمت - مسٹر پٹرسن جبسے اس ضلع مین آئے ہین
عجب اندھیر مچا رکھا ہے شجاعت خان جمعدار کی معرفت
دھڑلے سے رشوت لیتے ہین کل حکام سے تنخواہین مقرر کر رکھی
ہین اور تمام ضلع تباہ ہو رہا ہے اگر پٹرسن صاحب ضلع
سے تبدیل نہ کیے جاوینگے تو اندیشہ ہے حضور انکو زندہ نہ پاوینگے
اگر اسپر توجہ نہوئی تو ہم معاملے کی اطلاع لارڈ صاحب کو
کرینگے - عرضی [illegible]"

ان [illegible] کے پانے کے بعد اور طلبی انھون نے
تعریف [illegible] مسٹر پٹرسن کو سیندھی غصہ آیا اور سب عرضیان
چاک کر ڈالین اور بندہ خدا کی عرضیون کا قطعی اعتبار انکے
دل سے جاتا رہا اور اس روز سے انھون نے عہد کر لیا اور پھر
کوئی گمنام عرضی انھون نے نہین پڑھی اور ہمیشہ چاک کر ڈالتے تھے
اسمین شک نہین کہ یار لوگ اپنے جوڑ مین کامیاب
ہوے اور بندہ خداؤن کا زور خدا خدا کرکے ٹوٹ تو گیا لیکن
غریب دیانت حسین اس عرضی کو پاکر بہت ہی پریشان ہوے
اور انسے کچھ نہ بن پڑا سواے اسکے کہ وہ فوراً [illegible] آئے
اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے ملاقات کی صاحب نے بہت ہی
اخلاق سے ملاقات کی برامدے تک لینے آئے ہاتھ ملایا -
ڈرائنگ روم مین لیگئے اور وہان بڑی دیر تک دوستانہ
باتین کرتے رہے -

صاحب [illegible] دیانت حسین اس ضلع کے لوگ بہت شریر
[illegible] ہوتا ہے ہزارون جھوٹی عرضیان جاتا ہے -
دیانت حسین - ہان ایک میری نسبت بھی آئی جسکو
آپ نے مہربانی سے میرے پاس بھیجدیا - اور آپ نے شاید سمجھ لیا ہوگا
کہ [illegible] کسی دشمن کا فعل تھا -
[illegible]

اوپر کبھی گذرا اور ایک ڈولن صاحب پر۔ ڈولن صاحب اور
رانی عیدا پور سے آشنائی لکھا تھا ہم جہانتک جانتا ہے ڈولن صاحب
کبھی رانی صاحب کے گھر تک نہیں گئے۔

دیانت حسین۔ اسکا سبب میرے ذہن مین یہ آتا ہے کہ
پہلے ایک دو عرضیان آپکے پاس اصل حالات کی گذرین
اور آپ نے شاید اسپر توجہ بھی کی لہذا آپکے دل سے بندہ
خدا کی عرضیون کا اعتبار اٹھ گیا لیکن یہ فکر کی گئی کہ اس قسم کی
بیہودہ عرضیان آپکے خیال سے روا نہین مگر جو کچھ ہو
بندہ خدا کی عرضیون پر میری رائے مین توجہ کرنا ایک
فضول بات ہے یہ ایک ایسی آسان بات ہے کہ جسکے کرنے مین
لوگون کو ذرا بھی پس و پیش نہین ہوتا سٹر پارکر کبھی ایسی
عرضیون پر توجہ نہین کرتے تھے۔

صاحب۔ او۔ آپ بہت سچ کہتا ہے ہم پہلے سے
خیال کیا تھا کہ یہ کالا لوگ کی شرارت ہے ہم اب بندہ خدا کی
عرضیون پر کبھی توجہ نہین کریگا۔ دیانت حسین ہم تمکو بہت جلد
ایک تحصیلدار دیکھیگا چرونجی لال کو اب پنشن لینا چاہیے
وہ بہت بڈھا ہے۔

دیانت حسین نے بہت شکریہ ادا کیا اور رخصت ہو کے
حسب ذیل اشعار تصنیف کر کے گمنام دیانت حسین کے
مکان پر لگا دیے۔ ؎

کرو آشنا نہ پاجی ہین تمہین ذلت تو آنی ہے
پڑینگے تم پہ وہ جوتے کہ سر مین مار کھانی ہے
ملیچھ ہو کر ستاتا ہے ہنودون کو اے ظالم
خدا کی مار اے پاجی تجھے تو کالا پانی ہے
اگر ہم لیتے رشوت ہین تمھارا کیا اجارہ ہے
تمھارا دخل اسمین کیا ہمارا حق زبانی ہے
پڑینگے اسقدر جوتے کہ ہوگی چاند اب گنجی
سنائے دیتے ہین تجکو مصیبت جو کہ آنی ہے
گیا تو بھول اے نادان تو اپنے باپ کا مرتا
اسی ذلت سے اے پاجی تری بھی جان جانی ہے

باب پانزدہم

مرزا فتح بیگ کی تلاشی

مسٹر باورڈ فورا جیل سے اپنے بنگلہ پر آئے اور دو تین
کانسٹبل اور ایک انسپکٹر کیا ان سنگ ادلین سے لیکر روانہ ہو
فورا حیدر گنج مین پہونچکر مرزا فتح بیگ صاحب وکیل کا گھر
گھیر لیا اور مولوی قطب الدین حسین اور لالہ گنگا نرائن دو
معزز باشندگان محلہ کو بلوا کر مرزا صاحب کے مکان کی
تلاشی لی۔ کپڑون کے صندوق مین وہ ہی دوشالہ کشمیری برآمد ہوا
مسٹر باورڈ اسکو دیکھتے ہی مارے خوشی کے پھول گئے اور
مرزا صاحب کے آگے حواس غائب ہوے کہ الٰہی خدایا یہ کیا
بلا نازل ہوئی مرزا صاحب نے آہستہ آہستہ آیۃ الکرسی اپنے
اوپر دم کرنا شروع کی۔

صاحب سپرنٹنڈنٹ۔ ول وکیل صاحب۔ آپ
یہ دوشالہ کہان پایا۔

وکیل۔ حضور کسی موکل نے شکرانہ مین دیا تھا۔ مگر
مجھے نام یاد نہین۔

سپرنٹنڈنٹ۔ مرزا تم جھوٹ مت بولو۔ ہمکو پورا قصہ
معلوم ہو چکا ہے اب تمھارے واسطے بہت خرابی کا دن آنیوالا ہے

مرزا صاحب۔ حضور مالک ہین اور مین ادنیٰ غلام
مین قانون سے واقف ہو کر کوئی فعل خلاف قانون نکرتا

سپرنٹنڈنٹ۔ چپ ہو۔ تم ایسا بے ایمانی کیا کہ کوئی
بدمعاش بھی نہین کرتا۔ اچھا اب تم یہ بولو کہ تم سپاہی کو
کیسے قید کرایا۔

مرزا صاحب۔ (مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگے)

خداوند نعمت وہ چور آچکی اور بدمعاش تھی اُسنے میرے نوکر کی انگوٹھی چرالی - مین نے پولیس مین اطلاع کی جمعدار دیندیال صاحب نے تحقیقات کی حسب ضابطہ چالان ہوا تحصیلدار صاحب کے اجلاس سے سزایاب ہوئی -

سپرنٹنڈنٹ - او! وہی بات ہے جو ہم سمجھا تھا ہمارے دوست دینددیال نے چالان کیا اچھا اب ہم آپکو اور اُسکو دونون کو چالان کریگا -

مسٹر ہاورڈ نے اُسیوقت دوشالہ اپنے پاس رکھ لیا اور وکیل صاحب کو مع جمعدار و گواہان جمعدار دینددیال ہیڈ کانسٹبل کو لیسے بلا کر کوٹھی پر لیگئے اور وہین صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور ڈاکٹر صاحب بہادر کو بلوایا کارروائی شروع ہوئی مرزا فتح بیگ وکیل کا سب سے پہلے اظہار ہوا - وہ سب سامان دیکھکر کچھ ایسا سٹ پٹائے کہ اُنھون نے کل قصہ راست راست بیان کر دیا - سیدانی کا دوشالہ چھینا اُسکا تقاضا کرنا مرزا صاحب کا بُرا ماننا دینددیال کا اُنکا تابع آنا مقدمہ سرقہ قائم کرنا تحصیلدار صاحب کا بڑھیا کو قید کرنا - کل امور بالتشریح بیان کر دیے -

جب وکیل صاحب اپنا بیان ختم کر چکے تو دینددیال کو بھی غصہ آیا اور اُسنے بھی کل حال بیان کیا اور کہا کہ مین اکیلے اس مقدمے کے بنانے مین شریک نہین تھے بلکہ ہمارے دار وغہ اور مرزا صاحب اصل بانی مبانی تھے - سردار خاص طلبیدہ مرزا صاحب آیا جسنے انگوٹھی کی شناخت کی اور تمام گواہ مرزا صاحب کے خود بنائے اسکے بعد چراغ علی کی بیوہ طلب کی گئین اُنکا اظہار ہوا اُنھون نے ڈولی مین بیٹھکر اپنا اظہار لکھایا اور وہ چادر شناخت کی اور سیدانی کی صفائی بیان کی اور کل واقعات بیان کردہ سیدانی کی تصدیق ہوئی تحصیلدار صاحب کا بھی اظہار لیا گیا اُنھون نے لاعلمی محض بیان کی چونکہ اُس دن ساڑھے آٹھ بجے رات تک اس مقدمہ کی کارروائی ہوئی تھی اور ابھی بہت سے اظہارات باقی رہگئے تھے لہذا مقدمہ دوسرے دن کے واسطے ملتوی ہو کر گیارہ بجے پھر پیش ہوا کہ مسٹر ڈلن و ڈاکٹر بھی آگئے -

صاحب ڈپٹی کمشنر - گوڈمارننگ ڈاکٹر اینڈ ڈلن -

ڈلن - میرے آنے سے تمھارا کوئی ہرج تو نہوگا -

صاحب - او بالکل نہین آج ان حرامزادون کا مقدمہ میرے سامنے پیش ہے اس غریب بڑھی عورت پر ایسا ظلم ہوا کہ جسکو خیال کرنے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین مرزا نے بدمعاشی سے استغاثہ کیا پولیس نے بے ایمانی سے چالان کیا بے ایمان تحصیلدار نے بے انصافی سے سزا دی جیل والون نے حرامزدگی سے اسپرظلم کیا ڈاکٹر نے مہربانی سے مجھکو اطلاع دی اور مسٹر ہاورڈ نے بڑی لیاقت سے کل مقدمہ کو اُفشا کر دیا اور کل ثبوت بہم پہونچایا -

ڈلن - مین بہت دنون سے قدرت حسین کی بے انصافی جانتا تھا میرے سائیس نے ایک راستہ چلنے والے کو مارا تھا اور اُلٹی نالش اُس نے میندار پر کر دی تھی تحصیلدار نے بالکل میری خوشامد مین گو کچھ بھی ثبوت نہ تھا ایک ہفتہ قید کر دیا تھا -

مسٹر ہاورڈ - مگر ڈاکٹر تمھارے واسطے بڑی نیکنامی اس معاملے مین ملی ہے اور بیشک تمنے بڑی بہادری کیا -

ڈلن - اور اس بڑھی کا پہلے کیا بیان ہوا تھا -

صاحب ڈپٹی کمشنر - منشی بڑھی کا بیان پڑھو جو تحصیلدار کے سامنے ہوا تھا اور بڑھی تم سنتی جاؤ -

منشی جی نے پہلے پولیس کے سامنے کا بیان یون پڑھکر سنایا کہ مین قوم کی رنگریزن ہون اور شاہجہانپور مین

میر گھر سے ...

بڈھی — [illegible]

مین رنگ بدل رہی ہے ... سیدانی ... [illegible]

کھڑا ہی رہا ہے ... آئی پھر اسی شہر مین

ہوئی ... سمجھا ہو کہ کیا جانون۔

انکا ... لوگ سب ... کر ... [illegible]

صاحب ... منشی نے کہا کہ اچھا ...

منشی ... اس شہر مین بھی آنکی

آج ... نصیب نہین ہوا

بڈھی — اے خدا تجھے غارت کرے میرے دشمن بھیک مانگین

میرے بھی بھیک نہین تجھے ... کو ...

میرا ... موجود ہے ... بھیک مانگون۔

بڈھی کی اس تقریر کا ... [illegible]

اثر ہوا ... سب حکام ... [illegible]

... بہت ... اور وہان جا کر دیکھا ... [illegible]

... سیدانی ... [illegible]

... سیدانی کی ... [illegible]

اور ... بیان کی۔ صاحب ... کو ... تحقیقات

ہو ... بہت ہی غصہ آیا اور اس ... ہوا

... ہو نہین سکتی ... [illegible]

... مقدمہ ... دن ... [illegible]

تحصیل ... دن کے لیے ... سیدانی کو

اپنے گھر جانے کی اجازت دیگئی۔

ادھر تو یہ مقدمہ ہو رہا تھا اور ادھر تمام شہر مین ایک ہنگامہ مچا ہوا تھا گھر گھر اسی مقدمہ کا تذکرہ ... رونا تمام لوگ ... اور بیچارے تحصیلدار کے گھر مین تو ... [illegible]

نہین جاتا تھا مسجدون مین دعا خوانیان ہوتی تھین دینداران کے یہان ... تھے پوجا کرتے تھے اور حکام کی برافروختگی اس حد کو بڑھی ہوئی تھی کہ کوئی وکیل بھی مارے خوف کے پاس کھڑا نہ ہوتا تھا بیچارے تحصیلدار ہر شخص کی خوشامد کرتے تھے سیدانی سے ہموار کرنے کی بہت تدبیرین کی گئین مگر وہ اپنی موتی کی سی آبرو جانے پر ہزار ہا روپے ... کی بھی پروا نکرتی تھی۔ بیچارے قدرت حسین اس انقلاب زمانہ مین ایسے پریشان و حیران ہوے کہ عیاذاً باللہ دشمن تو دشمن دوستون نے بھی ملنا چھوڑ دیا کوئی ہمدرد نہ تھا ... شخص ہنسنے کو ... البتہ جو کچھ ... کی وہ سررشتہ دار صاحب کا لڑکی یعنی میر محمد حسین صاحب جونپوری تھے لیکن ... خالی از علت نہ تھی ایک ہزار روپیہ نقد سررشتہ دار صاحب نے ٹھہرایا تھا کہ اگر پورے طور پر صفائی ہو جائے تو یہ رقم دیجائے لیکن افسوس سررشتہ دار صاحب کا کچھ بھی بس نہین چلتا تھا اور معاملات کی صورت ابھی پیچیدہ ہو گئی تھی کہ سمجھنا دشوار تھا —

مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

ایکدن بیچارے تحصیلدار صاحب ڈپٹی شوکت حسین صاحب کے ... ڈپٹی صاحب ... اور انکی ... گفتگو ہوئی —

ڈپٹی صاحب — جناب تحصیلدار صاحب افسوس ہو کہ آپکا ... پیچیدہ ہو گیا آپ ... اسکا ... نہین کیا ... اسکی نوبت نہ آتی کل ... آپکے معاملہ مین ... صاحب سے تذکرہ رہا وہ بھی بہت افسوس فرماتے تھے اور مین نے بھی جو جو زبان سے یاری دی ... انکا ذکر کیا مگر تحصیلدار صاحب مین بھی ... آپ نے اپنی

بہت کی سیدانی ایک شخص ہو آدمی تھی آپ نے انکو پہچانا تک نہیں
خوشامد بخش ناظر منصفی۔ حضور غضب دانی ہو گی
یہ بیچارے تحصیلدار سیدھے آدمی انکو پولیس والون نے مکر
تباہ کیا۔
شیخ فضلیت حسین۔ اب یہ حضور کے بے سنبھالے سنبھل
سکتے نہیں۔ حضور انکی دستگیری کریں۔ اور آج اسوقت
جو نام حضور کا اس ضلع مین ہے دوسرے کا نہین ایک ڈپٹی
برج لال صاحب بھی تو ہین کوئی پوچھتا بھی نہیں کہ کس
کھیت کی مولی ہین۔
ڈپٹی صاحب۔ (مسکرا کر) ہمکو کچھ عذر نہیں ہین ہمیشہ
ہر شخص کا خیر خواہ رہتا ہون اور کولھو والے صاحب سے
پورا تذکرہ ہو گیا آپ اطمینان فرمائیے۔ تحصیلدار صاحب آپ
ذرا نہ گھبرائیے۔ اس کی غلطی کس سے نہیں ہوتی صاحب کے
فیصلے کمشنری مین منسوخ ہوتے ہین۔ کمشنری کے فیصلے
جوڈیشیلی مین منسوخ ہوتے ہین فیصلہ کا منسوخ ہونا کوئی
جرم نہیں ہو سکتا اگر موقع ہو تو آپ (آہستہ سے) پادری صاحب کے
یہان بھی ہو آئیے وہ بڑے نیک آدمی ہین اور انکا کہنا
(اور بھی آہستہ سے) سب حکام مانتے ہین۔

بیچارے مصیبت کے مارے میان قدرت حسین جو اور
فکرین کرنے والے تھے کولھو والے صاحب کے بھروسے پر
اس سے بھی غافل ہوئے اور صبح تڑکے حسب صلاح ڈپٹی صاحب
پادری صاحب کے سلام کو تشریف لیگئے۔ اطلاع ہوئی پادری صاحب نے
فرمایا کہ ہم ساڑھے گیارہ بجے ملینگے اسوقت تک باہر بیٹھین
اور مقدمہ دس بجے پیش ہونے کو تھا اب یہ بیچارے عجب
کشمکش مین پڑے ادھر اطلاع کرا چکے بے ملاقات کیے
جا نہیں سکتے اور ادھر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی ناخوشی کا
کھٹکا ایسی ادھیڑبن مین بیچارے درخت کے نیچے ٹہلنے لگے
جو نکلتا وہ کہتا کہ صاحب ذرا میان آنا صاحب اسوقت کیا
کر رہے ہین۔ وہ جواب دیتا کہ غسل خانہ مین ہین۔ دوسرا
نکلا تو جناب جمعدار صاحب ہماری مشکل آسان کیجیے۔ وہ کہتا
دس بجے کچہری جانا ہے آبرو پر بنی ہوئی ہے۔ وہ جواب دیتا
"ابھی تو آپکے واسطے صاحب اپنا کام چھوڑ دینگے۔ میم صاحب
بیٹھی ہوئی ہین ہم کیسے اطلاع کر سکتے ہین" سائیس نکلا
"ابھی گراس کٹ صاحب میم صاحب کیتک اپنے کمرے مین
جائینگی" جواب ملا "ہم گراس کٹ نہین ہین سائیس ہین
ذرا اجیان سنبھال کے بولا کیجیے"
تحصیلدار صاحب "بھائی قصور ہوا ہمکو معلوم نہ تھا
میم صاحب کیتک جائینگی"
سائیس "آیا ہے پوچھنے ہم کیا جانین"

الغرض ساڑھے دس بج گئے اور ڈپٹی کمشنر صاحب کے
اجلاس مین تحصیلدار صاحب کی پکار شروع ہوئی اور تحصیلدار صاحب
غائب چپراسی پر چپراسی دوڑا جاتا ہے تحصیل پر ملتے ہین نہ مکان
ہین کہین پتہ نہیں صاحب مارے غصہ کے میز پیٹ رہے ہین
اور بار بار چلاتے ہین اور یہان تحصیلدار صاحب پادری صاحب کی
ملاقات کے فکر مین درختون کے نیچے ٹھنڈی ہوا کھا رہے ہین
جب گیارہ بجے بھی تحصیلدار صاحب نہ ملے صاحب کلکٹر نے
حسب ذیل روبکار لکھوا دیا۔

روبکار

ہمنے بہت صاف الفاظ مین قدرت حسین تحصیلدار
حضور تحصیل کو فہمایش کر دی تھی کہ تاریخ امروزہ ٹھیک
دس بجے کچہری مین حاضر ہو تاکہ انکے روبرو محرر جوڈیشل کا
اظہار تحریر کیا جائے لیکن وہ ابتک حاضر نہیں اور انسے طرح
ہماری عدول حکمی کی لہذا۔

حکم ہوا کہ

قدرت حسین آجکی تاریخ سے معطل سمجھا جاوے اور سید دیانت حسین نائب تحصیلدار بجائے اُنکے قائم مقام تحصیلدار حضور تحصیل مقرر کیا جاوے اور بذریعہ سوار احکام جاری ہوں۔

اس حکم کے ہوتے ہی تمام کچہری میں ایک تزلزل پیدا ہو گیا اور ہر شخص کو ایک سکتہ سا ہو گیا اتفاق سے سید دیانت حسین اُس دن فیروز نگری میں آئے ہوئے تھے لہذا سوار کے جانے کی نوبت نہیں پہونچی اور اُسی دن چارج ہو گیا۔

اب سنیے اودھر خدا خدا کر کے ساڑھے گیارہ بجے پادری صاحب سے ملاقات ہوئی۔

پادری۔ ول تحصیلدار کیا حال ہے آپ کبھی انجیل مقدس بھی پڑھتا ہے۔

تحصیلدار۔ ہاں حضور پڑھتا کیوں نہیں ہوں یہ بھی تو کتاب آسمانی ہے۔

پادری۔ ہم اپنی میم صاحب کو آپکے گھر بھیجا کریگا وہ آپکی بیگم صاحب کو راہ نیک بتلا دیگا اور یسوع مسیح کے گیت کی کتاب ہم آپکو دیتا ہے اسکو آپ ضرور پڑھیگا۔ بہت اچھا چیز ہے۔

تحصیلدار (ہاتھ جوڑ کر) خداوند میں تابعدار وہ گناہ ایک مصیبت میں گرفتار ہوں ایک چور کو میں نے سزا دی اب اُسی کے کہنے پر بڑے صاحب مجھسے برہم ہیں اگر حضور اس بلا سے مجھکو نجات دلا دیں تو جو حضور حکم دیں بجا لاؤں حضور بڑے صاحب سے میری سفارش کر دیں تو ضرور میری مشکل آسان ہوگی حضور مالک و مربی ہیں سوا حضور کے کہاں جاؤں۔

پادری۔ یہ کیا آپ گستاخی کا بات بولتا ہے آپ جب مقدمہ میں ہے تو کسواسطے ہمسے ملاقات کیا ہم ایسے آدمی نہیں ملتا ہے مسیحی مذہب اُسکے واسطے ہے جو خوشی سے ایمان لاوے ہم مسیح مذہب کے لالچ میں کسی کی سفارش نہیں کر سکتے اچھا اب آپ رخصت ہوں۔

یہ کہکر وہ اپنے دوسرے کمرے میں چلے گئے اور تحصیلدار مسیحی گیت کی کتاب کو بغل میں دابے اور لاحول پڑھتے باہر نکلے گھڑی جو دیکھتے ہیں تو بارہ بجنے میں دس منٹ باقی ہیں ہوش اُڑ گئے بے تحاشا گھوڑا دوڑا کر کچہری آئے جیسے ہی گھوڑے سے اُترے کہ ایک چپراسی نے بڑھکر خبر دی کہ حضور کہاں تھے سب ڈھونڈھ ہارا کہیں آپ نہ ملے صاحب نے معطل کر دیا۔

تحصیلدار۔ ایں معطل کر دیا! افسوس میں یہ دیکھی صاحب یہاں صبح سے موجود تھا ڈپٹی صاحب نے کہکر مجھے خراب کیا ہائے میں تو کہیں کا نہ رہا اب تمام کچہری کے لوگ۔ وکیل۔ مختار۔ زمیندار۔ اسامی وغیرہ سب تحصیلدار صاحب کے گرد ہیں اور سب لعنت ملامت کرتے ہیں کہ آپ کہاں چلے گئے تھے بیچارے تحصیلدار دانتوں میں زبان ہو رہے تھے سب کی باتیں سنتے تھے ٹھیک ایک بجے صاحب نے پھر طلب فرمایا۔

صاحب۔ تحصیلدار تم کہاں تھا اور کسواسطے دس بجے حاضر نہیں ہوا۔

تحصیلدار۔ حضور میں پادری صاحب کے یہاں گیا تھا وہیں دیر ہو گئی۔

صاحب۔ ول چاہے آپ پادری صاحب کے پاس جائے چاہے مولوی صاحب کے پاس جائیگے یہ عذر نہیں سنا جا سکتا ہمنے آپکو معطل کیا۔

تحصیلدار۔ حضور مجھکو ڈپٹی صاحب نے خراب کیا اتنی عمر ہوئی میں تو کبھی پادری صاحب کے یہاں نہیں گیا تھا آج کا بیکو جاتا ڈپٹی صاحب نے بھیجا کہ حضور سے اُنسے رسم ہے اُنکے ذریعہ سے میں خطا معاف کراؤں۔

صاحب۔ اب مقدمہ پیش ہو محمد چوڈینل کا اظہار شروع ہوا محمد کریم ولد عبدالرحیم قوم شیخ ساکن جہان آباد عمر

تخمیناً چالیس برس بحلف-

میں اس ضلع میں گیارہ برس سے آیا ہوں پہلے تحصیلدار قدرت حسین صاحب کا خانگی محرر تھا وہ میرے چچازاد بھائی ہوتے ہیں انھیں کی سفارش سے میں محرر جوڈیشل مقرر ہوا تین برس سے اس تحصیل میں ہوں جب اس سیدانی کا مقدمہ پیش ہوا میں موجود تھا میرے روبرو اسکا بیان تحریر ہوا تھا اسنے جرم سے اقبال نہیں کیا تھا لیکن سزا ہوئی اور اصل تقصیر عدالت میں کی تھی دوشالے کا قصہ مجکو پہلے نہیں معلوم ہوا تھا مگر جب میر خادم علی صاحب کی بی بی کو تحصیلدار اپنے گھر بلالائے تب کل حالات معلوم ہوئے تھے اور تحصیلدار صاحب نے بھی سنا تھا مرزا فتح بیگ کے بلوانے کا ارادہ ہی تھا کہ یہ مقدمہ اٹھ کھڑا ہوا-

سوال عدالت- حجن کسطرح سے تحصیلدار صاحب کے گھر میں ہے-

جواب- حجن بڈھی آدمی ہے حضور بدگمان نہوں اور حجن ہمشیرہ صاحبہ خود تحصیلدار کی نگرانی رکھتی ہیں-

صاحب- کیا بکتے ہو- سوال کا جواب دو-

جواب- حضور دس ہزار کا بیمہ ہے روپیہ ابھی وصول نہیں ہوا کارروائی بہت ہو رہی ہے کمپنی کو لکھا گیا ہے-

صاحب- کیسا روپیہ-

جواب- خداوندی خادم علی کی زندگی کے بیمہ کا- حجن صاحب نے تحصیلدار کو بخش دیا-

بڈھی سیدانی- حضور یہ مواجھوٹا ہے اس بیچاری بیوہ کو کانوں کان خبر نہیں بھلے آدمی کی زندگی کا بیمہ ہوتا ہے-

صاحب- سیدانی تم چپ ہو- ہم سب پوچھ لیگا-

القصہ کل حالات محرر جوڈیشل نے صاحب سے مفصل بیان کیے اور صاحب نے حجن کی طلبی کا پھر حکم دیا-

باب شانزدہم

فیروزنگر میں ہیضہ

ادھر تو حاکم جدید کی تیز مزاجی کی آفت کچھ وبا سے کم نہ تھی ادھر دراصل فیروزنگر میں وبا کی بیماری پھیلی ہر روز صدہا موتیں ہوئے لگیں ہیضہ کیا گھر کے گھر صاف ہو گئے خاندان کے خاندان بیچراغ ہو گئے میر محمد حسین صاحب بھی جو سررشتہ دار کلکٹری ایک مراقی آدمی تھے اس قسم کی بیماریوں سے بہت ڈرتے تھے ہر دروازے پر سرکہ کی ہانڈیاں لٹکائی تھیں لخلخہ کی چوکیاں مکانوں میں چھپاں تھیں کہیں کافور رکھا تھا کہیں کھانڈ اڈاپٹ کی شیشیاں جمع تھیں تمام مکان عطر سے معطر کیا تھا اور پورا پورا وہی سامان میر صاحب نے بھی کیا تھا جو مولانا نذیر احمد صاحب بہادر نے نصوح کے حالات میں توبۃ النصوح میں تحریر فرمایا ہے —

میر محمد حسین ایک نوکری پیشہ آدمی تھے گھر میں کوئی زمینداری وغیرہ نہ تھی صرف نوکری پر دارمدار تھا ادھیڑ عمر آدمی تھے اور بہت ہی صاف شہری طور سے رہتے تھے آمدنی سے خرچ زیادہ تھا گو پیشہ محتاط تھے لیکن آنکی مسافر نوازی برادر پروری کا شہرہ تھا ہر روز دس پانچ مہمان آنکے گھر آتے اور انھیں کے یہاں قیام فرماتے تھے روٹی دینے کا میر محمد حسین کا خاص نام تھا بیچارے کے پاس کچھ پس انداز نہوتا تھا "چار چو پائے آٹھ آئے خالی ہاتھوں گھر کو آئے" کی مثل پورے طور سے آنپر صادق تھی ایک بیٹا اٹھارہ انیس برس کی عمر کا عربی پڑھتا تھا فارسی کی تکمیل ہو چکی تھی فقہ اور منطق پڑھتا تھا ایک بیٹی پندرہ برس کی ناکتخدا انھی بہت ہی کامل فارسی اور عربی کی تعلیم سے

اس لڑکی کی ہوئی تھی اسکی لیاقت اور تمیزداری و ہنر حسن کی
اس شہر میں شہرت تھی بلکہ یہ بھی سنا گیا ہو کہ جب شاہزادہ بیدار
بخت نگر تشریف لیگئے تھے تو جناب شاہزادی صاحبہ نے بیراہ
راہ خسروانہ اس لڑکی کی لیاقت سنکر اسکی ملاقات کا شوق
ظاہر فرمایا تھا اور پھر اپنی مسٹر یا پر کر صاحبہ مس کا لسن جو
زنانہ مشن کی سپرنٹنڈنٹ تھیں خود تشریف لیجا کر میر محمد حسین کے
غریب خانہ کو اعزاز بخشا تھا اور جو دستانے خاص اپنے ہاتھ کے
بنائے ہوے میر محمد حسین کی صاحبزادی نے پیش کیے تھے وہ
حضور شہزادی صاحبہ نے بہت ہی پسند کرکے قبول فرمائے تھے
جب فیروزنگر میں وبا کی کثرت ہوئی اور تار برقی خبر آنے لگیں
میر محمد حسین صاحب نے شہر چھوڑ دینے کا ارادہ کیا اور صاحب ڈپٹی کمشنر
سے دو مہینے کی درخواست رخصت کی مگر چند وجوہ سے انکی رخصت
نامنظور ہوئی جبدن سے وہ رخصت نامنظور ہوئی اس روز سے
وہ اپنے مرنے کی بابت پیشین گوئیاں کیا کرتے تھے اور لوگ یہ کہ
لیتے تھے کہ ،، منشی جی آپکو تو وہم ہو گیا ہو،، غذا میں بھی تقلیل
شروع کردی تمام گھر میں چاول پکنے کی ممانعت کردی ارہر کی
دال کوئی خواب میں بھی دیکھنے نہیں پاتا تھا صرف لوکی کی
ترکاری اور خمیری روٹی گھر بھر کی غذا تھی ایکروز ڈپٹی شوکت حسین
صاحب کے یہاں دعوت ہوئی اور میر محمد حسین صاحب مدعو تھے منشی
قدرت حسین صاحب تحصیلدار معطل شدہ دیانت حسین قائم مقام
تحصیلدار میر محمد حسین صاحب ناظر خوشامد بخش صاحب و
میاں فطرت حسین شریک دعوت تھے - سبب دعوت کچھ صاف
نہیں معلوم ہوا لیکن یہ سنا گیا ہو کہ شاید ڈپٹی صاحب کے بیٹے کی
سالگرہ تھی رقص و غنا کا بھی جلسہ تھا شہر کی سب رنڈیاں بلائی
گئی تھیں ساڑھے سات بجے سب لوگ جمع ہوے اور باتیں
شروع ہوئیں میاں قدرت حسین ابھی تک نہیں آئے تھے -
ڈپٹی صاحب - ذرا قدرت حسین کی حماقت کو آپ نے
آپنے ملاحظہ فرمایا مقدمہ پیش ہوا اور آپ پادری صاحب کی ملاقات
کو گئے اور اسپر طرہ یہ کہ صاحب سے میرا نام لیا -
خوشامد بخش - اجی حضور جب آدمی پر شامت سوار ہوتی ہو
تو آدمی سے ایسی ہی حرکات ناشائستہ ظہور میں آتی ہیں -
میر محمد حسین - جناب میرے ہوش اڑ گئے تھے ایسا آدمی
صلاح بتانا بھی غضب ہو اور ڈپٹی صاحب کے کان میں منہ ملاکر
مگر خدا نے بڑا فضل کیا کہ اس پاجی نے کسی کا نام نہیں لیا
خالی ڈپٹی صاحب کہا اور میں نے بعد کو صاحب سے کہدیا کہ
ڈپٹی برجلال نے آنکو بھیجا تھا -
ڈپٹی صاحب - بہت زور سے قہقہہ لگاکر اور ہاتھ
ملاکر واللہ بھی خوب ہی موقع کی ہوئی خدا نے بڑا فضل کیا
ہو سے تو مجکو بھی امید تھی اور میں نے بھی تو آپکے بارے میں
صاحب انجنیر سے وہ وہ تذکرے کیے ہیں کہ انشاء اللہ بہت
جلد نتیجہ نیک ظہور پذیر ہوگا -
میر محمد حسین - (ڈپٹی صاحب کے کان میں) یہ لونڈا
تو خوب تحصیلداری پا گیا میری بڑی حق تلفی ہوئی -
ڈپٹی صاحب - (بہت آہستہ سے) رہ نہیں سکتے
جگہ مستقل طور پر خالی ہونے دیجیے صاحب سے لڑکے آپکو
کراؤنگا بعد اسکے (دیانت حسین کی طرف مخاطب ہوکر
اور سررشتہ دار صاحب کی ران میں چٹکی لیکر) واللہ
آپکی تقرری سے جو مسرت ہوئی ہو دل ہی جانتا ہو خدا آپ
عزیز از جان مستقل کردے کہ ہم ان آنکھوں سے تمکو پھر
بر سر عروج دیکھیں -
میر محمد حسین - ہر ہر جب میں آپکو دیکھتا ہوں آپکے ابا صاحب
مرحوم یاد آجاتے ہیں واللہ کیا نیک شخص تھا ماشاءاللہ
یہ بھی سعید ہیں مگر مزاج میں فسانچہ ہنستے ہی سو وہ وقت کی
تاثیر ہو میں نے جناب ڈپٹی صاحب بڑے معرکہ سے آپکو

مقرر کرایا ہے صاحب بہادر سنگرپور سے کوئی اپنا آدمی وہ بلوایا چاہتے تھے جب مین نے عرض کیا کہ ضلع کے لوگون کا حق ہے تب مرزا رضا علی صاحب نائب تحصیلدار حضرت پور کو تجویز کیا مین نے پھر عرض کیا کہ سرکار صاحب بہادر میر دیانت حسین کو تجویز کرنا چاہتے تھے جب بدشواری تمام مقرر فرمایا خدا کا شکر ہے کہ ان ہاتھون سے نائب وصلیاقی نویسی سے لیکر تحصیلداری تک پروانے لکھے گئے اب جس روز مختاری مستقل اور ڈپٹی کلکٹری کا روبکار لکھونگا اُس روز مین اپنے ہاتھ کو خود سیاہ کیا دونگا -

سب لوگ - آمین کیا شک ہے آپکی ذات سے یہی امید تھی اور واللہ آپ اپنے صاحبزادے سے کم انکو نہین سمجھتے -

ڈپٹی صاحب مجھے بھی بہت تذکرہ رہا تھا اور مجھکو جب ہی سے یقین تھا الحمد للہ ثم الحمد للہ -

اتنے مین قدرت حسین صاحب تشریف لائے انکی صورت پریشان تھی کپڑے میلے تھے اور کئی روز سے جو حجامت نہین کی تھی تو تمام چہرہ پر داڑھی کی کھل گئی تھین تحصیلدار صاحب نے آتے ہی ایک آہ سرد کھینچکر کہا ؎

در محفل خود راہ مدہ ہمچو منی را
افسردہ دل افسردہ کند انجمنی را

معمولی صاحب سلامت کے بعد بیچارے ایک کنارے بیٹھ گئے سب نے ملکر انکو بنانا شروع کیا اور وہ بیچارے ششدر اور حیران کہ کس مصیبت مین میری جان پھنسی -

خوشامد بخش کیون جناب بیٹی کے روز آپکو یاد رہی صاحب یہان جانے کی کیا سوجھی تھی -

تحصیلدار صاحب - جناب والا مین تو پاگل ہو رہا ہوں میرے کسی فعل پر ہنسا مت ہے آپ لوگ دعا فرمائیے کہ خدا میرے حال زار پر رحم کرے اور یون تو جناب عاقبت کسی کی کوئی بخشواتا نہین - ؎

گر نہ جیتے جی ہمارے کام آئیگی
کیا یہ دنیا عاقبت بخشائیگی

ڈپٹی صاحب - نہین جناب ہنسنے کا کون موقع ہے خدا سب فضل کریگا آپ پریشان نہ ہون -

اتنے مین کھانا آیا اور سب نے سیر ہو کر کھانا دل بھر کھایا میٹھے چاول بھی تھے نمکین پلاؤ بھی تھا اور بہت سے پرتکلف کھانے تھے سررشتہ دار صاحب پیٹ بھر کر کھانا کھا چکے جب پانی آیا لگے حرف تلاش کرنے مگر موجود نہ تھا آنکو خفقان نے گھیرا کہ چاول ہضم نہ ہو کر ہو گئے پھر آپ جانین وہ اسہم خلاق [illegible] بعد دست اور قئے شروع ہو گئی تمام لوگ دوڑے [illegible] گلاب دیا گیا اور طرح طرح کی دوائین یکے بعد دیگرے دیجاتی تھین ذرا بھی افاقہ ہوتا تھا [illegible] افاقہ نہ تھا کہ سررشتہ دار صاحب ڈپٹی صاحب کے گھر سے اپنے مکان پر چلے فوراً ڈاکٹر بگر بیدی کے بلوانے کو آدمی بھیجا گیا [illegible] فوراً اسی زیست سے مایوسی ہو گئی تھی اور انھون نے بچشم پر آب ڈپٹی صاحب اور موجودین موقع سے آخری گفتگو [illegible] میری بیٹی ہنوز ناکتخدا اور بیٹا بیکار [illegible] بچے سب آپکے سپرد ہین میری [illegible] شادی سید دیانت حسین [illegible] کہنا تھا کہ زبان بند ہو گئی [illegible] اسیوقت عالم بالا [illegible] رحم پر رحم ہو گیا [illegible] اسوقت موت پر کیا [illegible] ہو گیا کہان ناچ کی تیاریان تھین یا اب کفن سینے کو درزی کی تلاش ہونے لگی سچ ہے ؎

یک ساعت نیک [illegible] [illegible] عالم

جسوقت آپکے خدمتگار نے جا کر گھر مین خبر دی انکی

بی بی اور بیٹی کی حالت قابل بیان نہین وہ بین کرکے چوڑیان بڑھا زیور اُتار اُتار کر پھینکنا سر پیٹنا چلانا قیامت ڈھاتا تھا اُنکی بیٹی کا "بھیّو میرے ابّا ہاے اب تمھین کہان پاؤن" یہ الفاظ کہکر رونا سننے والون کے کلیجے شق کرتا تھا اُنکی بی بی کا یہ بین کہ "اس بیٹی کو اب کون بیاہیگا ہاے تم تو چلے گئے آمنہ کو کسکے سپرد کیا بیٹی بیاہ لانے کی بھی ارمان پوری نہوئی" یہ الفاظ تھے کہ دوست تو دوست دشمنون کو بھی حق کے آنسو رلاتے تھے

القصہ اسوقت تجہیز و تکفین ہوکر ساڑھے چار بجے شب کو ظہور صاحب کے باغ مین دفن کئے گئے اور تمام عزیز و اقارب کو بے سر و سامان چھوڑ گئے۔

مسٹر پٹرسن کو بھی اس حادثے کا نہایت صدمہ ہوا اور اُنھون نے بکمال شریف پروری سید دیانت حسین صاحب قائم مقام تحصیلدار کو بلاکر اُنکے تمام انتظام خانہ داری کا حکم دیا اور فہرست نقد و جنس وغیرہ مرتب کرنے کو ہدایت کی حساب کے بعد سترہ سو روپیہ اُنکے ذمہ بازار کا قرض نکلا لیکن قریب اسیقدر جایداد بھی تھی۔ مسٹر پٹرسن نے نہایت مہربانی سے اُنکے پس ماندگان کو تسکین دی اور اُنکے بیٹے کو نوکری دینے کا وعدہ فرمایا۔ میر محمد حسین کی وفات کے دو تین روز بعد مسٹر پٹرسن نے حسب تجویز مسٹر پارکر کے لالہ پیرو لال کو سر رشتہ دار کلکٹری مقرر فرمایا اور لالہ خوشوقت لال دو اصلباقی نویس کو محافظ دفتر کلکٹری کیا اور سید ذاکر حسین خلف سید محمد حسین مرحوم کو اصلباقی نویس صدر بمشاہرہ تیس روپیہ مقرر فرمایا۔ اب میر محمد حسین کا خاندان بہت ہی عسرت کے ساتھ صرف تیس روپیہ مین بسر اوقات کرنے لگا اور مسٹر پٹرسن کی رحم دلی کا ہر لمحہ و ہر دم شکر گذار رہا۔ چونکہ میر دیانت حسین صاحب

حسب الحکم صاحب کلکٹر میر محمد حسین صاحب کے قرضہ وغیرہ کے انتظام مین بہت آگے گئے اسلیے میر محمد حسین کی بی بی اُنکی بیٹی اور میر ذاکر حسین سب اُنکے شکر گذار تھے اور میر دیانت حسین پوری توجہ اُنکے معاملات مین کرنے لگے اور دن بھر مین ایک دو مرتبہ وہان جانا اختیار کیا۔

باب ہفدہم

فیروزنگر کا تختہ اُلٹ گیا

تاریخ معینہ پر دس بجے ٹھیک صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر تشریف لائے مولوی قدرت حسین آٹھ ہی بجے سے کچہری مین موجود تھے کچہری مین وہ ہجوم تھا کہ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی اجلاس کا کمرہ اور دونون طرف کے برآمدے آدمیون سے پر تھے۔ سید یار علی ہیڈ کانسٹبل اور تحصیلدار معطل شدہ بلائے گئے اور تین کا دوبارہ اظہار لیا گیا جن سے ہیڈ کانسٹبل نے بھیروزندگی کے واقعات سے اپنی لاعلمی ظاہر کیا لیکن تحصیلدار صاحب کا آنا اور کاغذات کا ملنا اور پھر اپنے مکان پر لیجانا تصدیق کیا اور ... یہ بھی خواہش کی کہ اب مین تحصیلداری کرنا نہین چاہتا میرا روپیہ اگر مجھے ملجاوے ... چنانچہ صاحب بہادر نے کمپنی سے اُس روپیہ کے دلانے کا وعدہ فرمایا اور بعد تحقیقات ذیل کا حکم دیا

"اپیل سید الٰہی منظور۔ فیصلہ عدالت ماتحت منسوخ سید الٰہی جرم سے بری ہو ہیڈ کانسٹبل پر جھوٹے مقدمہ بنانے کا مقدمہ قائم کیا جاے اور آجکی تاریخ سے برخاست سمجھا جاے سب انسپکٹر کی نسبت رپورٹ تبادلہ ضلع غیر بھیجی جاے تحصیلدار بدستور بحال رہے اور رپورٹ برخاستگی غفور صاحب کمشنر بہادر کو بھیجا جاے

اور تحصیلدار تھے جو دغا بازی کی جس سے میرے معاملہ مین
کی اسکا بھی تذکرہ کیا جاے اور مرزا فتح بیگ وکیل
آجکی تاریخ سے وکالت سے برخاست کیا گیا اور رپورٹ
ہائی کورٹ مین مرسل ہوئی —

بخیال طوالت ہم پوری کارروائی جو ان لوگون کے
متعلق ہوئی نہین لکھنا چاہتے صرف مختصرا ناظرین کو
آگاہ کئے دیتے ہین کہ دینہ یال ہیڈ کانسٹبل جو
تیرہ برس سے نوکر تھا اور ایک انسپکٹر کی ترقی کی توقع
رکھتا تھا پانچ برس کی جیل اور معتمد اور دو کانسٹبل
مستقل ہو گئے تھے دو لوگ بھی برخاست ہو گئے —
تحصیلدار صاحب کی نسبت جو رپورٹ مسٹر ... نے
لکھی تھی وہ ہم ناظرین کو دکھانا چاہتے ہین —

جناب صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع فیروز نگر —
بخدمت صاحب کمشنر بہادر قسمت مظفر نگر —

صاحب من — مین بہ تسلسل رپورٹ سابق مورخہ فلان
اب مفصل حال قدرت حسین تحصیلدار کا عرض کرنا چاہتا ہون

دفعہ ۳ — میر خادم علی اس ضلع مین ایک محافظ دفتر
تھا جو غدر کے وقت مین مر گیا اسکی بیوہ جو حجن کے
لقب سے مشہور ہے ایک فیروز نگر مین ہی پچھلے دنون آکے
اپنا ایک دوشالہ فروخت کرنا چاہتا تھا اور مسماۃ سیدانی کو
جو ایک بہت معزز لیکن مفلوک الحال بڑھی عورت ہے
دیا اسنے بظاہر دھوکا کھا کر صرف گیارہ روپیہ پر فتح بیگ
وکیل کے ہاتھ فروخت کیا فتح بیگ نے ایک حبہ بھی اسکی
قیمت ادا نہین کی —

دفعہ ۴ — مسماۃ سیدانی بہت مرتبہ اس دوشالہ کی قیمت
مانگنے گئی لیکن فتح بیگ نے کبھی نہین دیا ایک وقت
فتح بیگ سے اسنے سخت تقاضا کیا یہ بات فتح بیگ کو ناگوار ہوئی

اور اسی بابت پر فتح بیگ نے بیرحمی سے مارا اور ہیڈ کانسٹبل دینہ یال
کی صلاح سے جو اس ضلع مین ایک مشہور بدچلن پولیس افسر ہے
سرقہ انگشتری کا جھوٹا مقدمہ سیدانی پر قائم کیا اور تحصیلدار
قدرت حسین کے اجلاس مین چالان کیا —

دفعہ ۴ — مجکو پورے طور پر یقین ہے کہ ہیڈ کانسٹبل سے
لیکر تحصیلدار تک سب اس سازش سے واقف تھے اور
سب نے وکیل کی خاطر سے اس غریب سیدانی کو تحصیلدار کے
ہاتھ سے ایک مہینہ قید کی سزا دلائی جس بیرحمی سے جیل مین
سیدانی کے ساتھ برتاؤ کیا گیا اسکا حال مسل کے ملاحظہ سے
آپکو واضح ہوگا —

دفعہ ۵ — ڈاکٹر مکیڈی سول سرجن نے اپنی لیاقت
اور بیدار مغزی سے سیدانی کی پوری فریاد تحقیقات تک پہونچائی
اور مین نے بہت ہی کامل تحقیقات کرکے سیدانی کو جرم سے
بری کیا اور دوشالہ حجن کو واپس دلا دیا سیدانی کو مین نے
اپنے پاس سے پچاس روپیہ اس تکلیف کے معاوضہ مین دیا جو
برٹش گورنمنٹ مین سرکاری ملازمان کے ہاتھ سے اوسنے
کی بدولت برداشت کی —

دفعہ ۶ — میری راے مین سب سے زیادہ قصور اس مقدمہ مین
دینہ یال ہیڈ کانسٹبل فتح بیگ وکیل اور تحصیلدار کا ہے
مین نے فتح بیگ کا ڈپلوما لیلیا اور دینہ یال کو برخاست
کرکے فوجداری مین سپرد کیا جیل کے لوگ بھی غالبا
برخاست ہو جاینگے سب انسپکٹر کا چال چلن بھی قابل
باز پرس پایا گیا چنانچہ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے
اسکے بارہ مین علحدہ رپورٹ کی ہے — مین بالتخصیص رپورٹ
تحصیلدار قدرت حسین کی بابت بھیجتا ہون یہ شخص نہایت
بدچلن اور غیر متدین ہے میری راے مین ہرگز اس قابل نہین ہے
کہ اتنے بڑے عہدے پر رہ سکے اسلئے مین سفارش کرتا ہون

کہ ملازمت گورنمنٹ سے برخاست کر دیا جاوے۔

دفعہ ۷- اگر یہ سفارش منظور ہو تو اسکی جگہ سید دیانت حسین بی اے جو ایک اعلیٰ درجے کا تعلیم یافتہ عالیخاندان نوجوان ہے اور بالفعل قائم مقام تحصیلدار ہے مستقل کیا جاوے اسکے حالات سے صاحب کمشنر بہادر خود بخوبی آگاہ ہیں اسواسطے ہمیں اظہار کرنا بے ضرورت سمجھتا ہوں دیانت حسین گو امتحان میں کامیاب نہیں ہوا لیکن آیندہ امتحان میں شریک ہونے کے واسطے بخوبی تیار ہے مجھکو امید ہے کہ اسکی تقرری سے گورنمنٹ اور ملک دونوں کو فائدہ پہونچیگا

آپکا تابعدار جی پی پٹرسن

صاحب کمشنر بہادر نے صاحب ضلع سے پورا اتفاق کیا اور رپورٹ گورنمنٹ میں بھیجی اور آخرکار قدرت حسین ملازمت گورنمنٹ سے علیحدہ کر دیے گئے اور سید دیانت حسین خان مستقل تحصیلدار حضور تحصیل مقرر کیے گئے۔

مختلف اخبارات میں اس تغیر کا تذکرہ شائع ہوا لیکن عام راے اس معاملے میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی طرف تھی اور اس بیدار مغزی اور رعایا پروری کا ایک شہرہ ہو گیا- اخبار فیروز نے جو اڈیٹوریل نوٹ شائع کیا وہ قابل ملاحظہ ناظرین ہے "مسٹر پٹرسن نے جس بیدار مغزی اور لیاقت سے سیدانی کے معاملے کو اٹھایا وہ بہت کچھ قابل تعریف ہے گو ہماری قوم کے ایک ذی عزت تحصیلدار اور ایک معزز وکیل و نیز دیگر اشخاص کو نقصان پہونچا لیکن ہمکو اسکی کچھ پروا نہیں ہے مجسٹریٹی امانت داری کا کام ہے بہت متانت- حلم- بے تعصبی اور انصاف کی اسمیں ضرورت ہے جو لوگ اپنے اختیارات کو ایسے بیہودہ طور پر استعمال کریں جیساکہ مولوی قدرت حسین نے سیدانی کے معاملے میں کیا تھا بلاشبہہ وہ ہر ایک ملامت کے مستحق ہیں ہم مسٹر پٹرسن کو مبارکباد دیتے ہیں کہ انھوں نے اس ضلع میں برٹش انصاف کی آبرو رکھ لی اور بیشک مجسٹریٹ ضلع کو ایسا ہی کرنا چاہیے تاکہ غریب و بیکس لوگ بھی اپنے کو قید ہند کی رعایا سمجھیں اور دل سے انکے خیرخواہ رہیں ہم کسی طرح اس موقع پر اپنے نوجوان دوست سید دیانت حسین خان کو مبارکباد دیے بغیر نہیں رہ سکتے وہ ہر طرح اس عنایت کے مستحق تھے جو انکے ساتھ کی گئی اور ہمکو کامل یقین ہے کہ وہ اپنی شہرہ دیانت داری کا ابھی بہت زیادہ ثمرہ پاوینگے ہم مسٹر پٹرسن کی اس قدردانی کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں"

باب ششم

مسٹر پٹرسن کی تبدیلی

تھوڑے عرصہ کے بعد بہت سے حکام نے دفعتاً فرلو لینا چاہی اسمیں مسٹر ینگ جوڈیشل سکرٹری گورنمنٹ بھی تھے اس عہدے کے واسطے تمام ملک میں مسٹر پٹرسن سے اچھا دوسرا شخص نہ مل سکتا تھا لہذا گورنمنٹ نے انکو سکرٹریٹ میں بلانا تجویز کیا اور دفعتاً انکی تبدیلی کا حکم بذریعہ تار بھیجا گیا انکے بجاے مسٹر ہربین اسسٹنٹ کمشنر شنگر پور قائم مقام ڈپٹی کمشنر فیروزنگر ہوے-

یہ تار مسٹر پٹرسن کو ایسا دفعتاً ملا کہ غالباً انہیں خود بھی اچنبھا ہو گیا ہو گورنمنٹ نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ مسٹر پٹرسن فوراً روانہ ہوں اسلیے وہ بیچارے اپنے اسباب تک کا بھی انتظام نہ کر سکے اور فوراً تعمیل حکم کی [illegible] اسباب سب ہی ان کا نیلام کر ڈالا مسٹر پٹرسن [illegible] جانے کا تمام ضلع پر [illegible] چند اہل [illegible] کے افسوس تھا عام لوگ دل سے انکی عزت کرتے تھے اور رعیان [illegible]

اُنکے تبدیل ہونے کو اُنکا قیام فیروزنگر مین صرف چار پانچ مہینہ رہا لیکن اُنکے غیر مصنوعی اور خلقی اخلاق نے سب کو بغیر دام بنا رکھا تھا انھون نے شہر مین بہت ترقیان کی نئی عمدہ پل اور سڑکین نئی بنوائی تجویز کیا بہت سی عمدہ شڑکین نکالنے کا بندوبست کیا ایک محتاج خانہ چندہ سے قائم کیا شرفا اور غربا کا اسقدر لحاظ کیا کہ شاید فیروزنگر کے ضلع مین کسی حاکم نے کبھی نہین کیا تھا۔

اُنکے جانے کی خبر سنکر جس سے جہان جہان سننے سکتہ مین ہو گیا جہان چار آدمی ہوتے یہی تذکرہ ہوتا۔

ایک۔ بڑے صاحب کی تبدیلی ہو گئی۔

دوسرا۔ ابھی ایسا حاکم تو اس ضلع مین نہ آئیگا۔

تیسرا۔ اجی اس ضلع کی قسمت ہی ایسی ہے۔

چوتھا۔ ہان لائق آدمی رہنے نہین پاتے۔

ایک۔ مگر کسیقدر بدضرور تھے۔

دوسرے۔ اُن غریب نے بدی کون کی۔

تیسرے۔ بدی کیون نہین کی۔ دیکھیے تحصیلدار صاحب کو برخاست کرا دیا۔ پولیس مین تہلکہ ڈال دیا۔ فتح بیگ غریب کو تباہ کر ڈالا۔ اور میان سچ تو یون ہے کہ جو سامنے آیا وہ سچ ہی کون کیا۔

دوسرے۔ بھئی خدا کے لیے ایمان ہاتھ سے نہ دو سچائی پر ظلم نہین ہوا تھا ایک غریب کے لیے اسقدر پیروی کرنا کتنی تعریف کی بات ہے۔

چوتھے۔ اور احسانات بھی مسٹر پٹرسن نے ایسے کیے ہین کہ کبھی فراموش نہین ہو سکتے دیکھیے راجہ دیانت حسین خان کو ایکدم سے تعلقدار کر دیا بیچارے میر محمد حسین صاحب کے بیٹے کی پرورش فرمائی راجہ صاحب مقروض تھے گورنمنٹ نے لاکھ روپیہ سرکار سے دلا کر انکا تمام قرضہ ادا کر دیا۔

راج کورٹ کرا دیا۔ میان سچ تو یہ ہے کہ پٹرسن صاحب کی ذات سے کسی کو کچھ نقصان نہین ہوا۔

دوسرے۔ اور صاحب مزاج بڑے تھے امیر غریب سب کی ایک آنکھ سے دیکھتے تھے۔ بھئی یہ سب باتین تو ہین جو اچھے حاکم مین ہونا چاہیے خدا اُنکو خوش رکھے اور پھر ہمارے ضلع مین واپس لائے۔

الغرض تمام ضلع کو مسٹر پٹرسن کی مفارقت کا افسوس تھا اور خلیل احمد اور سید دیانت حسین خان کو یہ غریب تو بالکل بے بال و پر ہو گئے میر دیانت حسین نے یہ چاہا تھا کہ ایک رخصتی جلسہ مسٹر پٹرسن کا کیا جائے لیکن انھون نے خود اسکو منظور نہ کیا اور جواب مین رؤسائے ضلع کا شکریہ ادا کر کے یہ تحریر کیا کہ مجھکو ابھی صرف چند روزہ طور پر جانے کا حکم ہوا ہے اور امید ہے کہ بعد واپسی مسٹر سنگھ مین پھر اس ضلع مین آؤنگا لہذا اس مرتبہ مین ایسی رخصتی سے معاف کیا جاؤن۔

تار آنے کے دوسرے تیسرے روز مسٹر پٹرسن گیارہ بجے شب کی ریل مین مسکین نگر روانہ ہوے۔ باوجودیکہ عام رخصتی سے انھون نے انکار کیا تھا لیکن جب بھی کہا نہ مانا اور اپنا دلی افسوس ظاہر کرنے کو بہت سے رؤسا چندہ جمع کیا مسٹر پٹرسن کی کوٹھی سے اسٹیشن تک ریل کے روشنی کی گئی تھی اور جابجا سہ حرفیان مین تختیان لگائی گئی تھین۔

"شریف دوست کی جدائی شاق ہے" "ایسا لائق کبھی نہین آیا تھا" "جیسی خانساماں کا کچھ اختیار نہین" "جدائی کی تو سہ حرفی دھمکی" "پٹرسن صاحب پر خدا کی مہربانی رہے" "راجہ دیانت حسین کا تقرر" "شہر کی دستی"

[illegible]

بیوہ دعائیں دیتی ہوئی رخصت ہوئی - خدا پٹرسن کو لارڈ کرے "
"پٹرسن کا خاندان خوش و خرم رہے" "خدا پٹرسن کو
کمپٹرولر بنائے" "ہمکو اور کوئی نہیں چاہیے" اسی طرح کے
ہزاروں فقرے جا بجا لگائے گئے تھے - پٹرسن کی نیکنامی
پہلے معلوم ہوتے تھے - سب انتظام درست و روشن ہوا
اور وہ اتنی جس خوشی کے ساتھ خود رعایا نے بلا سرکاری
دباؤ کے کیا وہ بہت کچھ قابل لحاظ ہے - اور اس امر [illegible]
ثابت نہیں کہ اسکو ثابت کرنا تھا کہ ہندوستانی رعایا
اگر عمدہ برتاؤ کیا جائے تو وہ اچھے حاکموں کی پوری
قدر کرنے کو آمادہ ہے -

مسٹر پٹرسن جب اسٹیشن جانے لگے تو یہ سب ہیئت کی
دیکھکر متعجب ہوئے کہ یہ کیا سامان ہے جب تھوڑی دور
جا کر آنکھ سے پہلے ایک مہاجن کے مکان پر بڑا دائرہ
کہ "گڈ بائی مسٹر پٹرسن" - اسوقت سمجھے کہ یہ انکی ہی
رخصت میں سب انتظام کیا گیا ہے -

جب وہ اسٹیشن پر پہونچے تو بڑا اژدہام موجود تھا
امیر غریب عورتیں بچے سب ہی انکو رخصت کرنے
آئے تھے اور بڈھی سیدانی بھی آئی تھی - ہر شخص سکوت کئے
کھڑا تھا اور ایسے منصف مزاج حاکم ضلع کی جدائی پر متاسف تھا
لیکن سیدانی چپ چاپ نہ تھی وہ بین کر کرکے روتی تھی
اور بار بار یہی کہتی کہ "صاحب تمہارے جاتے ہی تو یہ
عملے مجھے پیس ڈالینگے" - مسٹر پٹرسن کو بہت ہی جلدی تھی
لیکن سب کی طرف مخاطب ہوئے اور یوں تقریر کی -

"میں اپنے گرد اتنے رؤسا امرا مہاجن حکام -
افسران اور عمال کو دیکھکر اسقدر کبھی خوش نہوتا جتنا
اپنے گرد غریب محتاج معصوم بچے - اور عام رعایا کو دیکھکر
خوش ہوا - مجھکو کبھی یہ توقع نہ تھی
کہ عام خلقت مجھے ایسا پسند کرتی لیکن آج میں نے اپنی
تمام خدمات کا انعام پا لیا مجھ [illegible]
زیادہ اور کسی کی عزت اپنی [illegible]
نوکر ضرور ہوں لیکن آپ لوگوں کی خدمت کو جب [illegible]
ایک [illegible]
اپنا [illegible]
شکریہ ادا کرتا ہوں اور رخصت [illegible]
اور ریل پر سوار ہوئے ریل کے روانہ [illegible]
بڑے زور سے [illegible]
جب ریل دور نکل گئی [illegible]
تھی [illegible]
سیدانی کا [illegible] اسوقت کا سمان بھی
یادگار تھا [illegible]

اگرچہ [illegible] تھے اور [illegible] تھے
یکایک [illegible] کیسی [illegible] قبرستان پر

باب نوزدہم
۱۹

مسٹر دیانت حسین کی تحصیلداری

مسٹر دیانت حسین کے تحصیلدار ہوتے ہی تمام عملۂ تحصیل میں
ایک کھلبلی مچ گیا اور ہر شخص اپنی اپنی جگہ [illegible]
کیا بلا نازل ہوئی ہے - دیانت حسین نے جس دن چارج لیا
اسی روز تحصیل کا باوا آدم ہی نرالا پایا [illegible]
سب سامان تھا کوئی انکار [illegible]
جمعدار تھے اور دو چار چپراسی خالی بیٹھے کام کرتے تھے -
تحصیل میں لوٹ مار کی وہ کثرت تھی کہ بیچارے زمیندار ایسے
ڈرتے تھے - کوئی درخواست تحصیلدار کے سامنے گذرنا ممکن
نہ تھا جبتک ایک روپیہ بھینٹ محرر چوکیدار [illegible]

چپراسی اور آٹھ آنہ حق محرران خانگی محرر جوڈیشل نہ ادا کیا جاتا — دور وپیہ مالگزاری بھی تحصیل مین داخل ہونا دشوار تھا جبتک دو روپیہ کیفیت واصلباقی نویس ایک روپیہ کیفیت سیاہہ نویس ایک روپیہ کیفیت تحویلدار اور چار آنہ تحریر محرر سیاہہ نویس اور چار آنہ تحریر محرر خزانچی اور آٹھ آنہ تحریر محرران واصلباقی نویس ادا نہ ہو ہیچارہ داخل کرے زمیندار روپیہ داخل کرنے تحصیل مین کیا آیا کہ گویا آسیب چڑیان ٹوٹ پڑین — دفتری اپنی طرف کھینچتا ہے کہ دو پیسے دافلہ پر مہر کر دی ہے ابھی ہمارا حق نہین ملا اور اپنی طرف پکڑے لیے جاتا ہے کہ ابھی تمسے عرض رسان لیا ہمکو قیمت نہین دی — مذکوری تحلہ انو چھتے ہین کہ جی ہم چار روز دستک سے ہمارا طلبانہ دیدو تب دوسرا کام کرو محرر توجیہات تحلہ آنہ پھینکا نے مین کہ ہمارا حق نہین دیا اس ہیچارے پر جو بھی دستک آ دو نگانے محرر جوڈیشل آپ جاتے تحصیل مین ارشاد سررشتہ دار بھی تھے آنکا پیر زمین پر نہین ٹھہرتا تھا پر شکست تو وہ جیسے تھے وہ ظاہر ہو ملازم یا فی جمع خرچ بہت تھا اپنا حق تو لیتے ہی تھے اسپر طرہ یہ تھا کہ جس غلہ کی مد کا مل سکتا فورًا اٹھا لیتے تھے — تحصیلدار قدرت حسین آنھین کی معرفت رشوت بھی لیتے تھے اسوجہ سے اور بھی تمام تحصیل کے زمیندار اس سے واقف تھے اور جو مدد محرر جوڈیشل کو اس تحصیل مین تھا شاید اور تحصیل مین پیشکار کو بھی نہو گا — ہم سوار ہین تھا دو دو خدمتگار ہمراہ آتے تھے پانون کی ڈبیا ہر وقت جیب مین رہتی تھی — کچہری کیا آتے تھے گویا سیر کرنے آئے ہین — سیاہہ نویس لالہ سکھو دیال تھے یہ عجب ذات شریف تھے انکا تاؤ لہر نہین لیتا تھا — چاہے اور کسی کو تحصیل مین کچھ نہ ملے لیکن یہ جسطرح ممکن ہوتا بلعجب

لیتے تھے انکا کبھی گھر نہین آتے تھے انسے اور لالہ پروں لال سے دوستی بھی تھی اور جیسے پرون لال سررشتہ دار ہوئے تھے جیسے انکو رحم بھی بہت ہو گیا تھا نائب تحصیلدار پنڈت کاشی ناتھ تھے یہ پرانی قطع کے کشمیری پنڈت تھے زیادہ شر فساد انکے مزاج مین نہ تھا لیکن بیوقوف اعلی درجے کے تھے اور لالچی بھی بہت تھے تمام عمال انکو بنائے ہوے تھے اور جو جسکے جی مین آتا تھا کرتا تھا یہ کچھ بھی خبر نہوتے تھے محرر جوڈیشل سے انسے بہت دوستی تھی اور یہ سب کو یقین تھا کہ ابکی جو تحصیلداری خالی ہوگی وہ پنڈت جی کو ملیگی اور اسمین بھی شک نہین کہ دیانت حسین کی تحصیلداری انکو ناگوار بھی بہت ہوئی تھی —

واصلباقی نویس شیخ اکرام حسین اودھ کے رہنے والے تھے وہ بھی بارہ برس سے اس تحصیل مین تھے اور اچھی طرح حاوی تھے وہ بھی نائب تحصیلداری کے امیدوار تھے اور اپنے کو معزز جانتے تھے بندوبست مین صدر منصرم تک رہ چکے تھے اور اپنے سب ساتھیون کو معزز عہدون پر دیکھکر ہمیشہ خار کھایا کرتے تھے — میر دیانت حسین کا تقرر جیسا کہ نائب تحصیلدار سب کو ناگوار ہوا — اسکے دو تین سبب تھے اول تو یہ کہ قدرت حسین بہت دن تک اس تحصیل مین رہے تھے اور چھوٹے سے لیکر بڑے تک سب آپس مین شیر و شکر تھے اسلیے آنکی مفارقت دفعتًا کیونکر گوارا ہو سکتی تھی — دوسرے میر دیانت حسین کی دیانت عام طور پر مشہور تھی اور اس تحصیل مین جو لوٹ اور اندھا دھند تھا وہ بھی سب جانتے تھے پس یہ پہلے ہی سب کو یقین تھا کہ دیانت حسین کا آنا خالی از فساد نہوگا — تیسرے دیانت حسین اس تحصیل کے زمیندار تھے اور تمام حالات سے کامل واقفیت رکھتے تھے اور مثل مشہور ہے کہ گھر کے بھیدی تھے نہ آنکو کسی سے پوچھنے جانا تھا

نہ کچھ دریافت کی ضرورت تھی لہذا ایسے حاکم کو عمال کیونکر
پسند کر سکتے ہین۔ دیانت حسین نے جیسے ہی چارج لیا
تحصیل مین کھلبلی پڑگئی اور ہر شخص اپنی اپنی آبرو
اور نوکری سے مایوس ہو گیا دو تین دن میر دیانت حسین
بالکل چپ چاپ یہ سب رنگ ڈھنگ دیکھا کیے انکا
پورا یہ قصد تھا کہ اگر عمال سیدھے سیدھے اپنا کام کیے جائین
تو پچھلے حالات پر کچھ توجہ نہ کیجاے اور انھین ذرا اتنک
نہین میر دیانت حسین بوجہ اپنی نیکی اور شرافت کے
کسی کے بدخواہ نہ تھے مگر انکے سامنے ہی یہ بھی تھا کہ جان
بوجھکر اپنی تحصیل کو لٹوانا نہین چاہتے تھے اور نہ کوئی
تقصیر دیکھکر عفو کرنا چاہتے تھے۔ پانچ چھ روز تک
میر دیانت حسین عمال کے رنگ ڈھنگ بخوبی دیکھا کیے
گو سب لوگ انسے خائف تھے لیکن ؎

خوے بد در طبیعتے کہ نشست — نرود جز بوقت مرگ از دست

کا مضمون تھا کوئی اپنے ہتکنڈون سے باز نہ آئے
ہر عملے کے پاس گھوڑے اور پالکی سواری مین تنخواہ
پندرہ روپیہ لیکن شان و شوکت مین کسی طرح تحصیلدار سے
یہ لوگ خود کو کم نہ سمجھتے تھے۔

انکے پہونچتے ہی مسلمان عمال نے دعوت کے پیامات
دیے مگر انھون نے قطعی انکار کیا اور کسی عملے کی دعوت
قبول نہ کی ہر روز صبح تمام عمال نے انکے مکان آمدورفت کا
ڈھیچر باندھا انھون نے صاف ممانعت کردی کہ بغیر
ضرورت اور بغیر طلبی ہمارے گھر کوئی عملہ نہ آوے۔

بعض عمال نے تحائف بھی بھیجے۔ مثلاً کسی نے
لیموین کا تمباکو بھیجا یہان فوراً واپس کیے کسی نے مچھلی شہر کے
پیڑے بھیجے وہ بھی واپس الغرض ہر طور پر سب عمال کو
اس سے اطمینان ہو گیا کہ دیانت حسین اس قسم کا آدمی نہین
کہ بغل مین آجاے۔ میر دیانت حسین اس فکر مین
ہوے کہ کسی طرح عمال کی رشوت بند کردین گو یہ ایک
خیال خام تھا۔ رشوت کا بالکل بند ہو جانا ایک غیر ممکن
امر ہے اور اس سبب سے ہماری راے مین اسکی کوشش بھی
فضول تھی لیکن میر دیانت حسین چونکہ پلے سرے کے
متدین تھے اور مسٹر بلنر ہنٹ صاحب بہادر کے حسب الا
انھون نے کہین سن پائے تھے آنکو یہ یقین تھا ہی کہ
اگر پوری کوشش کیجاے تو ضرور رشوت بند ہو سکتی ہے
اور اسکا امتحان انھون نے اپنی تحصیل ہی سے شروع کیا۔

رجسٹرار قانونگو اور انکی آمدنی کا انسداد

رجسٹرار قانونگو کی تحصیل مین آمدنی کے صرف
محدود ذریعے ہین۔ اول تقسیم تنخواہ پٹواریان مین
رجسٹرار لوگ اپنا حق پاتے ہین۔ دیانت حسین نے
بمنظوری حاکم ضلع پٹواریون کی تنخواہ بذریعہ منی آرڈر
بھیجنے کا انتظام کیا اور مجبوری پٹواریون کو بھی وہ
جاتی رہی۔ دوسری رقم انکے مقدمات داخل خارج مین
تحریر کیفیت حقیت تھی اتبک اس تحصیل مین دستور تھا
کہ جبتک سائل آکر بھینٹ نہ دیجاے اسوقت تک
مقدمات داخل خارج سررشتہ رجسٹرار قانونگو مین پڑے
رہتے تھے۔ میر دیانت حسین نے یہ حکم دیا کہ تاریخ حکم سے
تیسرے دن رجسٹرار کیفیت لکھکر مع پرچہ و مثل کو دیدیا کرے
کوئی ضرورت انتظار حاضری زمینداران کی نہین ہے
اس سے بلا دقت یہ رقم بند ہو گی۔ تیسری رقم تصدیق
ضمانت نامجات کی تھی انمین بھی اصالتاً حاضری زمینداران
بالکل مسدود کردیگئی اور بطلب کیفیت جو ضمانت نامہ
یا احکام آتے وہ فوراً چپراسی کے ہاتھ دفتر رجسٹرار قانونگو مین

میر دیانت حسین سمجھتے تھے اور اسی روز جواب طلب ہوا کر عہدہ اہتمام
تقسیم مین روانہ کرتے تھے تعلق جمعبندیات کی اندراج
تقسیم کرانے اور پٹواریون مین کل نقول تیار شدہ رکھتے تھے
اسلیے کسی کو انتظار نقل نویس یا رجسٹرار قانونگو تقسیم
نقول مین باقی نہ رہا - جانچ جمعبندیات کے واسطے اس
تحصیل مین یہ دستور تھا کہ پٹواری لوگ بلائے جاتے تھے
اور جبتک وہ لوگ رجسٹرار کی خدمت گذاری نکر لیتے بیچارے
بلا مین مبتلا رہتے تھے دیانت حسین نے اس دستور کو بھی
بند کر دیا اور پٹواریان کو بذریعہ ڈاک کاغذات بھیجنے کی
اجازت دیدی اور آئندہ واسطے ان کی اسپیشلی اور جب
رجسٹرار کو یافت کی امید نہ رہی تو وہ دشمن کی نگاہ سے
جمعبندیان جانچ کریگا اور ضرور غلطیان وغیرہ نکالیگا
اسوجہ سے کاغذات نسبتاً اور اچھے داخل ہونگے یہ ہوگا کہ
ادھا و صفحہ جسپا پٹواری نے داخل کیا رجسٹرار نے
پاس کر دیا وجہ یہ کہ تب پٹواریون کو یہ معلوم ہوگا کہ رجسٹرار
ہماری فکر مین ہے تو وہ بھی اپنا کام چوکس کرینگے -

محرر متفرقات کی آمدنی کا انسداد

اس تحصیل مین یہ عام دستور تھا کہ زمینداران جب
مالگذاری داخل کرنے آتے تھے تو قبل خزانچی کے پاس
جانے کے محرر متفرقات کے پاس جاتے تھے اور جبتک
محرر متفرقات عرض ارسال پر دستخط نکرتا خزانچی روپیہ
داخل نکرتا تھا - میر دیانت حسین نے قطعی اس کاروائی کو
روک دیا اور کوئی زمیندار محرر متفرقات کے پاس نہین
جانے پاتا تھا دستک کے طلبانہ کا وصول کرنا واصلباقی نویس کا
خاص کام تھا اس کے متعلق کر دیا گیا دوسرا کام اسکے
پاس تعمیرات کا تھا جسمین بہت کچھ ملنے کا سہارا لگتا تھا -

سڑکین پل مدرسہ - اسی کے اہتمام مین تعمیر ہوتے تھے وہ
ہرسال بہت سا روپیہ انمین غبن کرتا تھا اگر دو چار روپیہ خرچ
ہوتے تو سیکڑون کا فرضی حساب مرتب ہوا کرتا اور مسدود
کیا جاتا اس کام مین پچھلے تحصیلدار بھی شریک تھے کیونکہ
تنہا محرر متفرقات اور چپراسیان ایسی کثیر رقم مشکل سے
ہضم کر سکتے تھے میر دیانت حسین نے اپنی تحصیل کے لیے
دو منظور شدہ ٹھیکہ دار مقرر کرلیے اور تمام کام امانی مین کرانا
بند کر دیا سب کام ٹھیکہ دارون کے ذریعہ سے ہونا شروع کیا
اور عام حکم دیدیا کہ ٹھیکہ دارون کو روپیہ دینے مین ذرا دیر
نکیجائے اور وہ اسی طرح تنگ نکیے جائین انکے کام کی
نگرانی کی درخواست ممبران ڈسٹرکٹ بورڈ سے کی انھون نے
بڑی مسرت سے منظور کیا اور خود بھی کام دیکھنا شروع کیا
اسطرح اس رقم کا بھی انسداد کیا -

اسکے علاوہ اور متفرق رقمین تھین مثلاً نیلام مویشیان
یا تحریر اطلاعات مقدمات دستی جمعبندی یہ سب کام میر دیانت حسین
نے اپنے روبرو کرانا شروع کیا اس سے آمدنی بالکل انسداد ہوگئی
تو طلاشیہ محرر متفرقات کی آمدنی کم ہوگئی ایک مد محرر متفرقات
کی یہ بھی تھی کہ چپراسیان کو تقسیم احکام مین اتنے پیسے کا
لحاظ رکھنا تھا جن احکام مین کچھ ملنے والا ہوتا زیادہ تر
چپراسیان کو دیتا تھا جو اس سے ملے ہوتے تھے اور جو
کام بے منفعت تھے آنکی نیت سے دیتے تھے اور خشک تعمیلنامہ
عام چپراسیون کو ملتے تھے یہ کام میر دیانت حسین نے جمعدار
تحصیل کے سپرد کیا اور جمعداری کا کام ہر مہینہ مین بطور
قرعہ اندازی انھون نے چپراسیان سے لینا شروع کیا
لہذا اسطرح سے اس رقم کا بھی انسداد ہوا -

واصلباقی نویسون کی رقوم اور انکا انسداد

واصلباقی نویس کو تحصیل مین واقعی اس قسم کی

آمدنی ہے جسکا انسداد بڑی مشکل سے ہوسکتا ہے فی موضع ایک روپیہ ہر قسط مین واصلباقی نویس کو ضرور ملتا ہے اور یہ رقم اتنے زمانے سے جاری ہے کہ اب اسکا نام مدحق رہ گیا اور معمولی حالت کے زمیندار تک اس سے انکار نہین کرتے عرض ارسال مرتب کرنا واصلباقی نویس کا کام ہے جبتک دستخط واصلباقی نویس نہو تحویلدار روپیہ لے نہین سکتا اور جن دنون تھوڑا کام ہو کچھ نگرانی بھی واصلباقی نویس کی ہوسکتی ہے مگر قسط کے ایام مین جب دو دو تین تین سو آدمی ایکدن روپیہ داخل کرنے ٹوٹ پڑتے ہین تب کوئی انتظام ممکن نہین ہوسکتا کیونکہ واصلباقی نویس صرف تنہا اسلئے منجانب گورنمنٹ مقرر ہے نہ اسکو کوئی مددگار دیا گیا ہے نہ نائب ۔ اس بھیڑ مین وہ بہت واجبی جواب دہ ہے ایک شکایت کا جو منجانب زمینداران پیش ہوسکتا ہے۔ میر دیانت حسین نے نہایت ہی غور کے بعد حسب ذیل انتظامات تجویز کیے۔

اول یہ کہ زمینداران کو اجازت دیجائے کہ وہ اپنا روپیہ مالگزاری بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ بھیجا کرین اور اسکی نسبت پوری توجہ میر دیانت حسین نے کی اور واقعی یہ طریقہ حکام کو ایسا پسند ہوا کہ بہت اضلاع مین جاری ہوگیا ممالک مغربی شمالی مین پنڈت سالگرام صاحب بہادر کی کوشش سے یہ محکمہ بہت عروج پر ہے۔ اور مسٹر دیانت حسین کی کوشش سے فیروزنگر بھی اس سے مستفید ہو چلا۔ دوسرے ایام قسط مین تین چار مددگار رقم طلبانہ سے مقرر کرنے کی انھون نے اجازت حاصل کی اور دن بھر مین تین چار مرتبہ وہ اپنے اجلاس سے اٹھکر سررشتہ واصلباقی نویس مین جاتے اور زمینداران سے دریافت کرتے کہ کوئی بے عنوانی تو نہین ہوئی اگر کوئی شکایت کرتا اسکا فوراً بندوبست کرتے اور سوا اپنے فیس کے زمینداران کے اور سب بیرقوم دینا مسدود کردیا عرض ارسال جو چھپی ہوئی سرکار سے مفت ملتی تھی اسکی قیمت لیجاتی تھی وہ بھی روک دی تھی واصلباقی نویس کے سررشتہ کے متعلق اور بہت کچھ کہنا ہے لیکن چونکہ مصنف نے ایک واصلباقی نویس کے ہاتھ سے خود سخت دھوکا کھایا ہے اسکی طوالت مین لوگون کو خیال ہوگا کہ وہ اپنی بپتی کہہ رہا ہے لہذا اس سے احتراز کیا جاتا ہے۔

سیاہہ نویس اور تحویلدار

سیاہہ نویس اور تحویلدار کے ہاتھون غریب رعایا کے بچانے کی بہت آسان تدبیر تھی۔ اول یہ کہ تحویلدار کو عملون کو قرض نہ دینے دے اور نہ تحصیلدار خود کبھی حیلتاً صریحتاً تحویلدار سے ایک حبہ قرض لے۔ دوسرے تحویلدار اور سیاہہ نویس اور پولیس گارڈ مین جہانتک ممکن ہو اتفاق نہونے دے اس سے ایک دوسرے کے خوف سے کوئی بے عنوانی کی جرات نہین ہوسکتی۔ تیسرے دن مین دو تین مرتبہ تحصیلدار کو وقتاً فوقتاً خزانہ مین جاکر روپیہ شمار کرنا چاہیے اگر حساب سے ایک پیسہ بھی زیادہ نکلے تو تحویلدار سے بازپرس کرنا چاہیے کیونکہ تحویلدار لوگ بیرون تحصیل کی تھیلی سے باندھکر گھر لیجاتے ہین۔ چوتھے سیاہہ نویس اور زمیندارون مین صرف تعلق رسید کا ہے اسکی نسبت ڈاک مین رسید بھیجنے کا بندوبست کرنا چاہیے تاکہ بیچارے مالگزار رسید کے انتظار مین تباہ نہون اور یہی ایک دباجہ ہے جو سیاہہ نویس کے مظالم کا باعث ہے۔

مسٹر دیانت حسین نے بہت غور کے بعد یہ کل انتظامات شروع کیے اور وہ اسمین بہت کامیاب ہوئے۔

محرر جوڈیشل

اس تحصیل مین محرر جوڈیشل واقعی غضب اندھیر مچائے
ہوئے تھے اسکا سبب یہی تھا جو پہلے ہم کہہ چکے ہین کوئی درخواست
جبتک محرر جوڈیشل اور اُنکے محرران کی بھینٹ کے ساتھ
نہ پیش کیجاے گذرنا دشوار تھا کسی مقدمہ کی تاریخ جبتک
ایک روپیہ بھینٹ نہ دیجاے کسی اہل مقدمہ کو معلوم ہونا
غیر ممکن تھا جو غریب نہین دیتے تھے اُنکے مقدمہ مین غلط
تاریخ بتلا دیتا تھا اور تاریخ معینہ پر عدم پیروی یا یکطرفہ
فیصلہ مقدمات ہوجاتے تھے اسکا انسداد تا امکان ممکن تھا
وہی میر دیانت حسین نے کیا یعنی کاز لسٹ مقدمات کی نقل
روزمرہ در عدالت پر شیشہ کے صندوق مین لٹکی رہتی تھی
اور جملہ مقدمات کی تاریخ اہل مقدمہ اور وکلا کو بلا توسط
محرر جوڈیشل معلوم ہوسکتی تھی اور آسپہ سخت تاکید کی گئی
کہ جملہ مقدمات روزمرہ آخیر تاریخ ہوجایا کرین اجلاس پر
محرر جوڈیشل کا جھلانا میر دیانت حسین نے مسدود کردیا
سب اظہار اپنے ہاتھ سے لکھتے تمام استغاثہ اپنے ہاتھ سے
لیتے تھے اور تاریخ خود مقرر کرتے تھے امانت لگان کے روپیہ
خود مرتب کرتے اور اپنے روبرو روپیہ تقسیم کرتے تھے۔
میر دیانت حسین نے کوئی رسوخ محرر جوڈیشل کو نہین ہونے دیا
اور تمام رعایا پر ثابت کر دکھایا کہ اسکو کوئی اختیار نہین ہے
باوجودیکہ میر دیانت حسین کی اسقدر احتیاط اور کوشش تھی
لیکن محرر جوڈیشل صاحب کی عنایت سے وہ بھی نہ بچے
میر دیانت حسین فوجداری مقدمات خارج بہت کرتے تھے
مقدمہ پیش ہوا اور دیوانی کی ہدایت کردی جب محرر جوڈیشل
نے یہ رنگ دیکھ لیا تو ملزمان سے ٹھہرانا شروع کردیا اور
اسکی وجہ یہ تھی اہل معاملہ بہت بر سوخ محرر جوڈیشل کے
واقفکار تھے اُنکو ذرا تامل اسمین نہین ہوا چونکہ ایسے مقدمات
یہ خارج تو کردیتے ہی تھے اب بھی حسب معمول وہ مقدمات
خارج ہوگئے اس سے زمینداروں کو شک ہوا کہ محرر جوڈیشل کی
معرفت شاید تحصیلدار بھی لیتے ہین جب اسکی اطلاع اُنکو
ہوئی فوراً محرر جوڈیشل کو تبدیل کرادیا تب ہزار خرابی
کسیقدر رشوت کا تحصیل مین انسداد ہوا یہ سب تو ہوا لیکن
اسکا نتیجہ کیا ہوا میر دیانت حسین نے آپکو بتیس دانتون مین
زبان بنا لیا تمام عمال تحصیل اُنکے جانی دشمن ہوگئے ایکدن
ہنوز وہ کچہری نہ آئے تھے کہ عملون مین یہ بات چیت ہوتی تھی

واصلباقی نویس۔ یار آجکل تو زمانہ بہت نازک
ہو رہا ہے لو یہ سے تو آفت ڈھائی۔

سیاہہ نویس۔ گنگا قسم پیشاب پاخانہ بند کردیا اُس
تو لہو سے نہ موت۔

رجسٹرار قانونگو۔ ع۔ صبر تلخ است ولیکن ثمر شیرین دارد
دیکھو تو ہوتا کیا ہے۔

محرر متفرقات۔ بھائی جان چڑھت حاکم اترت
گرہ بہت کٹھن ہوت ہے۔

سیاہہ نویس۔ مدّ اخیراتی ہے کہ سررشتہ دار صاحب
انسے ناخوش بہت ہین جب موقع ملے اُس نتیجہ دینے کے میان کا
ستھنا ڈھیلا ہوجاے۔

واصلباقی نویس۔ بھائی چپ رہو زمانہ نازک ہے
دیکھیے اس انقلاب کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔

رجسٹرار۔ نتیجہ کیا ہے دو چار روز مین کوئی گل کھلیگا۔

محرر جوڈیشل۔ میری تقدیر دیکھیے مجھکو کیا دکھلاتی ہے
اچھا خاصا مسلم پور مین تھا اب اس بلا مین مبتلا ہوا
خدا عزت آبرو سے نباہ دے تو بہت غنیمت ہے۔

سیاہہ نویس۔ اگر یہ سب ایکدل ہوجاتے تو [illegible]

ایکدن چلانا دشوار ہو جاوے مد اہم لوگن یہان اتفاق تو
ہے نا ہین دیکھو شیخ سعدی کیا کہ گئے ہین کہ ۔ ع ۔
دو دل یک شود بشکند کوہ را
حسابہ نویس ۔ آپ اسقدر خوف کیون ہین ہم لوگن کی
امداد کا سررشتہ دار صاحب تیار ہین ۔
محرر متفرقات ۔ توبھی اب یہ کہ ان سے صلاح لیجئے
اور جو وہ حکم دین کیا جاوے ۔

باب ہفتم

مسٹر ہریسن کا فیروز نگر آنا

مسٹر ہیرن کے جانے کے دو روز بعد صبح کی گاڑی سے
مسٹر ہریسن تشریف لائے کسی کو ٹھیک تاریخ معلوم نہ تھی
اسوجہ سے کوئی استقبال کو نہین گیا تھا [illegible] لال اتفاقاً
آج دن کسی ضرورت سے اسٹیشن گئے تھے اور جیسے ہی
ہریسن صاحب ریل سے اترے فوراً جاکر سلام کیا اور یہ
فساد لگایا کہ سب کو آپکی اطلاع تھی مگر کوئی نہین آیا ۔
صاحب ۔ اور تحصیلدار بھی نہین آیا ۔
سررشتہ دار ۔ وہ جنٹلمین ہین انکو استقبال وغیرہ سے
نفرت ہے انکا قول ہے کہ کلکٹر اور ہم سب سرکار کے
نوکر ہین پھر کیا فرق ہے ۔
صاحب ۔ کیا نام ہے اسکا ۔
سررشتہ دار ۔ دیانت حسین ۔ انکا باپ باغی سرکار تھا ۔
صاحب ۔ کتنے روز سے تحصیلدار ہے ۔
سررشتہ دار ۔ ابھی حال مین تو ہوئے ہین ۔ اور
بڑی آفت مچا رکھی ہے کام بھی اچھی طرح نہین چلتا ۔ اس
فقرے کا مسٹر ہریسن کے دل مین اتنا بڑا اثر ہوا کہ وہ
اسی وقت سے دیانت حسین کے خلاف ہوگئے راستہ مین

جابجا انھون نے وہ تختیان دیکھین جو مسٹر ہیرن کی ہدایت
مین لگائی گئی تھین راستہ مین ایک جگہ انکی نظر سے تختی
گذری کہ وہ سکو سوا مسٹر ہیرن کے کوئی نہین جانتا [illegible]
صاحب نے اپنی گاڑی روک لی اور پوچھا کہ یہ کسکا مکان ہے
اتفاق سے وہ تختی میر دیانت حسین کے مکان کے قریب
لگی ہوئی تھی ۔ اسکو سن کر صاحب اور بھی برافروختہ ہوئے
بنگلے پر پہونچتے ہی چپراسیون سے دیانت حسین کے
حالات دریافت کیے چپراسی انسے جیسا خوش تھے ظاہر ہے
کبھی ایک پیسا کسی چپراسی کو انعام نہین دیا اور ہمیشہ
بہت ہی ذلت سے چپراسیون سے پیش آتے تھے ۔
چپراسی ۔ حضور وہ ابھی لڑکے ہین بائیس برس کی
عمر ہے ہیرن صاحب کی مہربانی سے تحصیلدار ہوگئے ہین مزاج
غرور بہت ہے کسی کی کوئی ہستی نہین سمجھتے اور اپنے کو
لگاتے بہت ہین ۔
صاحب ۔ ول رام جیاون تم سب حال سکو ضلع کا بتلایا
کرنا ہم بہت خوش ہوتا ہے ۔
رام جیاون ۔ بہت اچھا خداوند نعمت ۔
قبل اسکے کہ اور حالات بیان ہون مصنف کو ضروری
معلوم ہوتا ہے کہ وہ انصاف کے ساتھ مسٹر ہریسن کی
خلقی عادات ناظرین سے بتلاوے ۔
مسٹر ہریسن ایک نوجوان تیز مزاج انگریز تھے
اخلاق بہت وسیع تھا لیکن کسیقدر ناتجربہ کار تھے
عام رائے کا بہت خیال رکھتے تھے اور اسی کے وسیلہ کا
ذریعہ وہ ہر شخص سے ملاقات اور سرگوشی کو سمجھتے تھے چپراسیون
کی بہت خاطر کرتے تھے اور اپنی نیکی کے سبب سے انہین اتنا
مادہ نہ تھا کہ جھوٹ سچ کو تمیز کر سکتے انکے مزاج مین عجلت
بہت تھی اور اسوجہ سے اکثر وہ ایسی بدھنگیان کر بیٹھتے

کہ جس سے لوگون کو بہت نقصان پہونچتا تھا چونکہ ضلع کا
کام کبھی کیا نہ تھا اسوجہ سے وہ اپنے سررشتہ دار کے کبھی
ہمیشہ پیچھے رہا کرتے تھے اور پرون لال کی ریل والی
ملاقات کا انکے دل پر اتنا بڑا اثر ہوا تھا کہ انکے ذہن مین
پرون لال سے زیادہ کسی کی وقعت نہ تھی رفتہ رفتہ
مسٹر ہرسن کی مخبر یہان مشہور ہوئین اور اب ہر
شخص کو انکے یہان جانے کی جرات ہوئی اور جوق جوق
ملاقاتی جانے لگے۔

دوسرے روز بہت سے ملاقاتی آئے اور حسب ذیل
ملاقاتین ہوئین۔

اول ڈپٹی شوکت حسین صاحب ملے۔

صاحب۔ ول ڈپٹی صاحب آپ کتنے دنون سے اس
ضلع مین ہین۔

ڈپٹی صاحب۔ حضور فدوی ساڑھے چار برس سے یہان ہے۔

صاحب۔ اس ضلع مین بہت گڑبڑ ہے۔

ڈپٹی صاحب۔ پھر حضور تو واقف ہی ہین مین کیا
التماس کرون۔

صاحب۔ ہم سنتا ہے کوئی تحصیلدار یہان بہت
غرور ہی ہے۔

ڈپٹی صاحب۔ حضور ہان وہ جیسے بیچارے قدرت حسین
ستائے آفات ہوئے میان دیانت حسین قائم مقام
کیے گئے ابھی مزاج مین لڑکپن ہے اور مین کیا عرض کرون

صاحب۔ مگر سررشتہ دار یہان بہت اچھا معلوم ہوتا ہے

ڈپٹی صاحب۔ حضور ہان منشی پرون لال بہت
لائق آدمی ہے انکی کیا بات ہے۔

صاحب۔ اچھا ہم سب انتظام درست کر دیگا۔

ڈپٹی صاحب۔ بیشک حضور سے یہی توقع ہے۔

ڈپٹی صاحب رخصت ہوئے اور منشی چھدمی لال صاحب
تحصیلدار حسام پور پہونچے انسے بھی معمولی بات چیت ہوئی
اور موقع پاکر انھون نے بھی دیانت حسین کی شکایت کی
الغرض اسدن جتنے آدمی ملے سبھون نے دیانت حسین کی
شکایتین کین اور اسکا بہت ہی بڑا اثر مسٹر ہرسن پر ہوا
شامت اعمال سے جسدن مسٹر ہرسن نے [illegible] دیانت حسین
کو بخار آگیا اور ایسا سخت بخار تھا کہ وہ [illegible] گھر سے
باہر نہین نکلے مسٹر ہرسن ہر روز چپراسیون سے پوچھتے کہ [illegible]
[illegible] آیا چونکہ وہ لوگ دیانت حسین سے [illegible] ناراض تھے
سب ناراض تھے انھون نے [illegible] کو کیا سمجھے
وہ تو ہرسن صاحب کے گھمنڈ [illegible] انسے
مسٹر ہرسن کو اور بھی دیانت حسین سے کشیدہ کر دیا [illegible]
پرون لال سے کل حال بیان کیا پرون لال اسپر بہی خوش
ہوا اور دونون آپسمین یہ بھی صلاح کی کہ کسی طرح مسٹر ہرسن
صاحب کو اور بھی انسے برہم کرنا چاہیے اور چپراسیون نے
وعدہ بھی کر لیا تھا کہ بہت جلد سب انتظام درست کر دیا جائیگا
صاحب کو آئے ہنوز ایک ہفتہ بھی نگذرا تھا کہ رام جیاون
چپراسی اور پرون لال سررشتہ دار اور منشی شوکت حسین
ڈپٹی کلکٹر صاحب کے منہ لگون مین شمار ہونے لگے اور یہ
بات عام طور پر مشہور ہو گئی کہ انھین تینون آدمیون کو
صاحب کے مزاج مین دخل ہے باقی اللہ اللہ خیر صلاح۔

باب بست و یکم

دیانت حسین اور مسٹر ہرسن کی ملاقات

دس بارہ روز بعد جب بخار سے دیانت حسین اچھے ہوے
تو ہرسن صاحب کی ملاقات کو گئے برامدہ تک اپنی گاڑی
لیگئے اور چپراسی کو اپنی ملاقات کا کٹ دیکر صاحب کے [illegible]

رام پیارے نے ٹکٹ کو پھاڑ کے پھینک دیا اور کہا کہ ابھی تشریف ... دو گھنٹہ مین ملینگے اور آپنے یہ بھی کہا کہ ... صاحب ... صاحب کا راج نہین ہے اور ... بہت غصہ آیا اور فوراً بغیر ملے چلے گئے ... اگر اس تمدن کی چٹھی پر ... صاحب کو لکھی

صاحب من ... آج صبح آپکے بنگلے پر ملنے کو گیا تھا رامپیارون چپراسی نے نہایت گستاخی سے میرا کارڈ آپ تک پہونچانے سے انکار کیا اور اسوجہ سے مین مجبوری واپس آیا مین شکر گذار ہونگا اگر آپ مجھسے ملنے کو کوئی وقت مقرر فرمائیے اور اس چپراسی کی اس حرکت کی بھی کوئی سزا تجویز فرمائیے ہندوستانی شرفا کے ساتھ ایسی بے تہذیبی چپراسیون کو مناسب نہین اور اس سے ہملوگون کو بہت صدمہ پہونچتا ہے- آپکا فرمانبردار
دیانت حسین

اس چٹھی کو پاتے ہی صاحب نے لالہ پیرون لال سے مخاطب ہوکر یون گفتگو کی-

صاحب- ول پیرون لال یہ تحصیلدار کیسا آدمی ہے ہمارے ملنے کو گیا اور بغیر ملے لوٹ آیا-

پیرون لال- حضور آدمی تو لائق ہین مگر مزاج مین کسیقدر مشیخت ضرور ہے-

رامپیارون چپراسی- جسوقت تحصیلدار صاحب آئے تھے حضور غسل خانہ مین تھے تابعدار نے ہر چند کہا کہ ایک لمحہ بھر ٹھہر جائیے مگر ایک نمانا اور فوراً لوٹ گئے اور آج انھون نے حضور ایک ایسی نئی بات کی ہے جو کبھی نہین ہوئی-

پیرون لال- ہان تابعدار نے بھی سنا وہ گاڑی پہ ہمارے تک چلے گئے ایسی گستاخی تو ڈپٹی لوگ نہین کرتے ہین-

رامپیارون- آخر حضور ڈپٹی شوکت حسین بھی تو ہین وہ بیچارے احاطہ باہر گاڑی سے اُترتے ہین-

صاحب- ہم سب سمجھ گیا- اچھا تم اس چٹھی پر یہ حکم فارسی مین لکھدو-

"حکم ہوا کہ"

"یہ واپس اسکے تحصیلدار کو لکھا جائے کہ وہ کل ساڑھے دس بجے ہمارے بنگلے پر حاضر ہون اور ایسی ضعیف بات کے لیے انکو چپراسی کی شکایت کرنا زیبا نہین تھا"

اس حکم کو پاکر میر دیانت حسین بہت ہی خفیف ہوئے تمام شہر مین طرح طرح سے اسکا تذکرہ ہوا پیرون لال وغیرہ بغلین بجاتے تھے اور میر دیانت حسین اتنے رنجیدہ تھے کہ شاید اگر وہ نوکری پیشہ نہوتے اور کوئی بھی جائداد انکی ہوتی تو وہ استعفا دیدیتے مگر مجبور تھے بیچارے کچھ کرتے دھرتے نہ بنتا تھا دوسرے دن ساڑھے دس بجے صاحب سے ملنے گئے-

دیانت حسین- آداب عرض-

صاحب- سلام صاحب- ول آپ تحصیلدار ہے-

دیانت حسین- جی ہان-

صاحب- آپ مجھسے ملنے کیون نہین آیا-

دیانت حسین- مجھے بخار آگیا تھا اسوجہ سے مین حاضر نہین ہوا تھا-

صاحب- اچھا آپ ہر روز ہمارے بنگلے پر آیا کیجیے اور شہر کی صفائی کی بابت ہمسے مشورہ کیا کیجیے-

دیانت حسین- بہت بہتر-

صاحب- اچھا اب آپ رخصت ہون ویل صاحب کو جو کوئی چٹھی لکھیے گا تو ہمارا سلام لکھ دیجیے گا-

میر دیانت حسین وہاں سے رخصت ہوئے مگر اس اخیر فقرہ کو بہت دیر سوچتے رہے کہ کس مطلب سے استعمال کیا گیا آں غریب کو یہ خبر نہ تھی کہ یہاں لوگوں کا پورا جوڑ چل چکا ہے اور اب مسٹر ہریسن سے تیر کا پانی کرنا بہت مشکل کام تھا۔

باب بست و دوم

دیانت حسین اور انسداد رشوت

جیسے ہی میر دیانت حسین اپنی تحصیل میں حسب الحکم انسداد رشوت کر چکے آنکو یہ شوق چرایا کہ تمام ضلع میں رشوت کا انسداد ہو جائے انکے خیال میں یہ کوئی بہت مشکل اور ناشدنی امر نہ تھا مسٹر ڈولن اسسٹنٹ کمشنر انکے ہم خیال تھے اور گو مسٹر ہریسن موجود نہ تھے لیکن انھیں یہ پورا بھروسا تھا کہ وہ بھی اسمین انکے شریک ہونگے انھوں نے اخیر ہفتہ کے لیے ایک نوٹس شائع کیا کہ ٹون ہال میں سب صاحب تشریف لائیں اور چند امور نسبت انسداد رشوت پیش کیے جائینگے۔ چنانچہ بوقت معینہ ٹون ہال میں بہت لوگ جمع ہوئے تمام معززین شہر وکلا رؤسا حکام ہندوستانی تشریف رکھتے تھے اور لالہ پیرو لال ڈپٹی برجلال اور ڈپٹی شوکت حسین و مسٹر ڈولن صاحب بہادر بھی رونق افروز تھے مسٹر ہریسن باوجود اطلاع تشریف نہیں لائے تھے سب سے پہلے میر دیانت حسین صاحب اٹھے اور انھوں نے حسب ذیل تقریر کی۔

جنٹلمین - آج ہم لوگ اس غرض سے یہاں جمع ہوئے ہیں کہ اپنے ملک کی دشمن - قوم کی دشمن - ترقی کی دشمن - اعتبار کی دشمن رشوت کے انسداد کی کوئی تدبیر باہمی صلاح سے نکالیں - اسمین کچھ شک نہیں کہ یہ ایک بہت مشکل کام ہے اور غالباً بہت سے بہت دوست میری اس کوشش کو جنون یا مالیخولیا سمجھے ہونگے مگر جنٹلمین نہ مین مجھ کو سودا ہوا نہ سودائی سمجھیے جنون یا مالیخولیا البتہ مجھے ایک دلی رنج ہے جو اپنی قوم کی نسبت سن سن کر و دیکھکر پیدا ہوا ہے اور جو اب جنون کی حد تک پہونچ گیا ہے مگر یہ وہ جنون ہے کہ جسکو مین ہزار عقل سے افضل اور ہزار صحت سے بہتر جانتا ہون مین نے ایک ایسے کام کا بیڑا اٹھایا ہے جسکو مین خود جانتا ہون کہ پورا ہونا آسان نہیں لیکن اس سے کیا یہ ضرور ہے کہ مین اپنی ہمت ہار جاؤں اور پیرون کو توڑ کر چپ چاپ ہو بیٹھون نہیں ہرگز نہیں جنٹلمین یقین کیجیے کہ اگر آپ لوگ میری مدد فرمائیں اور سب میرے ہم خیال ہو جائیں تو یہ رشوت اسطرح دور ہو کہ گویا کبھی تھی ہی نہیں - ہمت عجب چیز ہے اور کسی ایرانی شاعر کا یہ شعر بے شبہ قابل قدر ہے - شعر

ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد ۔ اگر خارے بود گلدستہ گردد

یہ مین تسلیم کرتا ہون کہ رشوت ایک ایسی پرانی چیز ہے جو ابتداے آفرینش سے ابتک مختلف رنگون مین مختلف پیرایون مین رائج رہی ہزارون فوجی افسرون نے رشوت لیکر اپنے بادشاہون کے ملک کھو دیے ہزارون گناہگار رشوت کے سبب سے تعزیر سے بچ گئے ہزارون بیگناہ رشوت کی بدولت پھانسیان پا گئے ہزارون امیر غریب ہو گئے اور ہزارون محتاج رشوت کی بدولت امیر الامرا بنگئے یہ سب کچھ تو ہوا لیکن کیا اس سے یہ ضرور ہے کہ ہم اسکو قدیم سمجھکر کوئی اچھی بات سمجھ لین اور اسکے بجنسہ رہنے کی تمنا کرین (نہیں نہیں) جنٹلمین مین کوئی واعظ یا مولوی نہیں ہون جو ایسے جلسہ مین مذہبی دلائل سے رشوت کی برائیاں ثابت کرون مگر اتنا ضرور کہونگا کہ ہمارے خدا اور سب

... رشوت کے ... اور ...
... تھی اور ... دونون کو ... [illegible]
چاہتا ہون کہ ہر ایک ... باطل ... اگر وہ ...
کہ ہمین رشوت کی سخت مخالفت ... [illegible]
اب صرف دیکھنا یہ امر ہے کہ ہندوستان مین رشوت
کیون زیادہ رائج ہے اسکے اسباب ... [illegible]
جلسون مین سوسائٹی کا کوئی قانون ... [illegible]
... بلا احتیاط ... مگر ہین اسکے ... [illegible]
نقصانات پیدا ہوتے ہین سوسائٹی ... [illegible]
... مسلمانون مین ... [illegible]
[illegible]
ہر شخص اجتناب کرتا ہے اور اگر کرتا بھی ... [illegible]
ابھی تک ہماری قوم مین سوسائٹی کا ... [illegible]
اور ... یہ ہے کہ ... کرنے مین کسی ... [illegible]
او لوگ ... کہ اہلکار رشوت کی وجہ سے ... [illegible]
شوکت ... سوسائٹی ... کوئی قانون
... [illegible]
... وہ رشوت نہ لین ... [illegible]
ہندوستانی ... اور انکا ... [illegible]
خواہ وہ ہین ایک ہندوستانی بھائی سے رشوت لینا
... شرم ... ہم اپنے ایک بھائی کی ... [illegible]
... کھاتے ہین ... ایجاد و ... [illegible]
شرم شرم ... بہت کچھ کہنا باقی
رکھتا ہے ... مین یہ ریزولیوشن تجویز
کرتا ہون کہ سب اہلکاران سرکار خواہ ہندو ہون یا مسلمان
... ہون یا ... ہون
حلف اٹھائین کہ وہ آیندہ ... رشوت نہ لینگے

اور جو شخص رشوت لیتا ہوا ... اس حلف کے پابند ...
... تعلیم ... رشوت خوری ... ترک کر دی ...
یہ خدمت کرنی ... حلف ... [illegible]
مسلمانون کو ... رشوت کی ... [illegible]
... حلف لیتا ہون اور دعا کرتا ہون کہ
... اس قسم ... [illegible]
اس ... ہوتا تھا کہ مسٹر ولن ... [illegible]
... اور تمام ... [illegible]
[illegible]
... اگر قسمین ... [illegible]
... اور اگر قسمین ... [illegible]
تو کام چلنے کی امید نہین۔
میر دیانت حسین کے بعد ... لالہ ...
صاحب ... اٹھے اور انھون نے ... [illegible]
ایجاد کیا کہ وکلا اور مختارون کو بھی حلف اٹھانا چاہیے
کہ وہ لوگ بھی عمال کو رشوت نہ دلا دین۔
الغرض بہت لوگون نے شوق سے اور بہت لوگون نے
شرما شرمی اپنی اپنی مذہبی قسمین کھائین ... [illegible]
کے ممبر تھے ڈپٹی برج لال صاحب ... بھی حلف لیلیا اور
... رشوت ترک کر دی لیکن ... شوکت ... [illegible]
ڈپٹی کلکٹر اور لالہ ... لال صاحب سررشتہ دار کلکٹری نے
حلف نہین اٹھایا اور یہ عذر کیا کہ وہ لوگ آج بغیر
... کے حلف اٹھانے سے ... ہین جب جلسہ
ختم تھا مسٹر ولن نے ایک بہت ہی پراثر تقریر کی اور
میر دیانت حسین کی قابلیت اور ایمانداری کی بڑی
تعریف کی اور انکا شکریہ تجویز کیا چنانچہ بعد ادائے
شکریہ جلسہ برخاست ہوا۔

[illegible] ہونے میں بھاگنے کا کام دیا اور [illegible]
[illegible] کو بھی ... پیدا ہوگئی [illegible] بھی قطعی طور پر
[illegible] کے یہاں آنا جانا بند کر دیا اسی درمیان میں
[illegible] صاحب کے لڑکا پیدا ہوا اور اس روز
[illegible] کی تقریب کا [illegible]
[illegible] کا ذکر تھا - [illegible] دیانت حسین بھی
[illegible] کی فہرست پر لکھے [illegible]
چونکہ ڈپٹی صاحب [illegible] نہیں اٹھا [illegible]
اور [illegible] کی شرکت سے انکار ہے
اس [illegible] ڈپٹی صاحب [illegible] اور
[illegible] دیانت حسین کو بہت کچھ [illegible] لالہ پرون لال
سے بھی [illegible] اس [illegible] ہی اور
رام جیاون [illegible] کبھی [illegible] گیا اور آپ بھی [illegible]

باب بست وسوم

لالہ پرون لال کی سررشتہ داری

مسٹر ہریسن کے آتے ہی ضلع کا رنگ بدل گیا یا تو
ضلع میں دیانت حسین ہی دیانت حسین تھے اور یا اب
پرون لال کا طوطی بولنے لگا تمام عمال جو وقت [illegible]
کرتے تھے ڈپٹی کلکٹر [illegible] پرون لال کے یہاں آنے
جانے لگے تمام [illegible] دیانت حسین
سرگرم خوشامد تھے - [illegible] کہ یہاں تک
سب ہی [illegible] تحصیلداروں کے پاس
آنے لگے [illegible] لالہ پرون لال سررشتہ داری [illegible]
کھانے لگے تمام عمال کی [illegible] مسٹر ہریسن نے
پرون لال کے ہاتھ میں [illegible] اور [illegible] پرون لال
تمام ضلع کو آنکھ بند کر کے لوٹتے تھے رام جیاون [illegible]

اور [illegible] دیانت حسین پرون لال [illegible]
اوروں کی برائیاں کرتے [illegible]
اور یہ تو [illegible] پرون لال [illegible]
[illegible] زمانے میں [illegible] کوئی [illegible]
ہوتی [illegible] جاتا [illegible]
کامیاب ہوتا - یہ ممکن ہی نہ تھا کہ لالہ پرون لال کے پوچھے
کوئی شخص ضلع میں [illegible]
ناک [illegible] تھے کہ پرون لال [illegible] آنکی [illegible]
تھا اور سب تحصیلداروں نے پرون لال کو [illegible]
کر لیا تھا لیکن [illegible] دیانت حسین [illegible]
کی بدولت [illegible] رپورٹ کوئی
آنکی ایسی نہ ہوتی جس پر [illegible] حکم [illegible]
اسی وجہ سے دیانت حسین نے عام طور پر [illegible]
اور خاص کر [illegible] کے بارے میں [illegible] کرنا [illegible]
کر دیا تھا [illegible] اگر [illegible] خالی ہوتی تو وہ [illegible]
لئے [illegible] تحصیل میں کوئی [illegible]
لہذا [illegible] تجویز کیا جاسے -

پرون لال کا آفتاب اقبال اس حد کو [illegible] پہونچی
کہ آج انکا مثل لیاقت شرافت اور [illegible] کی [illegible] میں
دوسرا [illegible] آتا تھا - اتفاقیہ [illegible] کی [illegible]
[illegible] ہوئی [illegible] اور [illegible]
خود فیصل دیکھنے کا ارادہ کیا اور [illegible] ان دونوں
تحصیلوں میں [illegible] تحصیل [illegible]
وہاں منشی [illegible] لال صاحب تحصیلدار تھے انہوں نے
ہر طرح عمال اور چپراسیوں کی خدمتگذاری [illegible]
ایک ایک مہینہ کی تنخواہ [illegible]
جناب سررشتہ دار صاحب [illegible] لئے اور [illegible]

اور بلانا اُن صاحب کا کلکٹر بہادر کو دعوت مین حیثیت
نذر کیا رام جیاون چپراسی کا نور بھی قابل دید تھا وہ بھی
ایک خدائی فوجدار بنا ہوا تھا تمام لوگ تحصیلدار جنکا
پیچھا
سب آپ سے ڈرتے تھے اُسکا سبب یہ تھا کہ مسٹر ہریسن نے
اپنے سیدھے پن سے اُسکو اس درجہ سر چڑھا لیا تھا کہ اُسنے
سب کی عافیت تنگ کر دی تھی لالہ چوتھی لال صاحب کے
اہلکار اس پر ایکدن وہ کسی ضرورت سے گیا تحصیلدار نے بے
سر اجلاس اُسکی بہت بیجا یا اور سر وقت تعظیم کی جیسے وہ صاحب کلکٹر
لشکر سے کم نہیں ہے بیچارے چوتھی لال کا غصہ بیمین
جان تھا کما داری کرتے کرتے اُنکا مزاج بگڑ گیا ایکن انکی
سمجھ نہ کا لکی اور سب لوگ حساب سے راضی گئے
اور سب نے موقع سے چوتھی لال کی شکایت بھی
مسٹر ہریسن تک پہنچائی اور اسکا یہ اثر ہوا کہ باوجودیکہ
چوتھی لال کی نسبت مسٹر ہریسن بہت ہی خراب لکھ گئے
تھے لیکن ہریسن صاحب نے کچھ بھی خیال نکیا۔

دو تین دن سے کوچ ہوا صاحب ڈپٹی کمشنر کا لشکر مقام
کرنل گنج آیا یہ مقام تحصیل فیروز نگر مین ایک قصبہ ہو گیا تھی
اور ایام شاہی مین بھی یہ مقام چکلہ دار اور ناظم سب ٹھہرا
کرتے تھے میر دیانت حسین کا پورا ارادہ تھا کہ وہ خود
کرنل گنج جائین لیکن دفعتًا صاحب کلکٹر کا پروانہ آیا
جسکا یہ مضمون تھا کہ کل ہمارا مقام کرنل گنج مین ہوگا تحصیلدار
خود مع سپرد نذر تا نگو لشکر مین حاضر ہون اس سبب سے
یہ مجبور ہوئے اور علی الصباح روانہ کرنل گنج ہوئے۔

صبح سویرے سے لشکر کے لوگ آنے شروع ہوئے
چپراسیون نے سب سامان جمع کر رکھا تھا پر تھے افراط تھی
سب کو بہت سیر چشمی سے دیکھی ہر چند سب چیزین موجود تھین
لیکن تا گردپیشہ لوگون نے چوتھی لال کی شہ پاکر ایک
بار ہ مچا دیا۔

بہشتی۔ حضور ہمارا مشک ٹوٹ گئی ہے ایک موچی بلوا دیجیے
بیرا۔ صاحب کا بوٹ میلا ہو گیا ہے بوٹ کی سیاہی بہت سی
منگوا دیجیے۔

خانساماں۔ شکر اور بیسن خانہ مین نہین ہے تیار ہونے کا
سامان منگوا دیجیے۔

رام جیاون۔ صاحب نے حکم دیا ہے کہ دو سو تہت
چار کوڑی کپڑے اختہ منگوا دیجیے اور جو دام ہو دیا جائیگا
ایک منٹ مین چار فرمایشون کی بوچھار بیچارے دیانت حسین
ہو گئی ہنوز وہ اسکا بندوبست بھی نکر چکے تھے کہ سائیس آیا
آیا اور کہا کہ حضور صاحب کی ٹمٹم کا بم ٹوٹ گیا ہے ایک
بڑھئی اور لوہار اور سندھی کی لکڑی کی جو بم ہو منگوا دیجیے کہ
جسمین آج شام تک تیار ہو جائے۔

میر دیانت حسین کے آنے ہوئے ہوا سے غائب ہوے
اور وہ بیچارے اس فکر مین ہوے کہ اے خدا کیونکر آج
بیڑا پار ہوتا ہے آنکو حیرت تھی کہ کیا کریں کہ یہ سب
آفتین نازل ہوئین مشک بھی پھٹ گئی سیاہی کی ڈبیہ
بھی جاتی رہی بھیڑون کی بھی آج ہی ضرورت ہوئی
شکر بھی آج ہی کم ہوئی اور سب پر طرہ یہ کہ ٹمٹم کا بم بھی
آج ہی ٹوٹا دیانت حسین چپراسیون کو بلا کر ہم کے لیے
حکم دے رہے تھے کہ رام جیاون نے دوسری ڈانٹ
بتائی کہ تحصیلدار صاحب ذرا جلد ہی کیجیے گا یہ ہریسن کا
زمانہ نہین ہے ہمارے صاحب تحصیلدارون کو کان پکڑ کے
نکالدیتے ہین یہ فقرہ سنکر جو رنج میر دیانت حسین کو
ہوا ہوگا اُسکو ناظرین بخوبی اندازہ کر سکتے ہین لیکن
بیچارے کرتے تو کیا کرتے آنکے مقدر کی طرح آنتے سارا
زمانہ فرنٹ تھا بقیس وہ اُتوان مین زبان ہوتے تھے

ایسی حالت میں سوا اسکے کوئی چارہ نہ تھا کہ یا برداشت کرنے اور یا ترک تعلق کرو یں نوکری کے سوا کوئی معاش نہ تھی اسلیے بیچارے سب انگیز کرتے تھے اور ٹال دیتے تھے
ادھر تو یہ انتظام میں مصروف تھے اور وہاں کا قصہ سنیے مسٹر ہربین اپنے شامیانہ میں بیٹھے ہوئے کچھ لکھ رہے تھے رام جیاون چپراسی۔ گھراؤ بیرا۔ اور رمضان خانساماں تینوں قنات کے پاس بیٹھے اور اسطرح باتیں شروع کیں کہ مسٹر ہربین اچھی طرح سن سکتے۔

گھراؤ بیرا۔ آج تو خانساماں جی بڑا غضب (غضب) ہو گیا تھا بڑی کھیر (خیر) ہوئی نہیں رام جیاون کچہری توڑ ڈالتا۔

خانساماں۔ کیا (غصہ) تو مجکو ایسا آیا تھا کہ میں آپے میں نہ رہا تھا مگر صاحب کے ڈر سے کچھ ڈر گیا۔

رام جیاون۔ بھائی تمھیں انصاف کرو میری کیا خطا تھی جب ہمارے صاحب کو جنکی بدولت عیش کرتے ہیں ہمارے بال بچے پرورش پاتے ہیں انگلو پئی بلایت (ولایت) کا جنگلی بتائے تو ہمکو کیسے غصہ نہ آئے

گھراؤ۔ نہیں وہ اپنے لوگانے کیجی بہت ہیں اپنے برابر کسیکو سمجھت ہیں نا۔

خانساماں۔ ابھی وہ راجہ ہیں تو اپنے گھر کے لاٹ تو اپنے گھر کے ہم تو جسکا نمک کھاتے ہیں وہی ہمارا لاٹ ہے

رام جیاون۔ اگر منشی پرون لال وہاں نہ ہوتے تو بڑا غضب ہو جاتا پرون لال کو بھی بڑا رنج ہوا۔ دیکھو کیسا آدمی ہو کسی سے ایک پیسہ نہیں لیتے بھئی دھیمے بات کرو کہیں صاحب نہ سن لیں جو غضب ہو جائے۔

مسٹر ہربین نے اس گفتگو کو بہت ہی کان لگا کر سنا انسے اتنا بھی ضبط نہ ہو سکا کہ کچھ بھی سکوت کرتے انھوں نے فوراً آواز دی کہ یہاں آؤ۔

رام جیاون۔ حاضر غریب پرور۔

صاحب۔ ول تمسے آج کس سے لڑائی ہوا۔

رام جیاون۔ حجور کسی سے نہیں۔

صاحب۔ ول سچ بتلاؤ کچھ ڈرنے کا بات نہیں

رام جیاون۔ (بہت ہی خوف زدہ صورت بنا کر اور تھر تھر کانپ کر) حجور میری عادت کسی کی چغلی کی نہیں آج پچیس برس حجور لوگوں کی اردلی میں گذرا کسیکی لگائی بجھائی نہیں کی آگے حجور مان باپ ہیں ہے

صاحب۔ ول ہم پوچھتا ہے اور تم نہیں بتاتا۔ بول حرامزادہ اسٹیوپڈ فول۔

رام جیاون۔ حجور مالک ہیں میں کیا بتاؤں راجہ لیاقت حسین کے بڑے اچھو کھیلدا ہیں آپ کو بلا کا جنگلی بتاتے تھے اور کوئی انگریزی کتاب پڑھ پڑھ کر سناتے تھے کہ صاحب اس ولایت کے رہنے والے ہیں نا بعد اسکے منشی پرون لال کو بڑا معلوم ہوا اور حجور کے ڈر سے چپ ہو رہے اب جو حکم دیں لوٹا بعد اپنا انھوں اور انکا انھوں ایک کرے ---

صاحب۔ اوا اچھا کچھ پروا کا بات نہیں اگر وہ یہاں آوے تو تم اس سے صاف کہہ دو کہ ہمارا بڑا ہے جنگلی صاحب سے اسکا ملنا کچھ ضرور نہیں۔ انھیں تم ابھی اس سے کہو کہ ہمارے لشکر سے چلا جاوے۔

مسٹر ہربین کو اس بات کا اتنا رنج ہوا کہ وہ اپنے جیب میں تھمنے لگے اور بار بار دانت پیستے تھے بیشک اگر انکا بس چلتا تو اسوقت دیانت حسین کو گولی مار دیتے ہمارے منشی جی کے وہ سب تھے اول تو وہ کسیقدر دخل بل نہیں تھے جو سے لکھدیا فوراً انھیں اٹھا دیتے تھے

اور یہ سچ ہے وہ اپنی عزت بہت چاہتے تھے اسطرح ایک
ہندوستانی کا انکو ذلیل بنانا سخت ناگوار ہوا۔
اور رام دیال شیر کی طرح دیکھتا ہوا اپنے گھر کو گیا
تھوڑی دیر میں لالہ کی جھونپڑی میں گیا اور اسے
سمجھا کر [illegible] کہا کہ یہ ایک جھوٹا مقدمہ انکا
اور انکے [illegible] تحصیلدار صاحب پاس آیا اور کہا آج
اس مقدمہ [illegible] یہاں چپراسی لوگ سب
[illegible] اور صاحب نے کہا کہ اسوقت سے
اپنے کی [illegible] دوست نہیں ان غریب کو کیا خبر تھی کہ
[illegible] بات [illegible] ہیں یہ تو اس [illegible] کو بہت
[illegible] کہ [illegible] نے کچہری [illegible] بیگاری [illegible]
[illegible] پانی [illegible] اسی وقت [illegible] گھر چلے آئے
اور [illegible] انتظام سب کے لیے چھوڑ آئے جیسے ہی
دیانت سنگھ سوار ہوئے رام دیال صاحب کے پاس آیا
رام دیال - جی [illegible] کر دیا -
صاحب - کچھ [illegible] ہوا -
رام دیال - [illegible] آپکے
[illegible] ہیں -
صاحب - دل لگا کہا تم [illegible] صاف صاف
صاف بتلاؤ -
رام دیال - کہیں گیا گھوڑے پر سوار ہو کر
[illegible] البتہ بولے کہ ہم [illegible] کیا پروا کرتے ہیں
[illegible] جو چاہیں سو گورنمنٹ کرلیں ولایت
میں ملکہ [illegible] کا [illegible] صاف کرتے [illegible] ہو گئے
صاحب - اچھا ہم سمجھ لیگا - رام دیال اب تم
پورا پورا حال اس بدمعاش تحصیلدار کا بتلاؤ -
رام دیال - بہت خوب حضور -

ناظرین اسکو خود سمجھ سکتے ہونگے کہ اس [illegible]
یا چپراسی کسکو [illegible] ملا ہوگا اور سب لوگ [illegible]
اور بھی [illegible] دیانت ہی کے مخالف ہو گئے ہونگے -

باب بست وچہارم

دیانت سنگھ مصیبت میں

دفعتاً زمانہ نے پلٹا کھایا اور [illegible] کی دیانت [illegible]
اور مسٹر [illegible] کی ان [illegible] کی [illegible] مشہور ہو چلی [illegible]
دیانت سنگھ چند [illegible] صاحب ڈپٹی کمشنر سے ملے [illegible]
لیکن وہ [illegible] انکا [illegible] تھے اور ان غریب [illegible]
ہوتا تھا - انکے [illegible] کام [illegible] شروع ہوے انکا
ہر فیصلہ منسوخ ہونا شروع ہوا کوئی سیدھی بات بھی
[illegible] کرتے تو [illegible] اعتراض ہوتے تھے [illegible] پھیکا
انکے عمال بھی انسے [illegible] اول [illegible] ہی آپ سے
ناراض تھے اسپر طرہ یہ ہوا کہ مسٹر [illegible] انکی
اور بھی سب [illegible] اور [illegible] کر دیا چپراسی تک انکا
حکم نہ مانتے تھے اور جب کسی [illegible] ہوتے تو وہ
ایسا گستاخ جواب دیتا کہ بیچارے اپنا سا منہ لیکر
رہجاتے نہ انکو یہ امید تھی کہ انکی کوئی شکایت اثر پذیر
ہوگی نہ انکو یہ توقع تھی کہ انکی کسی رپورٹ پر کوئی توجہ
ہوگی انھوں نے اپنی ان سب مصائب کا حال مسٹر
[illegible] کو لکھا تھا مگر انھوں نے یہی جواب دیا کہ سچائی
ہمیشہ فتحیاب ہوتی ہے تم کو ذرا ابھی اس انقلاب سے متفکر
ہونا چاہیے خدا تمہارے ساتھ ہوگا -
بیچارے ایسے پریشان تھے کہ نہ انکا کوئی یار مددگار تھا
نہ کوئی دوست ہمراہ تحصیل منصفی پولیس [illegible]
فوجداری ہر محکمے کے لوگ انکی دیانت کے سبب انکے

جانی دشمن اندیشہ خون ہو رہے تھے مسٹر برسن بھی انسے
سخت ناراض تھے اور اس ناراضی کے سبب سے مختلف
موقعون پر وہ میر دیانت حسین کو ذلتیں دے چکے تھے
مسٹر ڈن سے انکو کسیقدر سہارا تھا وہ بھی آج کل مین
رخصت پر جانے والے تھے یہ ایک دوسرا اندیشہ
انکے واسطے پیدا ہو گیا تھا اس سے اچھا موقع دشمنوں کو
اپنی دلی عداوت نکالنے کا مل گیا تھا لہذا ایک دن
لالہ پرون لال کے مکان پر یہ کمیٹی ہوئی شیخ قدرت حسین
تحصیلدار موقوف شدہ۔ مولوی شوکت حسین ڈپٹی کلکٹر
لالہ پرون لال صاحب سررشتہ دار۔ لالہ پربھو دیال [illegible]
سیاہہ نویس تحصیل۔ یہ چارون آدمی ایک تخلیہ مین
بہت دیر تک باتین کرتے رہے تھوڑی دیر کے بعد
پربھو دیال وہان سے نکلے اور ایک چپراسی کو بھیجا
کہ بجا سنگھ زمیندار شرارت پور کو بلا لاؤ۔ بجا سنگھ
اس تحصیل مین ایک مشہور شریر آدمی تھا مدتہا سے
اسکے اختیار مین تھے جو چاہتا سو کر ڈالتا تھا وہ اور
اسکے گروہ کے لوگ چوریان کرنے جاتے اور صدہا رو
مال مسروقہ مین لاتے تھے علاوہ اسکے آپسمین جو ان لوگون کی
لاگ ڈانٹ ہوئی پچاس پچاس روپیہ روز بجا سنگھ کا
غول مدد کے لیے جاتا تھا بجا سنگھ ایسا شریر آدمی تھا
کہ اسکو اپنی آبرو کھو دینے مین کچھ باک نہ تھا اور جری
اتنا تھا کہ اسکو اپنی جان کی بھی پروا نہ تھی راجہ
لیاقت حسین خان اور بجا سنگھ مین ایک قدیم عداوت
بابت زمینداری کے تھی اور اکثر راجہ صاحب مرحوم
اس سے خائف رہا کرتے تھے اور وہ راجہ صاحب سے
دیانت حسین جب تحصیلدار ہوئے تو بجا سنگھ بہت ہی
ڈرا کہ یہ اپنے باپ کے وقت کی کسر نکالینگے دیانت حسین

اس دیانت کے آدمی نہ تھے کہ وہ کوئی اس قسم کا فعل
کرتے جو خلاف ایمان ہوتا تھوڑی دیر مین بجا سنگھ آیا
اور اس سے بھی تخلیہ مین کچھ باتین ہوئین اور لوٹیان
گنگا جل اٹھایا گیا۔ [illegible] کیسے کیسے حلف لیا
تھوڑی دیر مین سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے۔
دوسرے روز [illegible] صاحب کلکٹر کے
اجلاس مین [illegible] دو خواستون کے
ایک [illegible] نکلی
بجا سنگھ [illegible] مستغیث

راجہ سید دیانت حسین [illegible]
جرم دفعہ [illegible]
وقت [illegible]

[illegible]
کہ مستغیث [illegible] زمیندار [illegible]
[illegible] مستغیث [illegible] مالگذاری [illegible]
[illegible] تحصیل [illegible]
[illegible] تحصیلدار
تحصیل [illegible] مالگذاری [illegible] مستغیث کو
[illegible] اور
[illegible] مالگذاری [illegible] مستغیث [illegible]
کہ مین [illegible] اپنے [illegible] مالگذاری
بذریعہ [illegible] دوسرے
واسطے نہین [illegible] مستغیث
[illegible] آیا [illegible]
[illegible] مستغیث کے مارے [illegible]
واسطے مستغیث کے [illegible]

بے آپ وہ ان بیٹھا کیا شام کو جب چپراسیان وغیرہ کو یہان
تحصیل اپنے کھانے پکانے مین مصروف ہوئے مستغیث
وہان سے اپنی جان بچا کر تھانہ مین آیا اور تھانہ مین
جب سماعت نہ ہوئی تب بذریعہ درخواست ہذا ملتجی
ہون کہ تدارک ملزم حسب دفعہ ۳۲۳ تعزیرات ہند
فرمایا جاوے۔

عرضی فدوی بچا سنگھ معروضہ ۱۲ دسمبر

جناب مجسٹریٹ بہادر نے اظہار تحریر فرمایا اور
چٹھی کے ذریعہ سے ڈاکٹر کے پاس واسطے ملاحظہ کے
بھیجا اتفاق کی بات دیکھیے کہ ڈاکٹر ملک ڈپٹی اُسی روز
شکار کو گئے تھے اور اسسٹنٹ سرجن انچارج تھا اُس سے
اور لالہ پردون لال سے نہایت دوستی تھی اور اُنکو
دیانت حسین سے بغض تھا یہ موقع اُنلوگون کو
بہت اچھا ہاتھ لگا اور اسسٹنٹ سرجن سے رپورٹ
حسب دلخواہ لکھوا دی۔

رپورٹ ڈاکٹر

مین نے بچا سنگھ کو ملاحظہ کیا اُسکے دو دانت سامنے کے
ٹوٹ گئے ہین اور چوٹ سانٹے کی ہے اور کسی لاٹھی و
آدمی کے گھونسے کی ہے اور دماغ مین بھی کچھ صدمہ پہونچا ہے
اور مونڈھے کا ایک انچ چوڑا اور ڈیڑھ انچ گہرا اور ایک انچ لانبا
پھٹ گیا ہے یہ ضرب ہماری رائے مین سنگین ہے۔

ساڑھے تین بجے ڈاکٹر کی رپورٹ پہونچی جبتک
اسپتال سے رپورٹ نہین آئی مسٹر پرسن نے دو تین
مرتبہ اُسکو دریافت کیا اور جسوقت سے یہ درخواست گذری
وہ مارے خوشی کے پھولے نہین سماتے تھے جب رپورٹ آئی
اُسکو بہت غور سے پڑھا۔ دل مین تو بڑا اچھا ہی معاملہ ہے
سررشتہ دار سے کہا اور دوسرے دن صبح کے لیے
حسب دفعہ ۳۲۵ سیالکوٹ یہ دیانت حسین کو بذریعہ سمن اپنے
اجلاس مین طلب کیا اور گواہان ثبوت کے لیے کورٹ
انسپکٹر کو ہدایت کی کہ حاضر کرے یہ سمن ساڑھے پانچ بجے
شام کو اسی روز میر دیانت حسین پر تعمیل کیا گیا اُسکو دیکھتے
ہی دیانت حسین کو ایک سخت حیرت ہوئی پہلے وہ سمجھے
کہ یہ سمن کسی اور کے نام کا ہے دھوکے سے اُنکے پاس
لایا گیا ہے لیکن جب غور سے پڑھا تو معلوم ہوا کہ نہین
انہین کے نام ہے اُنھون نے مسکرا کر سمن لے لیا اور
دوسرے پرت پر دستخط کر دیے اب تمام شہر مین دوسرے دن
صبح کے لیے تیاریان ہو رہی ہین میر دیانت حسین سخت
تردد مین تھے کہ خداوندا یہ کیا معاملہ ہے وہ خوب
سمجھتے تھے کہ نہ انھون نے کسی کو مارا نہ کسی کے دانت
توڑے اتنے مین اُنکے چند احباب آئے۔

ایک۔ جناب سید صاحب کچھ سنا آپ نے آپ پر
ایک نالش ہوئی ہے۔

دیانت حسین۔ ہان بھائی میرے پاس ابھی سمن
آیا ہے مگر امر سمجھ مین نہین آتا۔

دوسرے۔ قبلہ یہ کمینون کے سب بھید ہین۔ بھلا بچا سنگھ کی
یہ مجال تھی کہ وہ کوئی حرکت اس قسم کی کرے مگر ع

کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین

خدا اب بھی ہوشیار ہو جائیے۔

تیسرے۔ یہ مقدمہ بھی شوکت حسین و پردون لال کی
صلاح سے ہوا ہے۔

دیانت حسین۔ نہین جی اُنکو بھلا کون ایسی غرض
تھی کہ وہ خواہ مخواہ ایسا طوفان کھڑا کرتے۔

جناب۔ آپ تو انھین باتون سے خراب ہوتے ہین
آپ اتنا نہین سمجھتے کہ بچا سنگھ کی اتنی جرات ہو سکتی ہے۔

ایک حضرت آپ سبکو وکیل کرنے کی فکر کیجیے صاحب فیصلہ آپ سے برہم ہین خدا خیر کرے۔

دیانت حسین۔ بھائی صاحب سچائی ہمیشہ ظفریاب رہتی ہے حق کا راضی انت۔ مین اپنے معاملات مین ہمیشہ خدا کو وکیل کیا کرتا ہون۔ ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ۔

دوسرے دن دس بجے مسٹر ہرلسن اپنے اجلاس پر آئے اور آتے ہی بچا سنگھ بنام سید دیانت حسین والا مقدمہ پیش ہوا منجانب بچا سنگھ مسٹر لا بیرسٹر اور لالہ [illegible] لالہ گوری لال بابو اپرشاد وغیرہ وغیرہ قریب تیس چالیس آدمیون کے وکیل و مختار تھے غریب دیانت حسین کی جانب اسوقت تک کوئی نہ تھا صرف دو تین مسلمان خدا پرست ادھر ادھر بیٹھے ہوے تھے کہ اگر ضرورت ہوگی تو احتیاطاً داخل کر دینگے تمام کچہری وکیلون سے کھچا کھچ بھری تھی اور یہ عجب بات ہے کہ تہری خبر اتنی جلد مشہور ہوتی ہے جو سمجھ نہین آتی بہت سے دور دور کے زمیندار اور رئیس اس مقدمہ کی خبر سنکر آئے تھے اور سب کچہری کے گرد جمع تھے تمام لوگ بچا سنگھ پر لعنت ملامت کرتے تھے فیروزنگر کی عدالت مجسٹریٹی مین یہ دوسرا اتفاق تھا جسمین ایک فیصلہ اسٹیج پر آتا ہے لیکن اس تھیٹر اور اس تھیٹر مین زمین آسمان کا فرق تھا اسمین ایک ایمان عالم اسی تخت بلند پر نصب تھا اور اسکی زلفین دیکھکر ملک کو مسرت ہوتی تھی اور اسمین ایک عالی خاندان تعلیم یافتہ مہذب قوم اور متدین شخص ملزم ہے اور اسکی ہلکی پر تمام زمانہ رو رہا ہے اسمین اسٹیج منیجر ایک ستمدیدہ مزاج اور بھیڑیا شخص تھا جو اپنی مہذبات سے واقف تھا اور اسمین ایک ناتجربہ کار خود سر آدمی ہے کہ جسکو ٹھیک نہین معلوم کہ کسطرح انگریزی [illegible] سلوک کیا جاتا ہے۔

گیارہ بجے مستغیث کا اظہار شروع ہوا آپ نے ٹھیک ٹھیک اپنے استغاثہ کے مطابق اظہار دیا اسکے بعد لالہ پھوندیال سیاہ نویس۔ امانت محرر متفرقات اور پنڈت کاشی ناتھ نائب تحصیلدار اور چند چپراسیان تحصیل کا بطور گواہان ثبوت اظہار ہوا ان لوگون نے بھی بڑی طراری سے گواہی دی جب پنڈت کاشی ناتھ کا اظہار ہوا تو اسوقت دیانت حسین البتہ کسیقدر بدحواس ہوے اور وہ اب سمجھے کہ کیا ہونا ہے اور کہانتک اسکا نتیجہ ہوگا انکو بدحواس دیکھا بابو [illegible] وکیل ہائی کورٹ اور مولوی قمر علی وکیل نے فوراً دیانت حسین کی طرف سے وکالت نامہ داخل کیا اور اسطرحسے سوالات جرح کیے کہ بالکل شہادت ایک دو پیسہ سے مختلف ہو گئی اور پنڈت کاشی ناتھ کے اظہارات سے یہ بات بھی اچھی طرح ثابت ہو گئی کہ ان لوگون کو مسٹر ہرلسن کی ناراضی کا اور ڈپٹی شوکت حسین کی خفگی کا پورا پورا علم تھا [illegible] بیان سے بھی یہ امر مشکوک ہو گیا کہ سید دیانت حسین سے جسم اور قوت کا آدمی ایسی چوٹ نہین پہونچا سکتا تھا مگر صاحب مجسٹریٹ کی رائے مین فرد جرم مرتب کرنا ضروری معلوم ہوا اور انھون نے سید دیانت حسین کا جواب تحریری شروع کیا۔

مین نے ہرگز بچا سنگھ کو نہین مارا اسکا میری تحصیل آنا لگان ضرورت ہے لیکن اسنے اسسال اپنی مالگذاری نہ بذریعہ منی آرڈر نہین بھیجی بلکہ اسنے خود ۲۳ نومبر کو تحصیل مین داخل کیا اسکا دوسرا بھائی دانہال سنگھ بھی اپنی مالگذاری ۲۸ نومبر کو داخل کر چکا ۱۱ دسمبر کو مین نے ہرگز بچا سنگھ کو نہین طلب کیا اور نہ مین نے اسکو دیکھا ۱۱ دسمبر کو [illegible] صبح سے دو بجے تک مسٹر ڈکسن کے ساتھ تھا انکی [illegible] انتظام کرتا تھا اور ریل تک انکو پہونچانے گیا تھا [illegible]

بیر استغاثہ جھوٹا ثابت ہو گیا تھا۔ بلکہ اصلی وجہ یہ ہی
بدقسمتی [illegible] کی نااتفاقی اور بدیسی قوم و دشمنوں کی
[illegible] بازی تھی۔

صاحب — اس امر پر تمھاری بات نہیں سمجھا جاتا تھا۔
دیانت حسین — جب آپ نے یہ بات [illegible] آپ کے
کانوں کو بالا [illegible] سے [illegible] کیا تھا
صاحب — تمھارا الزام [illegible]
جواب — بابو [illegible] اسٹیشن ماسٹر [illegible]
نہیں تھا۔

الغرض دیانت حسین نے [illegible] کو [illegible]
[illegible] بابو [illegible]
اسٹیشن ماسٹر اور تین گواہ [illegible] کا نام لکھا
صاحب [illegible] ماسٹر [illegible]
کرنا [illegible] کہا کہ صاحب [illegible] آپ مقدمہ [illegible]
[illegible] سے انکار کرتے ہیں کیونکہ
[illegible] معلوم ہوتا۔ اچھا اسٹیشن ماسٹر [illegible]
تھا [illegible] طلب کیا گیا اور [illegible]
[illegible] کی ضمانت [illegible]
کی ضمانت [illegible] اور سب لوگ
اپنے اپنے گھر گئے۔

[illegible] جب [illegible] دیانت حسین کا مقدمہ پیش
ہوا [illegible] لوگ
گئے میر دیانت حسین کے مقدمہ کا [illegible] جو کوئی
تھا [illegible] کہ [illegible]
اصلیت کیا ہے [illegible] تفصیل
ذیل میں بتلاتے ہیں۔

ڈپٹی شوکت حسین — حضور مقدمہ کے سچ ہونے [illegible] تھا
ذرا [illegible] میر دیانت حسین کو [illegible] اور ایماندار
آدمی ہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] لال صاحب [illegible]
[illegible]
حضور [illegible]

چیرو لال — حضور [illegible]
حضور [illegible]
[illegible] نے یہی سنا کہ میر دیانت حسین [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کر دیا۔

شیخ عبدالرحمن اوول [illegible]
[illegible] اصلیت [illegible] کیا ہوگا
[illegible]

کرم خان انسپکٹر ڈاک خانہ — حضور [illegible]
[illegible]
[illegible]
حضور کے انصاف کی [illegible]
[illegible] ایماندار آدمی ہیں۔

ہیڈ انسپکٹر [illegible] — حضور [illegible]
تحصیلدار صاحب [illegible]
کیا کسی کو [illegible] تھے حضور ہندوستانی تھے انگریزی
کپڑے پہنتے ہیں اپنے برابر کسی کو نہیں لگاتے ایسے ہی
تاہم [illegible] میں میاں [illegible] تحصیلدار بھی بہت [illegible]
[illegible] رہتے تھے [illegible] صاحب [illegible] خود

جیسلی بھیجیے یا سب جتنی تاریخ قبول کیے حضور اب لالہ
پیرون لال کو تحصیلدار کر دین آنسے بہتر دوسرا شخص ضلع
مین نہین ہے -

ناظرین خیال کرنے کا مقام ہے کہ کسطرح ہندوستانی
لوگون نے محض مسٹر ہریسن کی جھوٹی خوشامد مین پیرون لال
کی تعریف اور غریب دیانت حسین کی برائی کی مسٹر ہریسن کو
نہ چہ طور پہ مقدمہ کی اصلیت کا یقین ہو گیا اسپیکٹر صاحب
لوایسے مزاج تھا ہی اور تحصیلداری کا اشتہار بھی
کر دیا کرم خان انسپکٹر تو تھا ہی اور انسپکٹر پولیس سے
کسی طرح میر دیانت حسین کو کوئی عداوت یا لالہ
پیرون لال سے کوئی خصوصیت تھی لیکن شہر [illegible]
ہو رہا تھا کہ لوگ مسٹر ہریسن سے ملنے جلتے تھے اور اپنے
خوش کرنے کو حسب منشا انکے باتین کرتے تھے -

اس مقدمہ کا گھر گھر چرچا ہوتا تھا اور ہزارہا آدمی
رعایا اور بہت سا دوست بد دعا کرتے تھے کہ خدا دیانت حسین کی
ساتھی ہو انکی مقہوری ہر شخص کے زبان زد تھی لیکن
تمام اعلی و ادنی ملازمان سرکار کو یہ فکر تھی کہ پیدا خیالی
نہ جاتے بابو ایرت چند نے میر دیانت حسین کو صلاح دی
کہ مقدمہ منتقل کرا لیا جاوے گو میر دیانت حسین کہتے تھے
کہ سچائی ہمیشہ کامیاب رہتی ہے

تو پاک باش برادر و از کس نہ ترس جامہ پاک گیا [illegible] ان سنگ بر
لیکن بابو صاحب نے یہ فرمایا کہ دنیا عالم اسباب ہے اور اس
کلجگ مین ہمیشہ سچائی نہین چلتی حاکم [illegible]
مقدمہ کا منتقل ہو جانا ہی بہتر ہے [illegible] کے لیے
بابو صاحب نے انصاف نہ کر جانے کا قصد [illegible]
ہو چکے ریل چھوٹ گئی اور اسوقت [illegible]
ہوا وہ شاید انکو کبھی نہین ہوا تھا بابو صاحب نے

صاحب کمشنر جج کے یہان تار دیا جسکا مضمون یہ تھا کہ
در دیانت حسین تحصیلدار بلا قصور مبتلاے مصیبت ہے اگر
مسٹر ہریسن بر سر یہاں ہین مقدمہ منتقل کر دیجیے -
اس تار کا یہ جواب آیا کہ تار کی درخواست پر مقدمہ
منتقل نہین ہو سکتا ہے سائل کو اپیل کا حق ہے [illegible]
دوسرے روز پھر دس بجے مقدمہ پیش ہوا اس روز کا
ہجوم تماشائیون کی ریل پیل دیکھنے سے تعلق رکھتی
تھا [illegible] میر دیانت حسین کی والدہ خود پالکی مین سوار
ہو کر کچہری آئی تھیں [illegible] دیانت حسین [illegible] آیا تھا
لیکن انھون نے نہ پالکی ایک درخت کے نیچے رکھی
ہوئی تھی ہزارون آدمی دست بدعا تھے اور خدا اس
[illegible] اور ہم پر رحم کر صاحب کے آتے ہی مقدمہ پیش ہوا
پہلے بابو کشب چندر سین کا اظہار شروع ہوا -
مین خیر پور [illegible] کا اسٹیشن ماسٹر ہون [illegible]
دو بجے کی ریل مین سوار ہو گئے تھے اور ایک بجے [illegible]
آئے تھے سید دیانت حسین اور پنڈت ڈلن ایک [illegible]
آئے تھے اور جبتک مسٹر ڈلن سوار نہین ہوے تھے
اسٹیشن پر رہے اس سے پیشتر کا مین کچھ حال نہین جانتا
خانساماں نے بھی یہی بیان کیا - بعد اختتام شہادت
گواہان صفائی وکلاے فریقین نے تقریرین کین
مسٹر لائد بہت ہی تھوڑی دیر گفتگو کر کے بیٹھ گئے
اور لوگون سے آہستہ سے یہ کہا کہ ایک بیگناہ کے معاملے
مین مجبور ہون زبان یاری نہین دیتی - انکے بعد
مسٹر کیرت چند نے بڑی فصاحت کے ساتھ دو گھنٹہ تک
بحث کی اور ہر پہلو سے اس مقدمہ کو بنایا ہوا ثابت کیا
لیکن جو مسٹر ہریسن صاحب بہادر کے لوگون نے
مقدمہ کی اصلیت اسطرح یقین دلائی تھی کہ وہ کچھ بھی

خیال نکرتے تھے اور آخر کار توقیق کی سخت تین کر منصفون نے سید دیانت حسین کو مجرم قرار دیا اور ایک سال قید سخت اور پانچسو روپیہ جرمانہ کی سزا دی اور یہ حکم سنا کر خود اگاڑی مین سوار ہو کر بنگلے چلے گئے۔

باب بست وپنجم

قیدی دیانت حسین

ناظرین ایک مصنف کے لیے بہت ہی سخت مقام ہے افسوس اوہ یقین اور جسکے ہاتھون مین قیدیون کا زیور یا یہ وہ ہتھکڑیان اور بیڑیان پہنے جسکے پیرون مین سونے کے کڑے کبھی اور ہتے تھے آہنی بیڑیان جکڑی ہوئی ہین وہ نونہال گلشن اقبال جسکا باپ امیر ابن امیر اور جسکا دادا اسی شہر کا حکمران رہ انقلاب زمانہ کی بدولت اس بیبسی سے جیلخانہ جاتا ہے کلی تیاری کی تیاریان تھین آسکے جیل جانے کی بات سچ رہی ہے ہزارون بڈھے جوان عورت مرد سبھی سوال ہوچکانے کو ہمراہ ہین شور قیامت کے بپا ہر طرف شور و بکا ہے اور ہر شخص مشغل اخگر خاک اور بے خط سینہ زنی سے سینہ کبود ہے۔ آتشبازی کے بدلے چہرون پہ ہوائیان شتنائی کے عوض لبون پہ واویلا ہے اور گیتون کے عوض سب لوگ نالہ کنان ہین یہی ہے وہ شخص جو آج کے ایکدن پہلے اس شہر کا حاکم فوجداری تھا جو خود مجرمون کو جیلخانے بھیجتا تھا آج خود قیدی بنا ہوا جا رہا ہے۔

میر دیانت حسین جبوقت سے قید کا حکم سنا آشفتہ کی حالت مین تھے نہ روتے تھے نہ چلاتے نہ باتین کرتے تھے نہ شور و غل مچاتے چپ چاپ سکوت کے عالم مین بار بار آسمان کو دیکھتے تھے اور خدا کی قدرت پر غور کرتے تھے جبوقت آنکو جیل لیجاتے تھے لالہ جی نول کے اشارے سے پولیس نے آنکو شہر مین ہو کر لیجانا چاہا تھا ہنوز تھوڑی دور لیچلے تھے کہ ہزارہا آدمیون کا ہجوم ہوا اور ہر ایک پھولون کی بارش آنپر ہونے لگی جس راستے سے نکلتے مارے گئی دستے انپر پھینکے جاتے تھے گورنمنٹ تو خالی علمون سے اسوقت ماتمی لباس پہنا اور ننگے جیل تک پہونچانے کو انکے ہمراہ ہوئے تمام بازار والون نے دکانین بند کر دین شہر مین ایک قیامت برپا ہو گئی تمام شہر اس مظلوم قیدی کے ساتھ تھے پھر تو بازار سے جیل کے دروازے تک آدمیون کا تانتا لگا ہوا تھا جیل کے پھاٹک پر آہ میر دیانت حسین نے سب کو آنسو بھری آنکھون سے دیکھا اور یہ کہا کہ ؎

اب تو جاتے ہین تکدہ سے میر
پھر ملینگے اگر خدا لایا

ناظرین یون تو وہ کون فرد بشر تھا کہ جو اس بیگناہ قیدی سے ہمدردی نہین رکھتا تھا وہ کون انسان تھا جسنے اس مصیبت پر رنج نہین کیا وہ کونسی آنکھ تھی جسنے اس غم مین آنسو نہین بہائے وہ کونسا جگر تھا جو اس ناگہانی آفت پر شق نہین ہوا لیکن مان کی محبت بھی قیامت کی محبت ہوتی ہے اور بڈھی رانی صاحبہ کا حال بھی ایک عجیب حسرتناک واقعہ ہے۔ جیسے ہی رانی صاحبہ نے اپنے پاوقار بیٹے کے قید ہونے کا حال سنا معاً غش آگیا بیہوش ہو گئین تمام ماماؤن نے پالکی کے گرد ایک عجیب شور و بکا برپا کیا تھوڑی دیر مین خودبخود رانی صاحبہ ہوش مین آگئین اور یون رونا شروع کیا۔

رانی صاحبہ - میری جان اماں تم پروا نہ کرو ابھی ہم وقت
اختیار کی کہ زندان سدھارنے سے پہلے تم بھی اماں کو ایک
نظر دیکھ لو۔ پھر کہا - بیٹا میری زندگی کے دن پورے ہو گئے
میرا جینا تمہارے وقت تک تھا تمہارے ابا کے مرنے کے بعد
تمہیں دیکھ دیکھکر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرتی تھی ہے ہے جو دن آنکھ
دکھایا کون جانے وہ وقت بھی ہونا پڑا - ارے لوگو میرے لال کو
مجھ تک تو لے آؤ - کہدو کہ اماں کو کہنا ہے ہو آخری
دیدار تو دکھا جاؤ پھر دولہا دیکھنے کی ارمان تو رہی ہی
قیدی کے لباس میں تو اماں کو دیدار دکھا جاؤ - لوگو
دن دہاڑے ملکہ کے راج میں میری چھبیس برس کی کمائی
لٹی جاتی ہے - میرے خاندان کا نام خاک میں ملا جاتا ہے
کیا لوگو قیدی ہونے سے ابھی سفید ہو جاتا ہے ارے جو
کیوں [illegible] میرا لال مجھے دیکھنے نہیں آتا -

چنانچہ سب لوگ سمجھاتے تھے لیکن بڑی رانی صاحبہ کا
[illegible] ملائے دیتے تھے اتنے میں
میر دیانت حسین نے لوگوں سے کہا کہ مجھے میری ماں کو
دکھا دو پہلے لوگوں نے پس و پیش کیا مگر پھر کچھ رحم آیا
اور میر دیانت حسین کو پالکی کے پاس جانے کی اجازت
دی - جیسے ہی میر دیانت حسین وہاں پہونچے رانی صاحبہ نے
پالکی سے نکلکر اپنے لخت جگر کو چمٹا لیا اور اسطرح رونا
شروع کیا کہ اف اف بیٹا تم تو زندان سدھارتے ہو
مجھے نصیبوں جلی کو کسکے سپرد کیا میری کون خبر لیگا میں
کسکو دیکھکر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرونگی - مجھے کون صبح اٹھکر
سلام کرنے آئیگا ہے ہے یہ گرمی یہ لو اور تم جیلخانہ سدھارو
بیٹا مجھکو بھی ساتھ لیتا چل "

دیانت حسین - اماں صبر کرو خدا مالک ہے جسنے
یہ مصیبت ڈالی ہے وہی اسکو دفع بھی کرنے والا ہے - اماں
خدا کے لیے پالکی میں جاؤ تمہارا اسطرح باہر نکل آنا مجھے [illegible]

رانی صاحبہ - جب تمہیں زندان سدھارتے ہو تو میں [illegible]
پردے کو لیکے لیا کرونگی میری عزت آبرو جب آج سب ہی [illegible]
ہوا جاتا ہے تو ایک اکیلا پردہ رہا تو کیا -

اتنے میں کانسٹبلوں نے زبردستی میر دیانت حسین [illegible]
ہٹا لیا اور جیل لیچلے - پھر تو اسوقت رانی صاحبہ نے [illegible]
قیامت برپا کی بیحال کرنے سے آنسو نکل [illegible]
ماماؤں نے بہزار خرابی پالکی میں بٹھلایا اور [illegible]
راجہ منور علی خانصاحب نے حاضر ہوکر [illegible]
اور انکو یقین دلایا کہ آپ ذرا نہ گھبرائیے [illegible] دیانت حسین [illegible]
بری ہو جاینگے رانی صاحبہ پھر [illegible]
انکی حالت دیکھکر ہر شخص بلبلا اٹھا تھوڑی [illegible] دیانت حسین کو
جیل میں لیگئے جب وہ اندر جانے لگے سب لوگوں [illegible]
بڑے زور سے انکی رہائی کی دعا [illegible]

باب بست و ششم

دیانت حسین جیلخانے میں

جسوقت سید دیانت حسین جیل میں پہونچے تمام قیدیوں میں ایک [illegible]
پڑ گیا اور ہر شخص انکو دیکھنے دوڑا [illegible]
قیدی آتا ہے اسکو سب قیدی ملکر بلاوجہ گالیاں دیتے ہیں [illegible]
اور طرح طرح کی اذیت پہونچاتے [illegible]
اس قسم کی کوئی بے عنوانی کسی قیدی نے نہیں کی [illegible]
سب اشخاص نے انکی [illegible] حالت [illegible]
تھوڑی دیر میں [illegible] سچائی سے
انعام میں جو سرکار سے خلعت ملا ہوا تھا یعنی لباس [illegible]
انکو پہنایا گیا اور ایک [illegible] رہنے کو جگہ دیدی -

دیانت حسین نے جیل میں آتے ہی [illegible]
عجب خیالی پلاؤ پکنے لگے -

داروغہ - واقعہ بعد مدت کے رشوت کی ہنڈیا ہاتھ آئی ہے
جتنی ہی اسکو اذیت آج پہونچیگی اتنا ہی کل فائدہ ہوگا -
حسین سربرشتہدار - داروغہ صاحب آپ ذرا آنکھ بدل لیجیے
پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے پورا ایک توڑا نہ وصول ہو تو میرا نام
حسین خان نہ کہیے -
مدار خان برقنداز - نہیں حضور ایسا نہ فرمائیے
یہ بڑے رئیس کا بیٹا ہے - آج انکا دن بگڑ گیا تو آپ کو
ضرور رحم کرنا چاہیے -
داروغہ - اجی کیسا رئیس ایسا سا پاپی دوسرا جہان
تمام زمانہ سر پر اٹھا لیا تھا - پوچھیے دنیا رشوت لیتی تھی
اسکے باپ کا اجارہ تھا اس مردود سے میں جبتک اچھی طرح
نہ لوٹونگا ہرگز نہ مانونگا -
حسین - اجی کیا یہ پٹرسن صاحب کا راج ہے - داروغہ صاحب
آپ بے لیے نہ چھوڑیے گا -
داروغہ - اجی دینگے اور بیچ کھیت دینگے نہیں تو کل ہی
چکی پر لگا دونگا سب اکڑی چکی میں ملجائیگی -
یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اتنے میں راجہ منور علی خان صاحب
آگئے اور داروغہ صاحب کو علیحدہ لیگئے -
راجہ صاحب - داروغہ صاحب آپ جانتے ہیں کہ
آج آپکے زندان میں ہمارا یوسف آیا ہے اسکی عزت
اسکا وقار اسکی بیچارگی اسکی بے قصوری کون کون بات کو
روؤں آپکو معلوم ہے کہ تمام خلقت اسکے غم میں آج
ماتمی ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کو بھی اس سے
ہمدردی ہوگی بہرحال ایسا انتظام کیجیے کہ انکو تکلیف نہونے پائے
داروغہ صاحب - راجہ صاحب آپ جانتے ہیں کہ حال
ہی میں پٹرسن صاحب تمام جیل کو درہم برہم کر چکے ہیں -
مسٹر پٹرسن صاحب کی جو بڑی تحصیلدار صاحب سے ہو

وہ محتاج بیان نہیں ایسے وقت میں جناب سے اپنی عداوت
کیجیے بندہ اپنی نوکری میر دیانت حسین پر نثار نہیں کرسکتا
راجہ صاحب - ایسا غضب نہ کیجیے - کیا آپ کو
ترس نہیں آتا -
داروغہ صاحب - سنیے جناب ہم لوگ بغیر اپنا حق لیے
اس قسم کی کوئی بات نہیں کرسکتے بھلا کون بات آپ جیسے
لوگ جب پھنسا کرتے ہیں تب ہوتی ہے اگر آپ کو منظور ہے
کہ دیانت حسین صاحب آرام سے رہیں تو ایک ہزار روپیہ
نیاز تقدیم کیجیے ورنہ کل سے پیسیے چکی کا کام انسے لیا جائیگا -
راجہ صاحب کو اس بیہودہ تقریر پر اسقدر غصہ آیا کہ
انکی آنکھ سے آنسو گر پڑے لیکن بیچارے راجہ کیا کرتے
ایک قیدی کے سفارشی تھے اور سائل ہو کر دوسرے
مالک کے سامنے گئے تھے سو اس قسم کے جواب کے اور
کیا توقع رکھ سکتے تھے انھوں نے بہت بڑا جبر کر کے دل
اور اپنے خشم سے یوں جواب دیا
راجہ صاحب - داروغہ صاحب مصیبت کے دن
ہمیشہ نہیں رہتے -
داروغہ - جناب ہم چندہی روز میں کام تمام کر دینگے
راجہ صاحب - جناب خدا نکرے اسکی نوبت کیون
آنے لگی - میں جو آپ نے فرمایا ہے دینے کو حاضر ہوں اور
یہ پانچسو روپیہ نذر ہے قبول فرمائیے -
داروغہ صاحب نے خوشی خوشی راجہ صاحب کا عطیہ
قبول کیا اور راجہ صاحب کو اطمینان دلایا کہ میر دیانت حسین کو
کسی قسم کی تکلیف نہوگی -
(داروغہ صاحب نے دفتر میں پھر آئے)
حسین - کہیے جناب کیا ٹھہری -
داروغہ - کچھ بھی نہیں - ہماری رائے میں بھی بیچارے

تحصیلدار واجب الرحم ہیں۔

نائب داروغہ۔ اسمین کچھ شبہ نہیں۔ راجہ صاحب [illegible]
رئیس دوسرے بھلا ہم سب کو انکی خدمت کرنا چاہیے۔

داروغہ۔ بھلا تو نہ کہو۔ مجھے تو ایک ہی موذی [illegible]
کیا مطلب۔ ہماری خاطرداری تو اچھی طرح ہوگئی اب ہم
تکلیف نہ دینگے۔

نائب داروغہ۔ خاطرداری کیا معنی آپ انسے کچھ
متوقع ہیں۔

داروغہ۔ متوقع! واہ بہتو دیکھو (لوٹ دکھلا کر)
یہ بھی آئے اور لطف یہ کہ کبھی نیا اور پھر کبھی [illegible]
[illegible] اور دوات تو سہی۔

نائب داروغہ۔ داروغہ صاحب میر دیانت حسین کے
لئے تو [illegible] ہیں اور وہ التماس آپ یہ روپیہ پھیر دیجیے
نہیں تو یہ آپ [illegible] پائیگا۔

داروغہ۔ کیا آپ [illegible] کیجیے گا۔

نائب۔ اب میں کیا عرض کروں کہ کیا کرونگا [illegible]
دیانت حسین سے رشوت لیجائے۔ توبہ توبہ۔

الغرض اہلکاران جیل میں گو اکثر موذی۔ بدذات
بیرحم تھے لیکن نائب جیلر اور دو چار خداترس [illegible]
دیانت حسین کے ہمدرد بھی تھے۔

چنانچہ نائب داروغہ اور برقنداز میر دیانت حسین کے
پاس گئے دیکھا کہ وہ زمین پر بیٹھے چپ چاپ رو رہے ہیں
آنسو بے اختیار جاری ہیں۔ اور روتے روتے آنکھیں
سرخ ہوگئی تھیں بقول قلق ع

روتے روتے سجائی ہیں آنکھیں
کوئی جانے کہ آئی ہیں آنکھیں

نائب جیلر۔ تحصیلدار صاحب آپ ہرگز رنج مت کیجیے یہ
مصیبت کٹ جائیگی ہم سب آپکی خدمت کو تیار ہیں شب کو
غریب خانہ سے جو کچھ نان و نمک آوے اسکو نوش فرمایئے
اور پلنگ میں بھیج دونگا اسپر آرام کیجیے گا۔

برقنداز۔ حضور کو دیکھ دیکھ ہم سب رنجیدہ ہیں خدا اپنا
رحم کرے گا۔

دیانت حسین۔ میں آپ لوگوں کا از حد شکرگزار ہوں
کہ مجھ بیکس مصیبت زدہ اسیر کی آپ اس گاڑھے وقت
میں بھی مہمانداری فرماتے ہیں لیکن اب خیال کیجیے
اگر میری قسمت میں یہ مصیبت نہ ہوتی تو [illegible]
میں خدا [illegible] نہیں [illegible] جو سال بھر بھی [illegible]
برداشت کرونگا۔

نائب جیلر۔ اجی جناب یہ آپ کیا فرماتے ہیں [illegible]
کچھ [illegible] نہیں [illegible] کو پلنگ اٹھوا دیا جائیگا ڈاکٹر صاحب
آنے تک آپکو [illegible] اسی طرح رہنا ہوگا اسکے بعد آپ بالا
آ [illegible] منورعلی خان بھی آئے تھے اور
سب انتظام [illegible]

دیانت [illegible] منشی صاحب یہ کتنی شرم کی بات ہے
کہ آدمی [illegible] ہو اسے چوری کوئی کام کرے
جسطرح [illegible] ہے میں اسطرح میں بھی رہونگا
اگر وہ چوکی [illegible] کھانے تو میں بھی وہی کھاؤنگا
مجھے شرک [illegible] شرک کو ٹونگا۔ جکی سوائے حکم [illegible]
اب تو میں قیدی ہوں ضرور قیدی بنکر رہونگا اور قیدیوں
کی طرح رہونگا۔

سب لوگ [illegible] دردناک تقریر سن کر رونے لگے اور
نہایت اصرار کیا کہ آپ خدا پر بھروسہ کیجیے وہ ضرور رحم کریگا
یہاں تک [illegible] لائے کسی نے خبر پہونچا دی کہ راجہ
منورعلیخان میر دیانت حسین کی آرام کا جیل میں انتظام

گرا دئے ہیں۔ یہ خبر فوراً صاحب مجسٹریٹ کے پاس دوڑتا گیا
اور اُنسے اطلاع کی کہ حضور مجھکو معتبر طور پر معلوم ہوا ہے
کہ سید دیانت حسین نے بہت سا روپیہ جیل میں بانٹا ہے
اور انکی آرام کا سب بندوبست ہوگیا ہے پلنگ پر سوتے ہیں
مجسٹریٹ کو اسکا پہلے سے شک تھا وہ فوراً جیل
چلے آئے اور ایک پلنگ منگوا کر سید دیانت حسین کے
پاس گئے دیکھا کہ وہ بدستور رہتے ہیں۔

مجسٹریٹ۔ کل آپ بخوبی آرام سے ہیں۔

دیانت حسین۔ جی ہاں بحالت موجودہ مجھکو کوئی تکلیف
نہیں ہے [illegible]۔

مجسٹریٹ۔ آپ سمجھا دیانت کا کھٹکا کیا کر سکتا ہے۔
اچھا آپ مزے سے یہاں بیٹھے لکھتا پڑھتا تو آپ جانتا تھا
سڑک کوٹنا چکی پیسنا اب سیکھ جائیگا۔ گڈ نائٹ۔

یہ کہکر مجسٹریٹ واپس آئے اور جیلر کو بلوا کر ہدایت
کی کہ اگر ذرا خطا پائی جاوے تو دیانت حسین کی بیڑی
بھاری کیجاوے اور بید لگوائے جائیں۔

واقعہ یہ ہے کہ بہت بہتر حضور نے بڑا انصاف کیا
یہ بڑا پاجی تھا۔

القصہ سید دیانت حسین نے بڑی بہادری سے جیل کے
مصائب برداشت کیے اور اسی حالت میں انھوں نے
کچھ اشعار اپنے حسب حال لکھے تھے جن میں سے چند ہم
ذیل میں درج کرتے ہیں۔

توقیر فلک نے یہ بڑھائی — سونے کو ملی ہے ایک چٹائی
کھانے کو چنے کی سوکھی روٹی — تکیے کے عوض ملی لنگوٹی
جاوے یہی نان نہ ہو دوشالا — کمبل ملا ایک جس کا رنگ کالا
ساتھ کے عوض ملا ہے لوٹا — وہ بھی مٹی کا ٹوٹا پھوٹا
ٹاٹ بچھا کے دوں جو اس میں — کمبل نہ رہے کہیں کفن ہے

ہوں دشمن انکی غسل بہتر — نہلائے نہ لاش میری بہتر
اللہ رے یہ میری تباہی — اسپر بھی نہ موت مجھکو آئی
ابتر دیا او کھال میں سر — سو جیل سے نہیں یہ بہتر
کنکر کو چنگے ہم سر راہ — دیکھینگے جو کچھ دکھائے اللہ

باب بست و ہشتم

دیانت حسین کی رہائی

ادھر جیل سے لوٹتے ہی تمام رؤسا اور رعایا نے جا بجا کمیٹیاں
کیں اور آٹھ بجے شب تک مبلغ دیانت حسین کی اپیل کے لیے
دس ہزار روپیہ چندہ جمع ہوگیا اور اسی وقت [illegible]
اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کے پاس تار دیے گئے [illegible]
فیروزپور کے لیے یہ پہلا دن ہے کہ ایسا عام جوش کسی امر کی
نسبت کبھی ہوا ہو اسی رات شب کی ریل میں بابو لیرت چند
و خواجہ منور علیخان اور نیز بہت سے رؤسا اور صاحبان [illegible]
رہائی کی غرض سے بمبئی کو روانہ ہوئے دوسرے دن [illegible]
ضمانت پا چلا میں صاحب سشن جج بہادر اجلاس کی [illegible]
صاحب نے بابو لیرت چند کی زبانی کل حالات سنے اور
علاوہ اسکے بہری آنے سے پیشتر ہی وہ کل قصہ سن کر بہت
افسوس کر چکے تھے فی الفور پچیس ہزار روپیہ کی رہائی کا حکم دیا
اور ایک ہفتہ میں اپیل داخل کرنے کی ہدایت کی بابو
لیرت چند کے ہاتھ اسی وقت روانہ کیا گیا [illegible]
دو بجے کی ٹرین میں بابو صاحب موصوف تمام معززین
فیروزنگر واپس آئے اور ساڑھے تین بجے دن کو دیانت
پچیس روپیہ کے مچلکہ پر رہا ہو کر جیل خانہ سے
نکلے تھے بڑی تیاریاں کی گئیں اور سب لوگ باجا لے کے
اور گیت گاتے انکو جیل سے گھر تک لائے [illegible]
اس منصفانہ حکم کی شہر میں بڑی قدر و منزلت کی گئی تھی

اخباروں میں اسکا تذکرہ چھپا اور عام طور پر انگریزی
اردو اخبارات میں میر دیانت حسین کو بالکل بیگناہ اور
اس مقدمہ کو بالکل بناوٹ بتلایا اور مسٹر ... پر ...
اس بے انصافی کے ... جو ... ہوتا ہوا ...
... نہایت ہی حقارت کی نگاہ سے ...
... دیانت حسین جیل سے آتے ہی ...
... کے لئے انکو ... میں ... آئے ...
اپنے تمام دوستوں سے اور سب لوگوں کی ...
آنسے ہمدردی کی نہایت شکر گذاری کی ...
تین دن میں نقل تجویز دستیاب ہوئی جسکا ترجمہ ...

تجویز

بیجا سنگھ ایک معزز زمیندار تحصیل فیروز پور کو شکایت ہے
دیانت حسین تحصیلدار حضور تحصیل نے ... مکا ... پر
مارا کہ دو دانت ٹوٹ گئے ڈاکٹر کی شہادت سے پایۂ ثبوت کو پہنچا
کہ یہ دونوں دانت ہاتھ کی چوٹ سے ٹوٹے ہیں ...
تحصیل اور ... شرافت ... پنڈت کاشی ناتھ نائب تحصیلدار
کے بیانات سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ میر دیانت حسین نے
بیجا سنگھ کو مارا دیانت حسین کا جواب ہے کہ وہ تاریخ مذکور
مسٹر ڈولن کے رخصت کرنے کو اسٹیشن پر گیا تھا اور اسنے
مسٹر ڈولن کو طلب کرانا چاہا لیکن ہماری رائے میں یہ طلبی
محض ایام گذاری کی غرض سے ہے لہذا اسکا انکار کیا ...
اور ہوٹل کے ... کے بیانات سے دیانت حسین کی
کوئی صفائی نہیں ہوتی ممکن ہے کہ مسٹر ڈولن کے پہنچانے کو
بعد ارتکاب اس جرم کے دیانت حسین گیا ہو دیانت حسین
ایک نہایت مغرور بدمزاج اور بدچلن آدمی ہے اس سے
بہت دنوں ... ہے اور تمام اہلکاران ضلع فیروزپور
اسکے شاکی ہیں ہم ایسے آدمی کے ساتھ کوئی رعایت کرنا
پسند نہیں کرتے لہذا ہم حکم دیتے ہیں کہ وہ ایک سال قید
سخت رہے اور ... سو روپیہ جرمانہ دے ورنہ چھ ماہ دیگر

یہ تجویز ایسی کمزور اور ... تعصب تھی کہ جسکے دیکھتے ہی
وکلا نے میر دیانت حسین کو مبارکباد دی اور سب کو کامل
یقین ہو گیا کہ اگر خدا نے چاہا تو یہ فیصلہ ضرور منسوخ ہو جائیگا
... اپیل دائر نہیں ہوا تھا کہ مسٹر ... اور مسٹر ڈولن
دونوں نے میر دیانت حسین کو ہمدردی ...
مسٹر ڈولن نے یہ بھی لکھا کہ آپ مجھکو جج صاحب اجلاس ...
طلب کرائیے مجھکو خوب یاد ہے کہ آپ ۱۱ دسمبر کو ... بجے
... میرے ساتھ ... تھے ... حاضری ...
میرے ہی بنگلے پر کھانا کھایا تھا ان تاروں کی وجہ سے اور
تقویت ہوئی اور بڑی دھوم دھام سے اپیل دائر کیا گیا
وجوہات اپیل مسٹر ... بیرسٹر اور بہت سے وکلا
ہندوستانی کے مشورہ سے لکھی گئی ... اپیل میں مسٹر ڈولن پر
مقدمہ کا زیادہ زور دیا گیا اور ڈاکٹر کی شہادت اور گواہان
کے بیانات کے اختلافات اور مسٹر ... کی خودغرضی
سب امور اچھی طرح دکھلائے گئے تھے۔

تاریخ پیشی کے روز مسٹر ... اور جملہ وکلاے
اپیلانٹ نے بڑی لیاقت کے ساتھ بحث کی اور میر دیانت حسین
کا بتیس دانتوں میں زبان ہونا ... اور ثبوت ...
اور ... سے پرہیز کرنا جملہ حالات کو بہت ہی شرح
وبسط کے ساتھ بیان کیا اور جو تار مسٹر ڈولن نے بنام
میر دیانت حسین بھیجا تھا وہ بھی جج صاحب کو ملاحظہ
کرایا اور علاوہ اسکے بہت سے اخبارات انگریزی و اردو
ملاحظہ کرائے گئے جسمیں اس مقدمہ کے مفصل حالات
شائع ہوے تھے جس سے عدالت اپیل کو پورا اطمینان
بے جرمی سید دیانت حسین کا ہو گیا اور کوئی ضرورت باقی

کارروائی کی ہے بلکہ سید دیانت حسین کو قابل عزت بری کیا
اخیر فقرہ انکی تجویز کا ہم ناظرین کے ملاحظہ کے لیے نقل کرتے ہین
اسمین کچھ شبہہ نہین کہ دیانت حسین پر جو ظلم وہان کی
ہندوستانی سوسائٹی کے بدولت ہوا وہ ایک بے مثال ہے
جس سے سب ہندوستانی لوگون کو سبق لینا چاہیے دیانت حسین
واقعات مشتبہ بہت ہی قابل عبرت ہین اور جس کے ایمانی
[illegible] لوگون نے اس مقدمہ کو مرتب کیا وہ بہت سخت
تذلیل کو جو ہر گورنمنٹ ہی ہے مسٹر ہریسن ایسے لائق اور تجربہ کار
اکسپرٹ سے بہت تعجب ہے کہ وہ کیون ایسے فریب مین
آگئے اور اپنے ہاتھ سے ایک ایسا [illegible] کیا جسکی دوسری
تذلیل [illegible] اس عہد مین مشکل سے مل سکتے ہم آستے [illegible]
کرتے ہین کہ وہ اپنی پہلی فرصت مین ان معاملات مین
ازسرنو تحقیقات کرین اور ان بے ایمان اشخاص کو
[illegible] ایک مشہور [illegible] استقدر تکلیف اور [illegible]
گوارا کرنی پڑی [illegible] ہم خوش ہونگے اگر سچا شکر ہے
دفعہ ۲۱۱ تعزیرات ہند اور اسکے معاونین پر اعانت
دفعہ مذکور اور [illegible] دفعہ ۱۹۳ کا جرم قائم کرکے
منجانب سرکار پیروی کیجاے۔

اس حکم کے پہونچنے پر مسٹر ہریسن کو بہت ہی انفعال ہوا
اور انھون نے فوراً دیانت حسین کی بحالی کا حکم دیا اور
مقدمہ مین پوری تفتیش کا وعدہ کیا اسی دن شب کو
مسٹر ہریسن کے یہان ڈنر تھا۔ ڈاکٹر ملکر یادمی مسٹر ہاورڈ
مسٹر جوزف اور پادری صاحب شریک تھے۔ اور وہان
اسی مقدمہ کا کچھ تذکرہ ہوا۔

ڈاکٹر - ہریسن اسمین شک نہین تمسے یہ بڑی غلطی ہوئی
دیانت حسین قطعی بیگناہ ہے۔

مسٹر جوزف - اور بیشک جسدن وہ قید ہوا ہم سمجھے
تھے وہ ہوجائیگا ہزارون آدمی روتا تھا۔

ہریسن - اور بڑی رانی کا بیٹا دیکھکر تو مجھے تو بہت
سخت ہوا اچھا یہ بتلاو کہ یہ مقدمہ کسنے بنایا اور اصلیت کیا تھی

مسٹر ہاورڈ - اگر مجھسے اصلیت پوچھتے ہو تو مجھے خوف ہے
کہ تمسے ضرور بے انصافی کی مجھکو تحقیق معلوم ہے کہ یہ مقدمہ
بالکل بنایا گیا اور سوا تمہارے شہر بھر مین کوئی دوسرا
شخص نہین ہے کہ تم اس مقدمہ سے پورا واقف ہو۔

ہریسن - لیکن تمنے تو یہ شوکت حسین اور دیوان لال
ہر شخص واسطے دیانت حسین کو قصور وار ٹھیرایا۔

ہاورڈ - وہ لوگ کیون نہ قصور وار ٹھیراتے انہین
تو بس یہی مقصد تھا انھین لوگون نے یہ مقدمہ
بنایا اور اگر تم راجیاوں سے سوال پوچھوگے تو شاید
وہ بھی بتلاوینگے جسدن تمنے دیانت حسین کو قید کیا تھا
اسی دن راجیاون نے خود مجھسے کہا تھا کہ یہ بالکل
بنایا ہوا مقدمہ ہے۔

ڈاکٹر ملکر یادمی - دیانت حسین کے مثل کوئی تعلیم یافتہ
اور مستدین ہندوستانی میری نظر سے نہین گذرا۔

ہریسن - مجھکو خود بہت افسوس ہے کہ میرے ہاتھ سے
ایک بہت ہی ہونہار آدمی کو نقصان پہونچا لیکن اسمین
میرا کچھ قصور نہین اچھا مین ابھی راجیاون کو بلاتا
ہون چنانچہ راجیاون بلایا گیا اور صاحب نے اس سے پوچھا
کہ راجیاون تم کو کیا معلوم ہے اگر ہمسے چھپاؤ تو بتلاؤ دیانت حسین
مقدمہ کیسے اٹھا اور کون بات سچی ہے۔

راجیاون - حضور ہم کا جانین - بڑے آدمی کی
بات کون کہے۔

مسٹر ہاورڈ - تمنے ہمسے خود پورا حال بیان کیا اب
کسلیے چھپاتا ہے۔

الغرض راجہ صاحب نے بعد رد و قدح بسیار وغیرہ عفو تقصیرات یون بیان کرنا شروع کیا حضور راجہ دیانت حسین اُس لائق اور دیانتدار نہین ہو بشکل ہر جہد ورثے نوکر ہیجے ایک ٹکہ گھوس نہین لیا اور سرکار کا کام جسطرح کیا کون نہین جانتا سب لوگ انسے کھا کھات رہے اور جہد ورثے کہ تحصیلدار صاحب ڈپٹی شوکت حسین کے بٹولکے موندن مین نہین گئے سب عملے انسے الگ الگ رہے اور سب کی کونسل سے سپاسنگہ تمام دیس کا اٹھائی گیرا سمجھا کر دنین گا آس ناحیہ ضلع فیروزنگر مین کبھی نہین چھپا رہا منشی پرون لال دیبیکے بے ایمان دیا دیتے تحصیل کے بے مانن سے گواہی دلائی اور کا سرکار کی تحقیقات سے کوئی بات چھپ رہی—؟

راجہ صاحب نے ولایت کے جنگی والا قصہ صاف صاف بتلا دیا اور کہا کہ یہ بھی حسب صلاح پرون لال کے اُس سے تقصیر ہوئی تھی—

ہریسن صاحب نے اپنا سر پکڑ لیا اور اسقدر رنجیدہ ہوے کہ شاید کبھی نہوئے ہونگے مسٹر ہریسن ایک عالیخاندان اور نیک نہاد آدمی تھے لیکن کسیقدر جلدباز اور سیدھے تھے ہر شخص کی بات کو بہت جلد یقین کر لیتے تھے جب آنکو یہ قصہ معلوم ہوا تو انھی انکا انفعال بہت ہی قابل خیال تھا مسٹر ہریسن نے اس معاملہ مین پوچھی تحقیقات کا مصمم ارادہ کیا اور سپاسنگہ پر دفعہ ۲۱۱ تعزیرات ہند کا مقدمہ قائم کرکے ایک تاریخ پیشی کی مقرر کی—

باب بست و ہشتم

دیانت حسین اور مسٹر ہریسن کی پھر ملاقات

جیل سے رہا اور اپیل سے بری ہونے کے بعد سید دیانت حسین پھر اپنی تحصیلداری پر فوراً اجال ہوے انکی اس بحالی کی خوشی ایسی نہ تھی جو قابل تذکرہ نہو گھر گھر باجے بجتے تھے عورتین منتین بھرتی تھین کہین خدا سے رات کا سداران کہین امام باڑے مین روشنی ہوتی تھی کہین مولود شریف کی تیاریان تھین مسجدون مین شکرانہ کی نمازین بہت شان و شوکت سے ادا کی گئین ہندو رعایا نے ست نرائن کی کتھا منعقد کی اور بہت سے سکھون نے بابا نانک شاہ کا کڑھاو چڑھایا صدہا مقامات سے مبارکباد کے تار آئے ہزارون جگہ سے خط آئے بہت سے اخبارات نے بہت بڑی خوشی کے ساتھ اس منصف مزاج جج کے انصاف کی داد دی اور سید دیانت حسین کو صبر کی ہدایت کی سب سے زیادہ پر اثر تار مسٹر ڈلن کا تھا جسے آپ تمام و کمال یہان نقل کرتے ہین—

تار

میری دلی مبارکباد اپنی قابل عزت برات پر قبول کیجیے خدا ہمیشہ سچائی کی طرف ہے اور مجھکو امید ہے کہ عارضی مصیبت سے آپ اپنا دل نہ توڑ دینگے اس چندروزہ قید نے ہرگز تمھاری عزت مین کوئی کمی نہین کی بلکہ میری نگاہ مین آپ اور بھی اب قابل عزت ہوگئے ملک کو چاہیے کہ تمغۂ منصب قومی کا لقب دین یوسف کے قید ہونے سے انکی عزت اور بزرگی جسطرح کم نہین ہوئی تھی اسی طرح سے اس قید سے آپکی عزت و زیادہ ہوگئی—

سب متعلقین نے ہرچند سمجھایا مگر دیانت حسین کچھ ایسے افسردہ خاطر ہوگئے تھے کہ کہین جانیکا قصد نکرتے تھے اور اسی وجہ سے وہ کلکٹر کے یہان بھی نہین گئے مسٹر ہریسن انسے ملنا چاہتے تھے مگر وہ بھی انسے منفعل تھے کہ انکو بلانے کی جرات نکرسکتے تھے آخرکار مسٹر ہریسن ایکدن خود تحصیل کی

ہمیشہ یاد کرو گے ۔ یہ الفاظ گو بہت لمبے چوڑے نہ تھے مگر
پیرون لال ایسے آدمی کے ڈرانے کو بہت کافی تھے اور
فی الحقیقت اس حالت مین جب پیرون لال کل معاملات سے
واقف بھی تھے ۔ ایک ہندی مثل ہے کہ "چور کا جی کتنا"
وہ ہمیشہ پیرون لال پر صادق تھی پیرون لال جانتے ہی تھے
اب سب انھین کا کیا دھرا ہے ورنہ ۔ ع

مجھ کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری مین
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین

انکو خوب ہی معلوم تھا کہ وہ معشوق کون تھا ؟ اور غالبا
ہمارے ناظرین بھی انکو جانتے ہونگے ۔ القصہ سب سے
پہلے سیتا سنگہ کا اظہار لیا گیا مسٹر ہربین کا تمتمایا ہوا چہرہ
کچہری کا رنگ پیرون لال کی ذلت یہ سب دیکھکر وہ بہت
گھبرا گیا اسکے دل مین پیرون لال کی موجودہ حالت
میر دیانت حسین کی بحالی سب امور نے ایسا اثر کیا کہ اسنے
اپنے دل مین ٹھان لی کہ ایک حرف جھوٹ نہ بولونگا
چاہے کچھ بھی کیون نہو چنانچہ اسنے یہ لکھایا ۔

حضور مین بالکل بیقصور ہون یہ تمام مقدمہ لالہ پیرون لال
اور ڈپٹی شوکت حسین کا اٹھایا ہوا تھا مجھکو یہ بھی دیا کہ
سیاہہ نویس میرے گھر سے بلا لیگیا مین نے پیرون لال کی
مرضی سے خود اپنے ہاتھ سے دانت توڑ لیے اسکے انعام مین
مجھکو دو سو روپیہ نقد دیئے تھے انھین کے کہنے سے مین نے
یہ حرکت کی تھی مین جانتا ہون کہ مین مرنے کے بعد نرک
مین جاؤنگا ۔ سرکار مجھکو جیل نے بہیجدین مین نے ایک ایسے
دھرم مورت اور دھرم اوتار اپنے ولیکے راجہ اور اپنے
وقت کے حاکم پر جھوٹا اتہام لگایا ہے جسکے بدلے اگر سرکار
مجھکو اوجھین کردے تو بھی بہت ہے کم سزا ہے فیصلہ ایسا
امیر اور بے لگا دادمی ضلع مین کوئی نہین مین نے اُسے

برائی کی اسے میرے جگنا تھ شاہ جی اے اجودھیا پرساد جی
تحصیلدار کانبارکرو سیاہہ نویس بخشی جی اور پیشکار صاحب
کوئی سچ نہین بولا سبنے پیرون لال کے دباؤ سے جھوٹی
گواہی دی آگے سرکار مالک ہین ۔

سیاہہ نویس محرر متفرقات نائب تحصیلدار رامپیادن
چپراسی اور مسٹر ہاورڈ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے بیانات
مسٹر ہربین نے تحریر کیے ان سب لوگون کے بیان سے
معاملہ صاف ہوگیا اور جو اصلیت تھی وہ کھل گئی وہ سخت
گھبرائے اور کوئی شخص بھی انکو ایسا نہ دکھلائی دیا جسپر
انکو اعتبار ہوتا اور جسکو وہ اپنا گواہ بتلاتے ۔ بہت غور کے
بعد انھون نے کنہیا جی لال کمپونڈر شفاخانہ پرسن گنج
کو اپنا گواہ صفائی قرار دیا یہ انکا ہم مکتب تھا اور اسپر
پیرون لال کو پورا بھروسہ تھا پانچ روز کے لیے مقدمہ
ملتوی ہوا دو دو ہزار روپیہ کی ضمانت پر چاسنگہ اور پیرون لال
حوالات سے باہر آئے ۔ پیرون لال کی ضمانت مین بھی
بہت مشکل پیش آئی کوئی شخص پاس نہ کھڑا ہوتا تھا
آخر کار شام کو پیرون لال کے باپنے دو ہزار کا نوٹ داخل کیا
جب رہائی ہوئی پیرون لال کی وہ حالت بھی ایک عجیب
حالت تھی نہ کوئی عملہ انکے پاس پھٹکتا تھا نہ کوئی وکیل
مختار قریب آتا تھا ۔ ع

یار اغیار ہو گئے اللہ یہ زمانہ کا انقلاب ہوا

روپیہ پیسا سب کچھ تھا لیکن انکو اپنی رہائی سے مایوسی
تھی اور اس سبب سے کچھ بھی خرچ کرنا فضول سمجھتے تھے
اور اسی خیال سے کوئی بیرسٹر بھی نہین بلایا تھا ۔ آٹھ بجے
رات کو یہ کنہیاجی کے مکان پر گئے اور اُن سے ملاقات ہوئی

کنہیاجی ۔ منشی جی آپ نے کہان تکلیف کی کیا آج
بھی کوئی زہر لینا ہے ۔

پیرون لال۔ میں جس حیثیت میں ہوں پرمیشر کسی ترقی دے
تمکو اپنا دوست اور سمجھتا ہوں اور ہمیشہ ضرورت کے
وقت تمہارے سوا کوئی نظر نہیں آتا۔ ع

دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشان حالی و درماندگی

میری اتنی غرض ہے کہ آپ میری صفائی کی گواہی دیدیجئے
اور یہ کہدیجئے کہ دیانت حسین اور مجھسے عداوت ہے۔

کنجھاری۔ عداوت کس بات کی۔

پیرون لال۔ مسلمان مسلمان سب ایک ہیں جیسے میر
خادم علی مرے دیانت حسین کو یہ شک ہوا کہ میں نے
زہر دیکر مار ڈالا حالانکہ میں انکو اپنے باپ سے بڑھکر جانتا تھا
میں ایسا کیونکر ہو سکتا تھا۔

کنجھاری۔ منشی جی ہم تمہارے شریک ہیں اور ہر طرح سے
قلمی قدمے مدد کرنے کو موجود ہیں لیکن یار یہ تو بتاؤ کہ
وہ زہر جو تمنے مجھسے لیا تھا کیا ہوا سچ سچ بتانا ہمارے
تمہارے بیچ میں کوئی پردہ نہیں۔

پیرون لال۔ (ادھر ادھر دیکھکر اور بہت آہستہ سے)
اسی میں ملا دیا تھا مگر بھائی بڑی عمدہ چیز تھی فوراً کام
تمام ہو گیا اور کسی نے آجتک کانوں کان نہ جانا۔

کنجھاری۔ (ہاتھ ملا کر) شاباش میرے شیر کیوں نہو
جس وقت تمنے وہ شیشی دی تھی کوئی وہاں بیٹھا تو نہ تھا۔

پیرون لال۔ یہ تو مجھے خیال نہیں شاید مولوی ایوب
وہاں بیٹھے ہوئے تھے میں انکو دے میں بیٹھا ہوا چھوڑ آیا تھا
عجب نہیں کہ انکے سامنے ہی منشی جی نے کھایا ہو

کنجھاری۔ اچھا بھائی صاحب اب آپ جائیے میں جو کچھ
ہوگا کہدونگا بھلا تمسے باہر ہو سکتے ہوں۔ ع
جان سے مال سے ایمان سے سو اتم مجکو

ادھر تو لالہ پیرون لال خوشی خوشی لوٹے اور وہاں
کنجھاری کے خیالات فاسد ہونے شروع ہوئے ایک دن
پیرشتہ داری کے زمانہ میں لالہ کنجھارن لال منشی
پیرون لال صاحب کی ملاقات کو گئے تھے وہاں جیسا دستور تھا
حسام پور کے کشوری لال اور دیگر بہت سے
معززین بیٹھے ہوئے تھے بیچارے کنجھاری ایک جانب
کنارے بیٹھ گئے آپ جانتے بڑے آدمیوں کے سامنے
غریبوں کو کون پوچھتا ہے پیرون لال نے کنجھاری
کی طرف توجہ بھی نہ کی اور پانچ چھ منٹ کے بعد بہت ہی
حقارت سے دیکھکر پوچھا کہ آپ کون ہیں۔

کنجھاری۔ آپ مجکو اتنی جلدی بھول گئے ہیں آپکا
قدیم ہم مکتب اور ساتھی ہوں آج آپکو خدا نے امیر کیا ہے
آپ جانتے نہیں ہیں۔

پیرون لال۔ بہت آدمی آکے جھوٹ کہدیا کرتے ہیں
کہ ہم مکتب ہیں ہمکو تو آپکی صورت بھی یاد نہیں مع منشی صاحب
اسکول میں ہزار ہا لڑکے پڑھتے ہیں سب ہی ہم مکتب ہیں
اس سے کسی کا کچھ حق نہیں ہو جاتا اچھا آپ رخصت ہوجئے

کنجھاری کو لالہ پیرون لال کی اس کجادائی نے ایسا
ملول کیا تھا کہ جسکا داغ انکے دل میں اب تک باقی تھا اور
اب تک وہ زخم ہرا تھا لالہ کنجھاری اسی دن سے کبھی پیرون لال
سے نہیں ملنے گئے اور ہمیشہ وہ اس فکر میں رہتے تھے کہ کسی
موقع پر لالہ پیرون لال سے اسکا بدلا لینا چاہیے انکو
پہلے ہی سے شک تھا کہ خادم علی کو پیرون لال نے ضرور
وہ زہر کھلایا ہے جو انسے لیگیا تھا اکثر انکے دل میں
آتا تھا کہ اس راز کو افشا کر دے مگر اس خوف سے کہ
کوئی زیادہ فساد نہ بڑھے انسے اس معاملے کو نہیں اٹھایا تھا
میر دیانت حسین کے اخلاق کا وہ ہمیشہ معترف تھا اور انکے

ناگہان انقلاب مین بھی وہ انکا ہمدرد دکھا گو کچھ واسطہ نہ تھا
لیکن ہمیشہ آنکی کامیابی کی دعائین کرتا تھا دیانت حسین
بھی ہمیشہ اس سے مہربانی سے پیش آتے تھے اور ہم مطلب
سمجھکر معمول سے زیادہ عنایت کیا کرتے تھے - یہ موقع
اسے نکالنے کا بہت ہی عمدہ ملا اور کنھیا بہاری لال آمادہ ہوگئے
آمادہ ہوگیا کہ میر خادم علی کی وفات کا راز بھی اپنے
اظہار مین افشا کرنا چاہیے آتے ہی اپنے رجسٹر بھی اپنے
تلاش کیے اور تاریخ نکال رکھی جس تاریخ میر پردون لال
کے نام زہر کی فروخت لکھی تھی وہ ٹھیک وہی دن تھا
کہ جسکی صبح کو میر خادم علی صاحب مرحوم نے انتقال کیا تھا
خدا خدا کرکے پانچ روز ختم ہوے اور تاریخ معینہ پر
مقدمہ پیش ہوا اس روز کی حالت واقعی چشم عبرت سے
دیکھنے کے قابل تھی سیکڑون آدمی بیفرہ سننے آئے تھے
کہ پردون لال نے اپنا کیا بھر پایا ہزارہا آدمیون کا مجمع تھا
لیکن افسوس اسمین کوئی افسوس کرنے والا ہمدرد نہ تھا
پانچ ہی چھ روز مین پردون لال بالکل گھل گئے تھے آدھا
جسم بھی نہین رہگیا تھا بہت میلے کپڑے پہنے نہایت اداس
پریشان صورت بنائے ایک درخت کے نیچے آکر بیٹھے
صدہا آدمی گرد جمع ہوگئے -

ا- واللہ بڑا پاجی تھا زمین سر پر اٹھائی تھی -

۲- کیسون کی روٹی ہضم نہوسکی سچ ہے خدا کمینے کو
عروج نہ دے -

۳- اور لالچی کتنا تھا - اپنے باپ سے کبھی پیچھا چھوڑا

۴- خدا اسے یہ موذی قید ہو اور چوک مین سر بازار
اس سے کنکر کنکوے جائین ہو ہی غریب احمد نے اسکا کیا
بگاڑا تھا وہ بیچارہ رشوت نہین لیتا تھا اسکے باپ کا
کیا اجارہ تھا خواہ مخواہ کو پیچھے پڑگیا اور قید کرا کے چھڑا

وہ تو خدا راجہ صاحب کو لاٹ گورنر کرے بڑا انصاف کیا
نہین تو غضب ہوگیا تھا -

۵- دیکھیے ہو موذی کو غرور کتنا تھا بڑے بڑون کا
سلام ہونا دشوار تھا ڈیوڑھی لگتی تھی -

ا- اجی جب اسنے حسن بی بی سے بے اعتنائی کی اور بد
میرا تو جی بہت کیا جب یہ خادم علی کا نہوا تو اور کسکی کیا ہوگا

۲- خدا آپکی نیکی و سے خیال کرنے کی بات ہے -

۳- اجی اسکو کالا پانی ہوگا سنا ملکہ ثوریا نے تیار
کرایا ہے کہ اسنے اتنے بڑے رئیس ابن رئیس کو پھنسوایا تھا
اسکو ضرور کالے پانی بھیجنا چاہیے اور مین نے سنا ہے کہ
سلطان روم نے بھی ملکہ ثوریا کو اس بابہ مین خاص
سوار بھیجا ہے -

۴- یہ کیا آپ نے چانڈو خانے مین سنا تھا - کہان
روم - کہان لندن - پانچ دن مین تو خالی ریل جاتی ہے
ہزارہا کوس ہے ہوائی سوار کیسے جاتا -

۵- جانے کو کیا ہوا بادشاہون کی سرکار مین بہتا
کیا ہمارے آپکے ٹٹو ٹکٹورے ہی ہین وہان ہزارہا
گھوڑے عربی موجود -

(مصنف) جی بجا ہے آپ دونون صاحب اسنے بھی
زیادہ محقق ہین -

اتنے مین پکار ہوئی اور ملزمان مسٹر ہربین کے
سامنے لائے گئے پردون لال کا گواہ صفائی پیش کیا گیا -

بیان کنھیا بہاری لال

مین ڈاکٹر ہربین کے شفاخانہ مین کمپوڈر ہون مجھے
اور پردون لال سے بہت برسون سے دوستی ہے مین نے
اور آپنے پانچ برس تک ایک ساتھ گورنمنٹ کالج مین تعلیم
پائی ہے مین اسکا خوب جانتا ہون کہ پردون لال کو دیانت حسین

بہت سچ تھا اور یہ بات تمام شہر میں ہر شخص جانتا ہے
اسکا سبب یہ بتلایا جاتا ہے کہ دیانت حسین نے کوئی
رشوت کی کمیٹی قرار دی تھی اسمیں پیرون لال نے
حمایت نہیں لیا تھا اور اسیوجہ سے پیرون لال کو خیال
پیدا ہوا تھا کہ یہ کمیٹی خاص انکے ذلیل کرنے کو
کی گئی تھی۔

سوال پیرون لال۔ آپ یہ بتلائیے کہ آپکے نزدیک
میرا چال چلن کیسا ہے اور آپکی رائے میں اس معاملے میں
کون قصوروار ہے۔

کنہیا رسی لال۔ چونکہ میں اسوقت از روئے گنگا اپنا
بیان لکھتا ہوں لہذا میں بے کم و کاست اپنا بیان
لکھاؤنگا میں خوب واقف ہوں کہ پیرون لال نہایت
بدچلن۔ راشی اور ظالم آدمی ہے آپنے میر خادم علی کو
زہر دیکر مار ڈالا۔

صاحب۔ کیا کسکو زہر دیکر مار ڈالا؟

کنہیا رسی۔ حضور خادم علی محافظ دفتر کو جو حضور کے
آنے کے پیشتر انتقال کر چکے تھے جنکی جگہ پیرون لال
محافظ دفتر ہوا تھا انکو زہر دیا تھا۔

صاحب۔ تم اسکا ثبوت دیسکتے ہو

کنہیا رسی۔ بیشک حضور میری دکان کا انگریزی رجسٹر
حضور منگوا کر دیکھیں اسمیں ٹھیک اسی دن پیرون لال کے
نام زہر کی پڑیا لکھی ہے علاوہ اسکے حضور مولوی ایوب
مدرس گورنمنٹ کالج کا اظہار لیں اس سے حال معلوم ہو جائیگا

صاحب نے اسی وقت سوار بھیجکر مولوی ایوب کو بلوا کر
اظہار لیا انھوں نے یہ لکھایا کہ آٹھ بجے شب کو ایک
شیشی کسی دوا کی پیرون لال نے میر خادم علی کو دی تھی
اور یہ کہا تھا کہ حکیم ننھو کا دیا ہوا جلاب ہے چنانچہ میرے
سامنے اسی دوا کو شربت پانی کے ساتھ میر خادم علی
مرحوم نے نوش کیا اور علی الصباح دوسرے دن انکے انتقال کی
خبر معلوم ہوئی مجھکو یہ نہیں معلوم کہ وہ دوا کیا تھی۔

اتفاقیہ حکیم ننھو بھی باہر کھڑے مقدمہ کا تماشا دیکھ رہے تھے
وہ بھی تو ہر سے لئے انکا بھی اظہار تحریر کیا گیا انھوں نے
قطعی انکار کیا کہ میں نے کوئی انگریزی جلاب یا کبھی پھر کی
دوا آجتک پیرون لال کو کبھی نہیں دی اور نہ میں نے
کبھی پیرون لال کا علاج کیا اور نہ میر خادم علی نے کبھی میرا
علاج کیا۔

ایک لطیفہ اس مقام پر بھی لکھنے کے قابل ہے کہ حکیم
ننھو صاحب کے والد نے کوئی جولاہن گھر میں ڈال لی تھی
اسی کے بطن سے یہ تھے اور جولاہا کہنے سے بہت چڑھتے تھے
جب وہ اظہار دیکر نکلے تو بعض ناواقفوں نے بعینہ
تماشائی یہ کہا کہ واللہ آپکی تو وہی مثل ہوئی
کہ گھر چھوڑ تماشا جائے ناحق چوٹ جولاہا کھائے
اسپر حکیم صاحب بہت ہی بگڑے اور یہ لطیفہ اتنا مشہور ہوا
کہ حکیم کھڑکا انکا نام پڑ گیا۔

بعد تحریر بیان حکیم ننھو صاحب مسٹر ہیرس نے
لالہ پیرون لال سے پھر استفسار کیا اور آپنے ایک عجیب
مایوسی کی حالت میں یہ سمجھکر کہ اب کوئی چھٹکارا نہیں
حسب ذیل جواب لکھایا۔

حضور عالی میں ہر طرح گنہگار ہوں جو مجھ سے ہوا شاید
کسی نے نہ کیا ہوگا میں نے اپنی تھوڑی سی زندگی میں بہت سی
بد افعالیاں کیں میں نے ضرور اپنے محسن خادم علی کو زہر دیا
اور بیشک مولوی ایوب کے سامنے میں نے میر خادم علی کو دیا
یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ میں آج غضب میں گرفتار ہوں ڈپٹی
شوکت حسین کے سکھلانے سے میں نے بیشک بچا سنکھیا کو

پھر دیانت حسین پر مقدمہ دائر کرنے کی ترغیب دی اور تحصیل کے عمال سے گواہی دلائی یہ بھی بہت بڑا قصور ہوا کہ مین نے اپنے مالک کے ساتھ نمک حرامی کی دیانت حسین اس شہر کے راجہ تھے اور مین بیشک انکا ادنی رعایا تھا دنیا اسوقت میری آنکھوں مین تیرہ و تار ہے حضور کی آنکھ پھرتے ہی سارا زمانہ مجھسے پھر گیا وہ لوگ جو میرے یار غار تھے اب میرے تشنۂ خون ہو رہے ہین غور کا مقام ہے کہ مجھسا پروں لال ایسا دوست غمخوار خادم علی کے قتل کا راز افشا کر دے اب حضور مالک ہین جو چاہین حکم دین۔

اب کیا تھا پروں لال نے اقبال کر دیا اور ثبوت بھی پورا پورا دستیاب ہو گیا۔

مسٹر ہیرلین نے [illegible] پروں لال کو حسب [illegible] ایک ایک سال [illegible] خادم علی مرحوم پروں لال کو [illegible] لیا کا شتی ہاتھ نائب تحصیلدار وغیرہ گواہان کو مسٹر ہیرلین نے ایک قلم ملازمت سرکار سے برخاست کر دیا۔

باب بست و دوم

پروں لال کی آخری قسمت

عدالت سشن مین پروں لال کا مقدمہ پیش ہوا چونکہ یہان پروں لال اقبال کر چکے تھے اسلیے انکے باپ نے کوئی پیروی پروں لال کے لیے نہین کی اور اسیوجہ سے کوئی وکیل مختار بھی انکی طرف سے نہ تھے پروں لال نے سشن مین بھی جرم سے اقبال کیا اور عدالت نے سزاے موت کا حکم دیا۔

حکم سناتے وقت جج صاحب نے یہ الفاظ کہے تھے۔

پروں لال تم دنیا کے اُن چند مشہور آدمیون مین ہو جنھون نے اپنی شہرت خلق خدا کے ستانے سے اور خدا کے بندون کو نقصان پہونچانے سے پائی خادم علی تمھارا محسن تھا اُسنے مثل بیٹے کے تمھاری پرورش کی اور تمنے اُسکے ساتھ محض ایک دنیاوی عہدہ کی لالچ مین اتنی عظیم برائی کی اسلیے میری راے مین جسقدر جلد تم دنیا سے الگ ہو جاؤ اتنا ہی زیادہ مفید ہے اور اسلیے تمھارے لیے سزاے موت تجویز کرتا ہون۔ مجکو یقین ہے کہ تم خدا کی سرکار مین بھی اپنے افعال کے لیے روسیاہ ہوگے۔

پروں لال اسکو سن کر رونے لگا اور چپ چاپ چلا گیا مسٹر ہیرلین اس فیصلہ کو سن کر بہت خوش ہوے اپنے حسب خواہش انکے خاص فیروز نگر کچہری کلکٹری کے سامنے اسکو پھانسی دیگئی اسدن بھی صدہا آدمیون کا ہجوم تھا لیکن عجیب بات تھی کہ اس جوان مرگ کے بے وقت [illegible] کسی کی آنکھ سے [illegible] کسی کی زبان سے چونٹ بھی اسکے پھانسی پانے پر افسوس نہ نکلا اس مجمع مین [illegible] رونے کی آواز سنائی دیتی تھی تو بیشک اسکے بڈھے باپ کی تھی وہ بھلا کیونکر نہ روتا اسکا اکلوتا بیٹا اسکا سپوت بیٹا اسکا با اقبال بیٹا اسطرح اُسکے سامنے پھانسی پائے اُسکے جیتے جی اُسکا گھر کا چراغ اُسکو لاولد کا بدنصیب خطاب دے اور وہ نہ روئے؟ یہ کیونکر ممکن تھا۔ وہ برا تھا یا بھلا۔ ایماندار تھا یا بے ایمان تھا جعلیا تھا یا فریبی اُسکا نور چشم تھا اسکا لخت جگر تھا اُسکے گھر کا چراغ تھا۔ اُسکی نوجوان بہو کا بیوہ ہونا اُسکی بڈھی جورو کا اپنے اکلوتے بیٹے کو ہمیشہ کے لیے رخصت یہی سب باتین تھین جو بدنصیب جیون لال کے زندہ درگور ہونے کے لیے کافی تھین۔

باب سی و یکم

سید دیانت حسین کا عروج

ان تمام واقعات کے بعد مسٹر ہرسن پر بخوبی ظاہر ہوگیا کہ سچائی کیا چیز ہے اور بناوٹ کیا شے ہے انکو یہ پورا تجربہ ہوگیا کہ ابھی تک پرانے فیشن کے ہندوستانیوں مین ایسی تہذیب اور شایستگی بہت ہی کم لوگون مین آئی ہے کہ وہ ایک منٹ بھی خود غرضی اور جوڑ توڑ سے اپنے کو الگ رکھ سکین غول کے غول مخبرون کا بیان انکو اب معلوم ہوا کہ۔

بناوٹ کی تھی ساری جادوگری

یہ بھی مسٹر ہرسن پر اب ثابت ہوگیا کہ کیسا ہی لائق اور منصف مزاج آدمی کیون نہو جب ہمیشہ اسکے کانون مین طرح طرح کی خبرین پڑا کرینگی تو وہ کسی طرح جھوٹ اور سچ مین تمیز نہین کرسکتا وہ اب یہی جان گئے کہ میر دیانت حسین کس لیاقت اور کس اعتبار کے قابل آدمی تھے جیسے کہ یہ کل حالات مسٹر ہرسن پر آئینہ ہوئے انکو دیانت حسین سے بہت ہی انفعال تھا اور ہمیشہ وہ اس فکر مین رہتے تھے کہ کسی طرح اسکی تلافی کرنا چاہیے کو اسمین کچھ شک نہ تھا۔

گر صد ہزار لعل و گہر مبا ہی چہ سود
دل را شکستہ نہ کہ گوہر شکستہ

مگر بہر حال مسٹر ہرسن جو ایک بالطبع فیاض اور نیک نہاد افسر تھے جیسا کہ عموماً انگلستان کے ہوا کرتے ہین انھون نے اس انقلاب کی ایک خاص رپورٹ گورنمنٹ مین بھیجی اسمین فیروزنگر کے لوگون کی شرارت اور سید دیانت حسین کے حالات کو بالتشریح لکھکر گورنمنٹ سے یہ خواہش کی کہ سید دیانت حسین سٹیٹوٹری سول سروس مین سے لیے جائین خاندانی اعتبار سے وہ ہر طرح اسکے مستحق تھے کیونکہ ایک بڑے باپ کے بیٹے تھے لیاقت مین بھی وہ ایک عمدہ انگریزی دان تھے اور مشہور ذہین اور مستعد افسر تھے عمر بھی انکی ابھی زیادہ نہ تھی۔ مسٹر ہرسن نے یہ بھی سفارش کی تھی کہ راجہ کا خطاب جو انکے باپ راجہ سید لیاقت حسین خانصاحب بہادر کا تھا انکو بھی گورنمنٹ سے دیا جاے الحمد للہ کہ وہ رپورٹ منظور ہوئی اور دفعتاً سید دیانت حسین کے نام گورنمنٹ سے یہ تار آیا کہ تمکو راجگی کا خطاب مع حیات عطا ہوا اور تم اسسٹنٹ کمشنر فیروزنگر مقرر کیے گئے۔ اس تقرر کو عام طور پر ہر گروہ نے پسند کیا اور ہر قوم کے لوگ مسٹر ہرسن کی منصف مزاجی کے از حد شکر گزار ہوے۔

اے خدا جسطرح تونے سید دیانت حسین کی دیانت کو برقرار رکھا جسطرح تونے ایمانداری کے انعام مین انکی مدد کی انکو تمام مصیبتون سے بچایا اسی طرح تو تمام مستعد ملازمان سرکار کے ساتھ ہو اور انکے ہمقوم بھائیون کے جو نسل برادران یوسف ہون انکو محفوظ رکھ۔ ع

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

باب سی و دوم

مسٹر اسسٹنٹ کمشنر دیانت حسین

جیسے ہی سید دیانت حسین اسسٹنٹ کمشنر ہوے انھون نے فیروزنگر سے اپنے تبادلہ کی خواہش کی گو مسٹر ہرسن نے انھین بہت روکا لیکن گورنمنٹ نے مسٹر دیانت حسین کی درخواست پسند کی اور ضلع جہان آباد کو انھین بدل لیا جہان آباد ایک چھوٹا اسٹیشن تھا لیکن دلچسپ اور آب وہوا کی خوبی مین از حد مشہور تھا مسٹر دیانت حسین کو

خوش نصیبی سے ایک لب دریا بنگلہ مل گیا اُسمین قیام فرمایا۔
جب وہ جہان آباد آئے تو ضلع مین مسٹر جان براؤن صاحب
ڈپٹی کمشنر تھے اور مولوی حکمت اللہ و رائے دیبی لال
اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھے منشی رحیم اللہ منصف تھے
مسٹر براؤن ایک نئے فیشن کے ذی اخلاق آدمی تھے
مگر شکار کا از حد شوق تھا اسوجہ سے کام مین بہت توجہ
نہ تھی کھیل تماشے مین زیادہ وقت بسر کرتے تھے مولوی
حکمت اللہ صاحب چپراسی کے عہدہ سے ملازمت سرکار مین
داخل ہوے۔ سر جان کیمپبل جب کمشنر ہوے اُنھون نے
جمعدار کر دیا رفتہ رفتہ سررشتہ دار تحصیلدار اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر
ہوے عمر قریب چھہتر برس کے تھی لیکن سرکاری کاغذات مین
صرف بنتالیس برس درج تھی صاحب ڈپٹی کمشنر مولویصاحب
کی بڑی خاطر کرتے تھے۔ مولویصاحب کی رشوت ستانی
زبان زد خاص و عام تھی اور ایسا عام طور پر انکا دروازہ کھلا
تھا کہ جو چاہے وہ آئے ایک روپیہ سے لیکر جو کچھ ملے
اُنکے لینے مین اُنکو عذر نہ تھا۔ سر اجلاس رشوت لیتے تھے لیکن ایسے
اینٹھے تھے کہ چہرہ پر شکن تک نہ آتی تھی۔

چپراسی اردلی۔ خدمتگار۔ باورچی سبھی محرم راز تھے
اور کچہری مین گھوما کرتے تھے جہان کوئی مقدمہ والا ملا
پھانس کر ڈپٹی صاحب کے سامنے لیجاتے تھے۔ اور ڈپٹی صاحب
اچھی طرح مونڈ لیتے تھے۔ ڈپٹی صاحب کے اختیارات ایسے وسیع تھے
کہ دفتر مین اُنکے تمام اعزہ و اقارب جمع تھے۔ محافظ دفتر
اُنکا حقیقی چھوٹا بھائی۔ ناظر کلکٹری اُنکا سالہ تھا۔
دفتری ڈپٹی صاحب کا حقیقی داماد الغرض تمام کنبہ انکا جہان آباد
مین جمع تھا۔

رائے دیبی لال صاحب انگریزی دان ڈپٹی تھے اور
وہی انچارج خزانہ تھے۔ بارہ برس سے اُس ضلع مین تھے اور
راستی یہ بھی اعلیٰ درجے کے تھے۔ لیکن انکا طریقہ رشوت ستانی
جداگانہ تھا یہ مقدمات مین رشوت کم لیتے تھے جبتک ہزار
پانچسو نہ ملے ہاتھ نہ ڈالتے تھے لیکن روسا اور مہاجنون کا
ناک مین دم کیے رہتے۔ آج اس بابو کی ٹمٹم عاریت منگوالی
اور پھر لکھ بھیجا کہ بندہ زادہ کو آپکا ٹمٹم بہت پسند ہے اور وہ
روتا ہے لہذا واپسی سے مجبوری ہے کل فلان راجہ سے
ایک ہزار روپیہ قرض منگوا بھیجا اور ڈکار تک نہ لی۔
پرسون آن نوابصاحب کے ہان سے خیمہ منگوایا اور پھر نہ بھیجا
رائے صاحب گو متدین نہ تھے لیکن اپنے کو ایماندار
جانتے تھے اور اسی گھمنڈ پر اکثر حکام سے لڑا کرتے تھے
اور یہی سبب تھا کہ مسٹر براؤن اُنسے رضامند نہ تھے۔

لالہ جھنگولال صدر تحصیل کے تحصیلدار تھے ایک ہوشیار
اور تیز آدمی تھا مگر انتہا درجہ کا ظالم اور غیر خدا ترس [illegible]
اور بددیانت۔ مسٹر براؤن اسکو بہت ہی اچھا جانتے تھے
اور وہ ایک مرتبہ قائم مقام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بھی ہو
کر چکا تھا اسکا حقیقی چھوٹا بھائی منگولال صاحب اسسٹنٹ
کے اجلاس کا سررشتہ دار تھا اور وہی مسٹر دیانت حسین کے
حصہ مین پڑا تھا۔

مسٹر دیانت حسین جہان آباد مین پہونچکر سب سے پہلے
مسٹر براؤن سے ملنے گئے مسٹر براؤن نے نہایت تپاک سے
اُنکو لیا اور بہت ہی محبت سے پیش آئے۔

براؤن۔ فیروزنگر کے لوگ بڑے بے ایمان تھے
آپکو بڑی تکلیف پہونچائی۔

دیانت حسین۔ وہین پر کیا منحصر ابھی ہندوستان مین
عام طور پر یہی حال ہے۔

براؤن۔ نہین دیانت حسین ہمارے ضلع مین امن
بہت پناہ ہے اور سوا ڈپٹی دیبی لال کے اور بھی [illegible]

کوئی تعلق دوستی نہین ہے۔

دیانت حسین ۔ مین نہایت ہی خوش ہوا خدا کرے آپکا اندازہ صحیح نکلے۔

ہیرو لال ۔ آپ ضرور اسکی جانچ کیجیے اور آپ جو انتظام ضلع مین مناسب سمجھین کیجیے ۔ مین پورا آپکو اختیار دیتا ہون ۔ مین نے خاص جہان آباد کا آپکو منتظم ضلع کیا ہے اور تمام دفتر آپکے تعلق کر دیے ہین اور نیز آبکاری و اشٹامپ ۔ آپکا جی چاہے خزانہ بھی لے لیجیے۔

دیانت حسین ۔ نہین اُس سے معاف کیجیے میرا جی خزانے کے کام مین نہ لگیگا۔

دیانت حسین آٹھ بجے صبح سے گیا رہ بجے تک صاحب کلکٹر کے پاس رہے اور آپسمین بڑی دوستی اور بے تکلفی ہو گئی۔ گیارہ بجے مسٹر ہیرو دن دیانت حسین کو اپنی گاڑی پر کچہری لائے اور دیانت حسین نے کام کرنا شروع کیا۔ تمام کچہری کے لوگ اپنے نئے اسسٹنٹ کمشنر کو دیکھنے دوڑے اور انکے اجلاس پر ایک ہجوم عمال کا ہو گیا۔ سب لوگ آکر انکو سلام کرتے تھے اور مسٹر دیانت حسین ہر شخص سے بکمال خندہ پیشانی نام اور عہدہ دریافت کرتے تھے۔ چار بجے صاحب ڈپٹی کمشنر کی گاڑی مین اپنے بنگلے چلے گئے۔ جہان آباد مین انکی آمد کی بڑی دھوم تھی اور طرح طرح کی رائین انکی نسبت قائم کیجاتی تھین۔

ڈپٹی حکمت اللہ ۔ کہیے رائے صاحب آپنے مسٹر کو دیکھا۔

رائے دیبی لال ۔ جی ہان وہ تو بڑے صاحب کے ایسے ناظر۔ مگر حضور ہین بڑے ہنس مکھ۔

محافظ دفتر ۔ اور جناب لائق بھی ہین دستخط بڑے بانکے ہوتے ہین۔

اردلی ڈپٹی حکمت علی مجھسے بڑے صاحب کا خانسامان کہتا تھا کہ کلکٹر صاحب کے بڑے دوست ہین ۔ اور آج کھانا بھی ساتھ کھایا۔

ڈپٹی حکمت اللہ ۔ ایں! انگریز کے ساتھ کھانا کھایا ابھی اُسی سید احمد کے پیرو ہونگے۔

دیبی لال ۔ پھر کل ملنے چلیے گا ۔؟

حکمت اللہ ۔ ہان چلنا تو ضروری ہے کل آٹھ بجے آئیے گا ہم آپ ساتھ چلینگے۔

دوسرا دن

دوسرے روز سویرے مسٹر دیانت حسین کے بنگلے پر ملاقاتیون کا ہجوم ہوا۔

دیانت حسین ۔ اردلی دیکھو گول کمرے کا دروازہ کھول دو جو لوگ ہمارے ملنے کو آئین انکو بٹھلاؤ اور ہمسے خبر کرو۔

اردلی ۔ بہت بہتر حضور۔

دیانت حسین ۔ اور دیکھو اگر کسی شخص سے تم ایک پیسہ بھی انعام مانگوگے یا کسی کو پریشان کروگے تو مین فوراً تمکو برخاست کر دونگا۔

اردلی ۔ نہین حضور جب سرکار کی مرضی نہوگی تو ہم کبھی ایسی گستاخی نہ کرینگے۔

دیانت حسین ۔ دیکھو کون کون صاحب تشریف لائے ہین

اردلی ۔ دونون ڈپٹی صاحب ۔ راجہ ہربنس رائے رئیس تشریف لائے بابو چمبیلال وکیل اور بابو مادھو داس بابو خزانہ او تحصیلدار حاضر ہین۔

دیانت حسین ۔ اچھا سب صاحبون کو بٹھلاؤ اور راجہ صاحب کو ہمارے پاس بھیجدو۔

راجہ ہربنس کی ملاقات

جیسے ہی راجہ صاحب آئے دیانت حسین نے دروازہ تک استقبال کیا بڑے تپاک سے ہاتھ ملا کر بٹھلایا۔

راجہ صاحب۔ آپکے پتا سے اور ہمسے بڑا بیوپار تھا۔

دیانت حسین۔ بیشک ہوگا آپ ور وہ ہم بھی معلوم ہوتے ہین۔

راجہ صاحب۔ آپکی اداسی سے ہم بہت خوش ہوے اور آپکا جو بات کی تکلیف ہوے ہمسے کہتا وب۔ آپکی طلب کیا ہے

دیانت حسین۔ آپ یہ کیون دریافت کرتے ہین مین تین سو ساٹھ روپیہ پاتا ہون۔

راجہ صاحب۔ ماہوار ہی۔

دیانت حسین۔ (ہنسکر) جی نہین ششماہی۔

راجہ صاحب۔ اور اوپر بھی آمد کا ہوت ہی

دیانت حسین۔ معاذ اللہ کیا آپ مجکو ایسی ہی سمجھتے ہین مین رشوت نہین لیتا اور نہ کوئی شریف خیال لیتا ہوگا یہ وہی کمینہ خصلت دشمن ملک لوگ ہین جو قوم کو ذلیل کرتے ہین۔

راجہ صاحب۔ آپ کہلی بازی کرت ہین کا سرکار آس نئی بھی ہین تو کوئی ناہین لیت۔

دیانت حسین۔ کیا آپ نے اپنے ضلع مین ایسا کوئی آدمی نہین دیکھا جو رشوت نہ لیتا ہو۔

راجہ صاحب۔ ہمار ضلع مین تو کوئی ایسا ناہین آوا مولبی حکمت اللہ دمڑی تک ناہین چھوڑت۔ کہت ہین کہ سرتی (کھانے کا تمباکو) کو کافی ہوئی۔ ڈپٹی دیبی لال مانگ کے چیز بیبر جیتے ناہین۔ چاہے اوکے عوض مقدمہ جتا سے لیو مدا چیز بیبر۔

دیانت حسین۔ مجکو آپسے یہ سنکر نہایت رنج ہوا اور مین انشاء اللہ آپکے ضلع کو اس بلا سے بہت جلد پناہ دلاؤنگا۔ اور مین بہت شکرگزار ہوا کہ آپنے پہلے ہی روز مجکو آگاہ کر دیا۔

(راجہ صاحب رخصت ہوتے ہین)

دیانت حسین۔ چپراسی دونون ڈپٹی صاحبون اور تحصیلدار صاحب سے میرا سلام کہو اور میری طرف سے معافی مانگو کہ مین آنکے ملنے کے قابل نہین ہون لہذا مین انسے ملنا نہین چاہتا۔ وکیل صاحب اور خزانچی بابو کو بھیجدو۔

وکیل صاحب اندر آئے

دیانت حسین نے نہایت اخلاق سے دروازہ تک بڑھکر لیا اور دوستانہ باتین شروع ہوئین۔

وکیل۔ ہمارے ضلع مین یہ پہلا موقع ہے کہ آپکا سا نیک اور لائق جنٹلمین آیا ہے ورنہ یہ ضلع ہمیشہ اپنے خونخوار عملون اور حاکمون کا تختہ مشق رہا۔

دیانت حسین۔ مجکو امید ہے کہ آپ سب لوگ مجسے راضی رہینگے۔

وکیل۔ راضی کیون نہ رہینگے۔ ہم لوگ شہر اس ضلع جیسا کہین دنیا مین نہ ہوگی۔ ہمارے حاکم لوگ تو یقین سے رشوت مانگتے ہین ایک عجیب تماشا ہوا ہے ڈپٹی صاحب کے ہان ایک اقبال گان کا مقدمہ پیش تھا مدعی نے دو روپیہ ٹھہرا ہوا انکو اسکے بعد مدعا علیہ نے چار دیئے ڈپٹی صاحب نے فورا دعوی خارج کر دیا۔

مدعی۔ حضور ہماری بڑی حق تلفی ہوئی ہے دونون ثبوت داخل ہے اور بیجا مقدمہ خارج ہو گیا۔

ڈپٹی صاحب۔ ہان بھائی تیری شکایت سچ مگر مدعا علیہ نے چارون تردید مین پیش کر دین مین کیا کرتا عجب حال ہے کوئی پوچھنے والا نہین سب کو ان کو کوئی پوچھتا ہی نہین۔

دیانت حسین۔ اور بیشک جب حاکم خود رشوت

تو کوئی وکیل نہین کرتا۔ بہر حال مین یقین کرتا ہون کہ آپ مجھے مدد دینگے اور مین اسکے انسداد کی پوری فکر کرونگا
وکیل صاحب کے بعد بابو صاحب سے مختصر ملاقات ہوئی اور سب لوگ اپنے اپنے گھر تشریف لیگئے۔

باب سی و سوم

ہر دو ڈپٹی صاحبان

ناظرین غالباً یہ سمجھ گئے ہونگے کہ سید دیانت حسین نے ڈپٹی حکمت اللہ اور دیبی لال سے کیون ملاقات نہین کی اگر یاد نہ رہا ہو تو مین یاد دلاتا ہون کہ فیروز نگر مین کہ ڈپٹی تارک الرشوت کے بانی تھے اور غیر ستا ہین لوگون سے ملنے کی قسم کھا چکے تھے۔ ڈپٹی صاحبان کو سید دیانت حسین کی یہ کج خلقی سخت ناگوار ہوئی اور دونون ڈپٹی صاحبان کی بہر بہی حق بجانب تھی۔ آنکی تمام عمر مین یہ پہلا دن تھا کہ ایک ہندوستانی ہمعصر نے آنکی ملاقات سے انکار کیا اور یہ انکار بظاہر کسی وجہ سے بہی نہین۔ دیانت حسین خدانخواستہ بیمار نہ تھے آزاری نہ تھے۔ سوتے نہ تھے بہر آخر نہ ملنے کی کیا وجہ اور غضب خدا کا ایک ادنی وکیل بلایا جائے ایک بیہودہ راجہ سے سرگوشی ہو اور ہم مرتبہ مجسٹریٹ واپس ہون۔ یہ سب خیالات تھے جو ڈپٹیون کے مزاج کو اور بہی برہم کر رہے تھے۔

تحصیلدار۔ آخر جناب سکا سبب کیا وہ بہی ہندوستانی ہم بہی ہندوستانی ہمنے اب ہیٹ پہننا شروع کر دیا شاید پسند نہ آوین۔

حکمت اللہ۔ کیا جناب یہ حرکت آنکی یون ہی چھوڑ دیجائیگی ابہی ابہی چلیے اور صاحب ڈپٹی کمشنر کے آگے سر دے مارئیے۔

دیبی لال۔ جبتک بیان کو نیچا نہ دکہایا [illegible]

تحصیلدار۔ اس غرور کو تو ملاحظہ کیجئے۔ [illegible]
کیا ہو گئے مزاج ہی نہین ملتے۔ ابہی [illegible]
بڑے عہدے نہین ملتے۔

حکمت اللہ۔ بہائی کی بات۔

دیبی لال۔ بڑے صاحب بہی اس [illegible]
نہایت ناراض ہونگے۔

الغرض ہر دو ڈپٹی صاحبان صاحب [illegible] کے بنگلہ پر اسوقت آئے اور اطلاع کرائی [illegible]

صاحب۔ ول ڈپٹی صاحب آپ لوگ نے [illegible] صاحب کو دیکھا۔

حکمت اللہ۔ حضور دیکھا اور بہر پایا۔ انہین کی فریاد لیکر ہملوگ حاضر ہوے ہین۔

دیبی لال۔ حضور وہ بہی ہندوستانی ہم بہی ہندوستانی آنکو لازم تہا کہ پہلے ہملوگون سے ملنے آتے لیکن جب آنکو یہ توفیق نہوئی تو ہملوگ خود گئے۔ اطلاع ہوئی صاف جواب دیا کہ ہم ملنا نہین چاہتے۔

حکمت اللہ۔ حضور ایسی ذلت ہملوگون کی ہوئی ہے کہ جا کر کہتا ہے اگر حضور اسکا انتظام نفرمائینگے تو ہماری بڑی آبروریزی ہوئی۔

صاحب۔ او مسٹر دیانت حسین بڑا اچھا آدمی ہے اسوقت کوئی کام مین ہوگا ورنہ ضرور ملتا۔

ڈپٹی صاحبان۔ نہین حضور کوئی کام نہ تہا ہملوگون کے روبرو راجہ ہربنس نرائن اور بیتمبر لال کو بلایا ملاقات کی ہنسی دل لگی رہی۔ ہمین لوگون نے خدا جانے کیا قصور کیا تہا کہ قابل ملاقات نہین قرار پائے۔

صاحب۔ اچھا ہم دیانت حسین سے [illegible]

آپسے تبلائینگے کہ صاحب کسواسطے آپسے نہین ملا۔ بیشک یہ
بڑے تعجب کا بات ہے دیانت حسین بڑا خلیق آدمی ہے
ہم سمجھتا ہی اسمین ضرور کوئی بات ہوگا۔ اچھا صاحب سلام

باب سی و چہارم

جہان آباد مین انسداد رشوت کی تدبیرین

مسٹر یہ وان نے ڈپٹی صاحبون کی خبر بہت ہی
تعجب سے سنی وہ بار بار سوچتے تھے کہ اسکا کیا سبب ہے
وہ ہر چند چاہتے تھے کہ اسکو بھلا دین لیکن آنکے دلمین
ایک عجب قسم کی گدگدی اس روایت نے پیدا کر دی تھی
جو بار بار اس بات پر مجبور کرتی تھی کہ یہ پہیلی جلد بوجھنا
چاہیے۔ آنکو اتنا بھی صبر نہ آیا کہ ملاقات کے وقت تک
انتظار کرتے انھون نے فوراً گاڑی تیار کرائی اور
مسٹر دیانت حسین کے بنگلے پر پہونچے۔

ڈپٹی کمشنر۔ کہو دیانت حسین کیا حال ہے۔ تم کل ملاقات مین
نہین آئے ہم سب کو بڑا انتظار رہا۔

دیانت حسین۔ کل مین ذرا کام مین پھنس گیا تھا
آج ضرور آؤنگا۔

ڈپٹی کمشنر۔ کہو ہمارے ہندوستانی ڈپٹیون کو تمنے دیکھا

دیانت حسین۔ خدا نہ مجکو دکھلائے۔

ڈپٹی کمشنر۔ ہان جی یہ تو بتلاؤ تمنے آنسے ملاقات کیون
نہین کی وہ میرے پاس گئے تھے اور بہت رنجیدہ تھے۔

دیانت حسین۔ مین ہرگز آنسے ملنے کے قابل ہی نہین
مین انجمن تارک الرشوت کا ممبر ہون اور مین نے روبرو
حلف مذہبی اسکا پابند ہوچکا ہون کہ راشی اشخاص سے
قطعی نہ ملونگا اور یہی سبب تھا کہ مین آپکے ڈپٹی صاحبان سے

ڈپٹی کمشنر۔ این! کیا وہ راشی ہین۔

دیانت حسین۔ مجھے افسوس ہے۔ ہان وہ راشی ہین

ڈپٹی کمشنر۔ تمکو آتے ہی یہ کیونکر معلوم ہوگیا۔

دیانت حسین۔ مجھسے دو معزز آدمیون نے بیان کیا
اور انکا طرز بیان ایسا نہ تھا کہ مین اسکو یقین نکرتا۔ رحم
ہر بنس نرائن مجھسے پوچھتا تھا کہ کہین ایسے بھی ہندوستانی
افسر ہین جو رشوت نہین لیتے۔ مجکو اسکا یہ فقرہ سن کر
بڑی ہی غیرت آئی۔

ڈپٹی کمشنر۔ مین بڑے دھوکے مین تھا مجکو ہرگز یہ
توقع نہ تھی۔ لیکن کوئی افسر کیا کرسکتا ہے رشوت کا انسداد
بہت دشوار ہے۔

دیانت حسین۔ دشوار ہی نہین بلکہ قریب قریب
غیر ممکن ہے۔ لیکن اگر آپ لوگ اسکے انتظام پر آمادہ ہون
تو کچھ دشوار بھی نہین ہے۔ ابتک راشی اور متدین مین
ہرگز کوئی فرق نہین اور یہی سبب ہے کہ بہت سے متدین
بھی جو خدا کے ڈر سے متدین نہ تھے راشی ہوگئے۔

ڈپٹی کمشنر۔ ہم لوگ کیا کرسکتے ہین۔

دیانت حسین۔ بہت کچھ اگر ہندوستانیون کو یہ معلوم
ہوجائے کہ آپ لوگ فی الاصل راشی سے نفرت کرتے ہین
آنکی قدر نہین کرتے آنسے ترک ملاقات کرتے ہین اور
برخلاف اسکے متدین لوگون سے ہمدردی کرتے ہین انکی
ترقی مین دیانت کا خیال کیا جاتا ہے تو آپ دیکھین کہ
کس قدر جلد ہندوستانی درست ہوجاتے ہین۔ ہندوستانی
جتنا انگریزون سے ڈرتے ہین خدا سے اتنا نہین ڈرتے۔

ڈپٹی کمشنر۔ لیکن دیانت حسین ہندوستانی تو سب
ایک ہی طرح کے ہین انمین متدین ملنا بھی تو دشوار ہے۔

دیانت حسین۔ نہین یہ بھی آپکی غلطی ہے۔ اگر آپ

اچھے خاندان کے معزز تعلیم یافتہ نوجوان معزز عہدون پر مقرر کرین اور وہ یہ سمجھین کہ دیانت بھی ایک ذریعہ عزت کے ہے تو ہرگز اُنسے بد دیانتی نہو گی۔

دیکھیے آجکل کے نئے فیشن کے ڈپٹی کلکٹر اور تحصیلدار ہرگز رشوت نہین لیتے

ڈپٹی کمشنر۔ مین بھی تمسے اقرار کرتا ہون کہ اُنسے ہرگز نہ ملونگا جبتک وہ اپنی عادت ترک نکرین اور جو کچھ تمسے اسمین انتظام ہوسکے بے تکلف کرو مین تمھارا شریک ہون اور جب تمکو کسی کی رشوت ستانی معلوم ہو مجھسے ضرور اطلاع کرنا اُسکا پورا بندوبست کرونگا۔

دیانت حسین۔ مین نہایت شکرگزار ہون کہ آپنے ایسے اچھے کام مین میری مدد کا وعدہ فرمایا مسٹر ٹیرسن اور ڈلن میرے بڑے ہمخیال ہین اور ہمیشہ وہ رشوت کے انسداد کی فکر مین رہتے ہین۔ لیکن مسٹر بردن اگر برا نمانو تو ایک بات مین اور کہون جسطرح والدین کے افعال کا اولاد پر اثر پڑتا ہے ویسا ہی افسرون کے افعال کا ماتحتون پر۔

ڈپٹی کمشنر۔ (گھبرا کر) مین ہرگز رشوت نہین لیتا۔

دیانت حسین۔ یہ مین جانتا ہون کہ تم رشوت نہین لیتے لیکن ڈالیان لینا تحفہ تحائف قبول کرنا تمتمی گھوڑا مانگ مانگ بھیجنا یہ سب رشوت ہے۔ بے غرض کوئی کسیکو نہین دیتا۔ دیکھو ٹروس مین مسٹر اینڈرسن پنشن یافتہ سپرنٹنڈنٹ پولیس رہتے ہین کوئی اُنکے ہان جاتا ہے۔ میری راے ہے کہ اس سے بھی احتراز ضروری ہے۔

ڈپٹی کمشنر۔ مین تمسے وعدہ کرتا ہون کہ آج سے مین کسی کی ڈالی وغیرہ نہ لونگا۔ واقعی یہ نہایت ہی شرمناک عادت ہم لوگون مین پڑ گئی ہے۔

دیانت حسین۔ ایک بات اور بھی ضروری ہے اگر کہو تو بیان کرون۔

ڈپٹی کمشنر۔ شوق سے کہیے۔

دیانت حسین۔ مین نے سنا ہے کہ آپ کام مین اپنے عمال کا بہت اعتبار کرتے ہین اور عملون کی سفارشین بہت سنتے ہین۔ تھوڑی سی محنت آپ گوارا کیجیے تو عملون کا زور بالکل ٹوٹ جاے۔

ڈپٹی کمشنر۔ بہت کام اور کھیل کچھ نہین۔ آدمی کو سست کر دیتا ہے۔ ہا ہا ہا ہا ہا۔

دیانت حسین۔ مین کھیل کو منع نہین کرتا۔ کام بھی کرو اور کھیل بھی۔

ڈپٹی کمشنر۔ اچھا مین اب سب کام اپنے ہاتھ سے کرونگا اور تم بہت جلد سنو گے کہ مین نے کیسا عمدہ انتظام کیا۔

دیانت حسین۔ بہت بہت شکریہ۔

مسٹر بردن رخصت ہوکر اپنے بنگلے گئے۔ اور جاتے ہی چپراسی کو پکارا۔

صاحب۔ چپراسی دیکھو جو کوئی ڈپٹی صاحب یا تحصیلدار خواہ کوئی عملہ ہماری ملاقات کو آوے اُس سے صاف کہدو کہ پہلے دیانت حسین صاحب اسسٹنٹ کمشنر سے ملاقات کر آوے تب ہم ملیگا اگر چھوٹا صاحب نے نہین ملاقات کریگا تو ہم بھی نہین ملیگا۔

اُسی دن سے جہان آباد کی ہوا بدلی اور تمام ضلع مین اسکی طرح طرح شہرت ہوئی کوئی کہتا تھا کہ مسٹر دیانت حسین اس ضلع کے انتظام کو گورنمنٹ سے تعینات ہوے ہین کوئی کہتا تھا کہ بردن صاحب نے خود اُنکو انتظام رشوت کیلیے بلایا تھا۔ کسی کا قول تھا کہ بردن صاحب اور دیانت حسین فقیر کا بھیس بدلکر رات کو سب عملون مین گھومتے ہین

ناچ رنگ دعوت تواضع سب یکقلم لوگون مین تباہ ہوگئی
اور ہر شخص بجاے خود خائف تھا اگر کوئی بھی گروہ اس
دیانت گردی مین خوش تھا تو وکلا اور زمیندار الغ
ورنہ تمام عمال ہیجان مین رہتے تھے -

مسٹر دیانت حسین نے دو ہی چار دن کی کچہری مین
یہ امر ثابت کر دیا کہ وہ اسطرح لائق اور اسطرح سے رو رعایت
افسر ہین تمام اہل مقدمہ کو انہین اعتبار ہو چلا اور اگر
ذرا بھی کوئی اہلکار کچھ بدسلوکی کرتا فوراً ان تک اطلاع
ہوتی تھی اور صاحب ڈپٹی کمشنر نے بھی خود کام کرنا شروع
اور وہ اور صاحب خوش ہوا - اگر کوئی جگہ خالی ہوتی
اسکے انتظام کے واسطے نہ رشتہ دار سے صلاح ہوتی نہ
ڈپٹی حکمت اللہ بلائے جاتے - دیانت حسین جسکو چاہتے
مقرر کر دیتے - لیکن دیانت حسین کے اور دے نہ اسکے
رشتہ دار ہوتے - نہ متوسل - یا کسی کالج کے تعلیم یافتہ
گریجوئٹ یا انڈر گریجوئٹ ہوتے یا کسی معزز خاندان کے
تعلیم یافتہ نوجوان - تمام عمال مین یہ مشورے ہوتے تھے
کہ اسکول کے لونڈے کام کیسے کرینگے خواہ مخواہ نکالے جاینگے
لیکن وہ اسکو بھی خوب جانتے تھے کہ یہ دیانت حسین کا
راج ہے انکے اور دے کو نکالنا ٹیڑھی کھیر ہے - ادھر
صاحب ضلع نے تمام افسرون سے ملنا چھوڑ دیا تھا اسکا
بھی ازحد اثر پڑا - ڈپٹی دیبی لال نے فوراً اپنا تبادلہ
کرا لیا اور انکی جگہہ بابو تماداس جی آئے تشریف لائے
اور یہ بھی مسٹر دیانت حسین کے گروہ مین داخل ہوئے -

باب سی و پنجم

راجہ جہان آباد کا مقدمہ

ادھر جہان آباد مین دیانت دیانت ہی تھی ادھر
ایک نیا گل کھلا یعنی راجہ ہربنس نراین نے ایک پٹواری کو
مار ڈالا - کنہیاری نامی ایک پٹواری راجہ صاحب کا
قدیم دشمن تھا ہمیشہ انکے خلاف گواہیان دیا کرتا تھا
اور راجہ صاحب اس سے سخت پریشان رہتے تھے - ہربنس اسی
شکار کو جاتے تھے - راستہ مین پٹواری ملا راجہ صاحب کی
آتش غضب تیز ہوئی پٹواری نے خدا جانے کیا گستاخی کی
کہ راجہ صاحب نے بندوق فیر کر دی اور کنہیاری کا شکار کر ڈالا
- راجہ صاحب کی طرف سے فوراً پورا انتظام کیا گیا
پولیس اور حاکم پرگنہ یعنی ڈپٹی حکمت اللہ موافق کر لیے گئے
اور بااطمینان تمام پولیس نے کارروائی شروع کی -
راجہ کے ایک ملازم نے اقبال کیا کہ اسکی بندوق
اتفاقیہ سر ہو گئی اور کنہیاری مر گیا - پولیس نے اسی
ملازم کو چالان کیا اور ڈپٹی حکمت اللہ کے اجلاس مین
مقدمہ پیش ہوا - راجہ صاحب سے کسی نے پوچھا بھی نہین
دو چار روز بعد مسٹر دیانت حسین کو کل حالات کی
اطلاع ہوئی اور یہ بھی خبر پہونچی کہ دس ہزار روپیہ
ڈپٹی صاحب کو اس مقدمہ مین ملنے والا ہے وہ فوراً
صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس چلے گئے -

دیانت حسین - براؤن آج فریادی بنکر آیا ہون

مسٹر براؤن - کیا دیانت حسین خیریت تو ہے -

دیانت حسین - تمنے کنہیاری پٹواری کے قتل کا
حال سنا -

مسٹر براؤن - ہان مین نے سنا ہربنس کے
کسی سپاہی نے مار ڈالا اور شاید وہ اقبالی بھی ہے -

دیانت حسین - یہ محض غلط خبر ہے خود ہربنس کے
ہاتھ سے وہ مارا گیا اور حکمت اللہ کو دس ہزار روپیہ اس
مقدمہ مین دیا گیا ہے یا دیا جانیوالا ہے اسلیے پکڑے گئے

بڑی بھاری رقم ماری - یہ مقدمہ میرے اجلاس میں فوراً
منتقل کردو میں اصلی مجرم برامد کرلونگا -

مسٹر بردن نے وہ مقدمہ اسیوقت مسٹر دیانت حسین کے
اجلاس میں منتقل کردیا اور دیانت حسین سرگرم تحقیقات ہوئے
انھوں نے خفیہ طور پر تحقیقات کی اور مقتول کی عورت کو
طلب کرکے مفصل حال دریافت کیا - خوش نصیبی سے
سید دیانت حسین کو دو گواہ چشم دید ملگئے ایک انکو وہی
جو موقع واردات کے قریب کھیت میں دھان کاٹ رہا تھا
اور جب ہربنس نرائن نے بندوق چلائی اسنے غل مچایا
لیکن راجہ نے اسکو روک دیا - دوسرا گواہ بہت ہمارا تھا
یہ بھی وہیں اپنے کھیت میں تھا اور اسنے بھی راجہ کو بندوق
چلاتے دیکھا تھا جس سپاہی نے قتل سے اقبال کیا تھا
پیچھے کو ثابت ہوا کہ وہ اس وقت جہان آباد میں موجود بھی تھا

الغرض راجہ ہربنس نرائن ملزم قرار پائے اور سید
دیانت حسین کے اجلاس میں مقدمہ کی پیشیاں ہونے لگین
بیرسٹر اور وکلا دور دور سے بلائے گئے اور ... ایک بیرسٹر
بھی ایک بیرسٹر آیا تھا -

دوران مقدمہ میں دیانت حسین کے پاس اکثر گمنام
خطوط آتے تھے کہ اگر تمنے راجہ کو بری نہ کردیا تو تم اپنی
جان سے صبر کرو - مسٹر دیانت حسین کو ان دھمکیوں کی
کوئی پروا نہ تھی اور وہ بڑی مضبوطی سے مقدمہ کی کاروائی
مین مصروف تھے -

ہنوز مقدمہ ختم ہوا تھا کہ ایک روز آٹھ بجے شب کے
دیانت حسین کے پاس انکا اردلی آیا -

اردلی - اگر جان بخشی ہو تو مین کچھ عرض کرون -

دیانت حسین - کہو کیا کہنا چاہتے ہو -

اردلی - حضور ناراض ہون تو مین کہون -

دیانت حسین - نہین ہم ہرگز ناراض نہونگے -

اردلی - راجہ ہربنس نرائن کے بیٹے مجکو ملے تھے اور وہ
حضور سے ملنا چاہتے ہین -

دیانت حسین - کس واسطے -

اردلی - حضور، حضور وہ -

دیانت حسین - بولو کیا کہنا چاہتے ہو ڈرو مت -

اردلی - اگر حضور ہربنس نرائن کو چھوڑ دین اور انکی
آبرو بچا دین تو وہ ایک لاکھ روپیہ حضور کے نذر کرین
اور ایسی رقمین تو صاحب لوگ بھی لے لیتے ہین -

دیانت حسین - ہمارے سامنے سے تم چلے جاؤ اور ایسی
بات پھر مت کہنا اگر ایک لاکھ نہین وہ ایک کرور مجکو
دین تو مین لات نہ مارون - مین ایمان فروشی کرنے
نہین نکلا ہون -

دیانت حسین پر وہ ابھی یہ وقت بہت ہی سخت تھا
انکی حالت کے آدمی کے واسطے ایک لاکھ روپیہ کم نہ تھا
اور اسکا واپس کرنا ایک مشکل کام تھا - لیکن انکا مقدمہ
ثابت قدم رہے دوسرے دن انھون نے ہربنس کو
سشن سپرد کردیا اور بالآخر عدالت سشن سے ہربنس نرائن کو
سزاے موت دیگئی -

دیانت حسین کی اس لیاقت اور ایمانداری کی ازحد
تعریف ہوئی اور تمام ضلع مین لوگ انکا لوہا مان گئے
مسٹر بردن نے بھی ازحد شکرگزاری کی -

مولوی حکمت اللہ یہان سے علیحدہ کیے گئے اور انکے
اعزہ کی بھی تبدیلیان ہوگئین -

اس مقدمہ کے بعد دیانت حسین کے دشمنون کی
تعداد جہان آباد مین بہت بڑھ گئی اور ہزارہا آدمی انکے
تشنہ خون تھے - کوئی دن ایسا نہوتا تھا کہ دو چار گمنام

خطوط اُنکے پاس نہ آتے ہوں۔ اُنمیں ہزارہا گالیاں لکھی
ہوتی تھیں اور یہ دھمکی ہوتی تھی کہ بہت جلد ہم بھی انکے
پاس تم بھی بھیجے جاؤگے۔ دیانت حسین بالطبع ایک جری اور
جری شخص تھے ایسی گیدڑ بھبکیوں کو وہ خیال میں بھی
نہ لاتے تھے مسٹر بیروان نے بھی اُنکو سمجھایا کہ اپنی حفاظت کا
کچھ انتظام کر لو لیکن وہ ہمیشہ ہنسکر ٹال دیتے تھے۔

باب سی و ششم

مسٹر دیانت حسین کی شہرت

راجہ جہان آباد کے مقدمہ کی شہرت ایسی نہتھی جو مسٹر
دیانت حسین کی لیاقت اور دیانت کو پوری رونق نہ دیتی
تمام انگریزی اور اردو اخبارات میں اسکا تذکرہ بکمال
آب و تاب شائع ہوا۔ اور ملک کے ہر حصے سے دیانت حسین
کی مدح و ثنا کی صدائیں آتی تھیں۔

مسٹر پیٹرسن چیف سکریٹری گورنمنٹ جو دیانت حسین کے
بڑے پرانے دوست اور اُنکے حالات سے پورے آگاہ تھے
اس کامیابی کو سنکر نہایت خوش ہوئے اور اُنھوں نے
مسٹر دیانت حسین کو یہ چٹھی لکھی۔

میرے پیارے دیانت۔

مجھکو امید ہے کہ تم جہان آباد کو بہت پسند کرتے ہوگے وہ
بہت ہی اچھا چھوٹا اسٹیشن ہے اور تمکو ابھی [illegible] ترقی کا
بڑا موقع ہے۔

میں نے دلی مسرت سے اخبارات میں جہان آباد کے
مقدمے کے حالات دیکھے جس کامیابی سے آپنے ایسے
متمول اور ذی اختیار ملزم کو سزا دلائی وہ بیشک بہت قابل
تعریف ہے اور جیسی دلیری کا ثبوت دیا ہے [illegible] میں نے
تمام مسل مقدمات ہز آنر لفٹننٹ گورنر [illegible]
خواہش کرتے ہیں کہ میں اُنکی طرف سے انتہا شکر گزاری آپ تک
پہونچاؤں۔ مجھکو معلوم ہوا ہے کہ ہز آنر نے آپکی دیانت
اور لیاقت کی بابت ایک خاص رپورٹ گورنمنٹ ہند کو
بھیجی ہے اور میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ بہت زمانہ نہ گذریگا
کہ میں تمکو اسٹار آف انڈیا لکھونگا۔

میں نے بہت افسوس کے ساتھ سنا کہ جہان آباد کے
لوگ تم سے رنج رکھتے ہیں اور تمکو طرح طرح کی دھمکیاں دیتے ہیں
میں تمکو یقین دلاتا ہوں کہ یہ اشتعال چند روزہ ہے جوں جوں
زمانہ ترقی کرتا جائیگا یہ لوگ تمھارے شکرگزار ہوتے جائینگے
لیکن اگر تمکو [illegible] وہاں کی سکونت سے خوف ہو تو مجھکو فوراً
اطلاع دو میں تمکو دوسرے ضلع میں تبدیل کرا دونگا
جو کچھ میرے امکان میں ہے میں ہمیشہ تمھارے لیے کرنے کو
مستعد ہوں۔

میں شروع موسم سرما میں وطن جانیوالا ہوں مسز پیٹرسن
مجھسے کہتی ہیں کہ کیا اچھا ہوتا اگر دیانت حسین بھی ہمارے
ہم سفر اور وطن میں ہمارے مہمان ہوں۔

تمھارا دلی دوست۔ پیٹرسن

مسٹر دیانت حسین نے یہ خط پڑھکر بہت خدا کا شکر کیا اُنکی
صحت بحال ہونے لگی اور لفٹننٹ گورنر نے اظہار مسرت کیا۔
اسٹار آف انڈیا کے خطاب کی اُنکو کوئی مسرت نہتھی کیونکہ وہ
بمقابلہ اُن خطابوں اور زریں تمغوں کے [illegible]
عزت کی جو اُنکے ملک والوں کے دل میں [illegible]
مسٹر پیٹرسن کے اس جملہ کو پڑھ اُنھوں نے [illegible]
کیا تھا ہمیشہ معروف رہتے تھے وہ چاہتے تھے کہ [illegible] سرکار کا
نوکر ہوں لیکن ملک کی خدمت کرنے کا اگر [illegible] مجھے
راضی رہی تو گویا میں نے اپنی خدمات کا انعام پالیا۔
مسٹر دیانت حسین اس جملہ کو پڑھکر [illegible]

رکھیون کے ہاتھ بیچنا۔ مسٹر پٹرسن نے اپنی چٹھی مین لکھا تھا
وہ خود ایسے تابعدار اور جوانمرد تھے کہ ان کو رعیت کی زرا
پروا نکرتے تھے۔ جیسا ہمیشہ اپنے کام کو کرتے تھے ویسی ہی
اب بھی کرتے تو تھوڑے دنون مین پرورش ہو سکتی تھی۔ انکو
جہان آباد کی تبدیلی گوارا نہ تھی۔ اور اسی وجہ سے
وہ وہان سے جانا پسند نکرتے تھے۔ لیکن مسٹر پٹرسن کا پیام
البتہ ایسا تھا کہ وہ اسکو ٹال جاتے۔ انگلینڈ جانے کا
انکو لڑکپن سے شوق تھا اور مسٹر پٹرسن سے وہ کئی مرتبہ
اپنا ارادہ بھی ظاہر کر چکے تھے لیکن دو امر مانع تھے اول تو
اسکے لیے بہت روپیہ درکار تھا کہ سفر یورپ کو کافی ہوتا دوسرے
کوئی ایسا دوست ساتھی نہ تھا۔ مانع دوم تو جاتا رہا یعنی مسٹر
و مسز پٹرسن ساتھ تیار ہو گئی تھیں۔ سفر کون مل سکتا تھا۔ مانع
اب صرف روپیہ کی ضرورت تھی اور یہی سب سے اول چیز تھی
بغیر روپیہ کوئی کام نہیں ہو سکتا بقول شاعر ؎

اے زر تو خدا نئی ولیکن بخدا
ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

ہمارے دیانت حسین کے پاس اگر کمی تھی تو روپیہ کی کمی تھی
تین سو روپیہ ماہوار تنخواہ پاتے تھے انگریزی طریقے سے رہتے تھے
بنگلہ کا کرایہ گھوڑا گاڑی انگریزی کپڑے نوکر چاکر سب مین
خرچ ہو جاتا تھا۔ ساٹھ روپیہ اپنی ماں کو بھیجتے تھے اور
تین سو روپیہ مین بسر اوقات کرتے تھے۔ انکی قابلیت اور
خلقیات سے جو لوگ آگاہ تھے وہ انکی دیانت کی اور بھی
زیادہ قدر کرتے تھے۔ واقعی جو لوگ ذات الیال اور تنخواہ کم
مین اور وہ رشوت نہ لین تو کوئی کمال نہیں لیکن وہ
غریب جو محتاجی مین زندگی بسر کرتے ہون بادشاہان
رہتے ہون اور پھر اپنی نیت ڈانواڈول نکرین شاید مردمی ہے
مسٹر دیانت حسین نے چار لگر لاٹری مین پانچ ٹکٹ
خرید کیے تھے وہ اسی امید مین تھے کہ اگر لاٹری کا پہلا انعام
پچاس ہزار روپیہ کا انکی خوش نصیبی سے ملجائے تو وہ فورا
انگلینڈ چلے جائین چنانچہ انھون نے مسٹر پٹرسن کو بھی ہوا
لکھا تو [illegible] شیخ چلی کے سے منصوبے تھے لیکن ؎

آنکہ تقبل کرتے [illegible] انکی بار
تو اس سے مایوس امیدوار

اس عرصہ مین مسٹر دیانت حسین نے اور بھی بہت
اچھے اچھے کام کیے اور ڈپٹی کلکٹر کو نہایت راضی کیا
جہان آباد مین یا تو پرانی ضلع کے کایتھون اور مسلمانون کا
مجمع تھا یا اب دیانت حسین کے بدولت گریجویٹ اور انڈر گریجویٹ
کے سوا ضلع کے عملہ مین دوسرا دکھائی نہ دیتا تھا۔ جو لوٹ مار
اور نوچ کھسوٹ کچہری مین مچی تھی وہ بالکل مٹ گئی اور تمام
اہل معاملہ زمیندار اور رعایا خوش خوش آتے تھے کیونکہ
وہ ایسے جاتے۔ صحبت کا اثر واقعی ضرور ہوتا ہے پرانے
وقت کے دو چار عملے ضلع مین رہ گئے تھے انھون نے بھی
رشوت ستانی ترک کر دی۔ جہان آباد کی جو آجکل حالت تھی
وہ وکیل کی مکالمت سے بخوبی ثابت ہو سکتی ہے
ایک روز حافظ [illegible] کلکٹری جو پرانی قطع کے ایک
اہلکار تھے اپنے گھر مین بیٹھے تھے بیچارے یا تو ہمیشہ جب
کچہری سے لوٹتے دو چار روپیہ اپنی بی بی کے ہاتھ دھرتے
اور اب زمانے کا رنگ دیکھکر انھون نے بھی رشوت لینا ترک
کر دیا تھا کچہری سے خالی ہاتھ آتے اور کھانا کھا کر سو رہتے تھے
انکی بی بی نے ان سے یون گفتگو کی۔

بی بی بھلا یہ تو بتلاؤ کہ آج دو مہینے سے تم کیا ہاتھ
سوا جھلے دیکھتے ہو

میان کیون تم نے کس وجہ سے پوچھا

بی بی آج پوچھتا وجہ ہے کہ تم خالی ہاتھ کچہری سے آتے

ایک پیسہ بھی نہیں کھاتا لڑکے آوارہ اٹھائے رہتے ہیں کرایا
کچہری سے لوٹ کر مٹھائی کھانے کو کچھ دینگے اور بیچارے
اپنا سا منھ لیکے رہجاتے ہیں۔
میاں۔ منھ تو میں تمھارا ہی دیکھتا ہوں۔
بی بی۔ تو جو میرا منھ ایسا منحوس ہوتا ہے تو تم مت دیکھے ہو
میاں۔ میں نے تمھارے منھ کو منحوس نہیں بتایا تم خفا
کیوں ہوتی ہو۔
بی بی۔ پھر آخر کیا سبب ہے۔
میاں۔ میں نے اب رشوت لینا ترک کر دی۔
بی بی۔ کوئی سبب تو بتاؤ۔
میاں۔ ہمارے یہاں مسلمان ڈپٹی جو چھوٹی صاحب
کہلاتے ہیں وہ اس سے بہت چڑھتے ہیں اور بڑے صاحب
بالکل آنکے پیچھے ہیں ہیں تمام ضلع میں [illegible] سے بلوا کر
لونڈے بھرتی کر دیے ہیں وہ لوگ کسی سے ایک پیسہ [illegible]
نہیں لیتے۔ مثل مشہور ہے جیسا دیس ویسا بھیس [illegible]
ہم سب لوگوں نے اپنے حقوق لینا بند کر دیا۔
بی بی۔ [illegible] کی چال چلنے کی کوئی ضرورت نہیں ان
[illegible] کوئی آنکے پیچھے ہوگا تمھارا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
میاں۔ [illegible]
بی بی۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
میاں۔ کیا رشوت کے حرام ہونے میں بھی [illegible]

بی بی۔ کیا نگوڑی رشوت ہی نے قصور کیا دنیا بھر کا مجھ
سچ ہر وقت زبان پر رہتا ہے وہ حرام نہیں۔
میاں۔ پھر کیا کیا جائے اب کوئی اپنی آبرو رکھنا چاہے
تب آپ خوش ہوں۔
بی بی۔ جی ہاں ہمتو آپکے دشمن ہیں ہم آپکی آبرو جانیکا
خوش ہونگے تو کیا دوسرا خوش ہونے آویگا۔
میاں۔ تم تو بات بات میں بھی نکالتی ہو سمجھتی نہیں
زمانہ پر آشوب ہو رہا اور اسی شکایت پر پہلے برابر موقوف
ہوتے جاتے ہیں اسوقت میں پھونک پھونک کر قدم رکھنا
چاہیے سے میں اب باہر جاتا ہوں وہیں سو رہونگا۔

باب سی و ہفتم

نجم الہند دیانت حسین

جیسے مسٹر پٹرسن نے سید دیانت حسین کے نجم الہند ہونیکی
پیشین گوئی کی ہر طرف سے افواہیں مشہور ہونی شروع
ہوئیں تمام یورپین حلقوں میں آپکی شہرت تھی کہ عنقریب
مسٹر دیانت حسین کو اسٹار آف انڈیا کا خطاب ملنے والا ہے
بہت سے احباب نے آنکو پیشگی مبارکباد کی چٹھیاں لکھیں [illegible]
ولایت اپنے دوستوں اور اعزہ کے نام انکی سفارش کی [illegible]
خطوط بھیجے۔ ایک [illegible] صاحب ڈپٹی کمشنر کے ان کے [illegible]
یوں بات چیت ہوئی۔
ڈپٹی کمشنر۔ [illegible] دیانت حسین ابھی تک [illegible] حال معلوم ہوا
کہ تمکو خطاب کب ملیگا۔
ڈاکٹر۔ یہ تو تحقیق ہے کہ انکا نام جا چکا ہے [illegible] سے آخر
جو اس مرتبہ تقسیم ہونگے مجھکو کامل یقین ہے کہ انمیں
انکا نام ضرور ہوگا۔
دیانت حسین۔ لیکن مجھکو اسکا بہت شوق نہیں ہے [illegible]

اور میں نے کوئی کام ایسا کیا جسکا مجکو صلہ ملنے والا ہے۔

ڈپٹی کمشنر۔ دیکھو دیانت حسین یہ کوئی چھوٹا کام نہتھا
اور تمنے [illegible] رشوت نہین لی اتنی بڑی
[illegible] کا پاس کرنا بڑے [illegible] کام ہے۔

دیانت حسین۔ آپ [illegible]

ڈپٹی کمشنر۔ [illegible]
یہ حال لفٹنٹ [illegible]

دیانت حسین۔ یہ کوئی ایسی بات نہتھی کہ جسکی تشہیر
دیجاسے۔ [illegible]
[illegible]

ڈپٹی کمشنر۔ [illegible]
[illegible]
وجہ نہین لگاتے

دیانت حسین۔ مین سمجھتا ہون کہ آپ لوگ مجھے
[illegible] احتیاج نہین [illegible]
[illegible] مصیبت مین [illegible]
کرتے ہے [illegible] کہ مین [illegible]
[illegible] لیکن مین اسپر بھی خدا کا
شکر کرتا ہون کہ وہ مجھے کسی کا دست نگر تو نہین کیے ہے۔

ڈاکٹر۔ دیانت حسین تم اپنی شادی کیون نہین کرتے۔

دیانت حسین۔ عجب آدمی ہو۔ ایسے میان بیبی جائے
کہ تنہا تو بسر ہی نہین ہوتی بیاہ کرکے کیا کرینگے۔

ڈپٹی کمشنر۔ نہین جی تم ابھی بیاہ نکرنا انگلینڈ ہو آؤ
تب بیاہ کرنا۔

ڈاکٹر۔ کبتک جاؤگے۔

دیانت حسین۔ صریح سنتے جاتے ہو کہ کوئی بات نہین
ابھی مین کیسے بتاؤن کہ کب جاؤنگا۔ [illegible] خان کی
بیٹی سے میری شادی ٹھہرتی ہے لیکن مین ہرگز اسکو
پسند نہین کرتا کہ وہ [illegible] ایک نیم تعلیم یافتہ
عورت سے زندگی بھر کا ساتھ اختیار کرون مین انتے
[illegible] مگر لاٹری مین کچھ ٹکٹ خریدے ہیں اگر مجھے کچھ روپیہ
مل گیا تو فوراً ولایت جاؤنگا مسٹر [illegible] سے مین
[illegible] لیا ہے کہ مین انھین کا ہمسفر ہونگا۔

ڈاکٹر۔ لیکن وہ تو جلد جانیوالے ہیں۔

دیانت حسین۔ ہان مجھے معلوم ہے۔

اس [illegible] دوسرے دن صاحب ڈپٹی کمشنر نے
[illegible] لفٹنٹ گورنر کو یہ چٹھی لکھی۔

مائی ڈیر سر جان۔

دیانت حسین کے بارے حالات سے مین آپکو وقتاً فوقتاً
اطلاع دیچکا ہون لیکن وہ حالات صرف انکی دیانت
اور لیاقت کے متعلق تھے۔ جن مصائب مین وہ اپنی
زندگی بسر کرتے ہین وہ آپکو اطلاع دینا مین ضروری
سمجھتا ہون۔ وہ غریب ابھی تک تین سو ساٹھ تنخواہ پاتا ہے
انگریزی سوسائٹی مین شریک ہے اور یورپین کی طرح
زندگی بسر کرتا ہے۔ اسکی میز اکثر بے آلو اور اسکا منہ اکثر
بغیر چرٹ کے رہتا ہے۔ اس غریب کی مصیبتین جیسے مجکو
معلوم ہوئی ہین مجکو نہایت رنج ہے۔ اور واقعی یہ امر
کہ تین سو ساٹھ اسکے واسطے کیا کافی ہوسکتا ہے جو شخص اپنی
ترقی خود نہ کرلیتا ہو میری راے مین گورنمنٹ کو اسکی ترقی
کرنی چاہیے۔ دیانت حسین نے ابھی مالی حالت مجھسے چھپائی
لیکن اتفاق سے مجکو اسکے خانگی حالات معلوم ہوگئے
اور اسی وجہ سے مین آپکی مدد کی اس معاملہ مین خواہش
کرتا ہون۔

آپکا مخلص خاص

سرکاری رپورٹین خواہ کیسی ہی بے اثر ہون لیکن ممکن نہین
کہ ڈیمی افشل سفارش بیکار ہو۔ مسٹر جان جارلس اسپٹائیک نے
بڑی قدر کی اور مسٹر دیانت حسین کو قائم مقام جائنٹ مجسٹریٹ
درجہ اول مقرر فرمایا اور اپنے ہاتھ سے دیانت حسین کے
نام یہ چٹھی بھیجی

مائی ڈیر راجہ

آپکو مین خوشی سے اطلاع دیتا ہون کہ مین نے آج آپ کو
قائم مقام جائنٹ مجسٹریٹ درجہ اول مقرر کیا مجکو امید ہے
کہ یہ تقرری آپکی موجودہ تکلیفات مین مدد دیگی۔

آپکا وفادار۔ جان جارلس

گزٹ کی اشاعت سے پہلے انکو خود لفٹنٹ گورنر کی تحریر سے
اپنی ترقی کا حال معلوم ہوا فوراً وہ چٹھی لیے ہوے ڈپٹی کمشنر کے
پاس گئے اور انکا شکریہ ادا کیا اور لفٹنٹ گورنر کے نام
شکریہ کی چٹھی روانہ کی۔ تمام اسٹیشن کے لوگ اس ترقی سے
نہایت خوش ہوے۔

اس اضافہ تنخواہ سے واقعی دیانت حسین کی حالت مین
بڑا فرق آگیا انکا افلاس دور ہوا اور وہ آرام سے زندگی بسر
کرنے لگے۔ گورنمنٹ کی اس برمحل پرورش نے تمام ملازمان
سرکار پر بہت ہی اچھا اثر ڈالا اور یہ بات سب کو پورے طور پر
معلوم ہوگئی کہ اگر کوئی شخص اپنی خدمات کو لیاقت اور
دیانت سے انجام دے گورنمنٹ اسکی دستگیری کرنے کو
تیار ہے۔

ہمارے دوست مسٹر دیانت حسین کو جائنٹ مجسٹریٹ
ہوے بہت زمانہ نہ گذرا تھا کہ پانیر نے دفعتاً انکے نجم الملک
ہونے کی خوشخبری سنائی آخر گزٹ جو لندن مین شائع
ہوا اسکی نقل بجنسہ پانیر مین شائع ہوئی منجملہ اور لوگون کے
راجہ دیانت حسین سی آئی ای کا بھی انمین نام تھا۔ اس خبر سے
متاثر ہوے تھے بھی ضلع مین بڑی مسرت ہوئی بہت سے جلسون
کی طرف سے گورنمنٹ مین شکریہ ادا کیے گئے اور خود دیانت حسین
کو مبارکباد دیلی۔ دو مہینے بعد لفٹنٹ گورنر نے خاص دربار کیا
اور تمغہ ستارہ ہند سید دیانت حسین کو عطا کرتے وقت
جو الفاظ کہے وہ ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔

"مجکو اپنی تمام افسری زندگی مین ایسی مسرت بہت
شاذ ہوئی جیسی آج آپکو تمغہ اسٹار آف انڈیا دینے مین
ہوئی۔ حضور قیصرہ ہند نے براہ مراحم خسروانہ آپکو یہ عزت
عطا فرمائی جسکے آپ ہر طرح مستحق ہین۔ حضور ویسرائے نہایت
افسوس کرتے ہین کہ وہ اس موقع پر غیرحاضر ہین اور مین انکی
قائم مقامی کر رہا ہون۔ مسٹر دیانت حسین جو شخص آپکے
حالات سے آگاہ ہے واقعی وہ یہ سمجھ سکتا ہے کہ دنیا مین اپنی
آپ مدد اسطرح ہو سکتی ہے جب آپکے والد نامدار نے انتقال کیا
آپ بالکل بے سروسامان ہوگئے اور کوئی شخص نہین سمجھ
سکتا تھا کہ یہ قدیم خاندان پھر کبھی کچھ نام پیدا کریگا۔ لیکن
مسٹر مارپک نے ایسا اچھا بیج بویا تھا کہ وہ اب خدا کی مہربانی سے
ایسا خوشنما درخت ہے۔ آپ نے اپنی لیاقت دیانت اور سچائی سے
ہندوستان مین ایک عمدہ مثال پیدا کردی اور یہ ثابت
کر دکھایا کہ اس ملک مین بھی ایسے بہادر لوگ موجود ہین
جہان آباد کے مقدمہ مین آپنے جو سرگرمی اور مستعدی دکھائی
وہ ایسی نہ تھی کہ حضور قیصرہ ہند کی اطلاع تک نہ پہونچائی جاتی
آپ نے شروع عمر مین جو مصائب برداشت کیے انکا مجکو
نہایت افسوس ہے لیکن مین یقین دلاتا ہون کہ آپکے
آئندہ وقار دوگونہ ہوگیا۔

مین پھر اپنی دلی مسرت ظاہر کرکے آپکو مبارکباد دیتا ہون
دعا کرتا ہون کہ مین اپنے نوجوان دوست کو با اقبال
اور مرفہ الحال دیکھون۔"

مرحوم [illegible] ہیں انشاء اللہ میں [illegible] دیانت حسین کے [illegible] ولایت [illegible] ہو بہت تعجب کرتے تھے لیکن بہت [illegible] ان [illegible] انہیں کہ سید دیانت حسین کی ابتدا اور آنکی [illegible] خیال کرنے سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ [illegible] اللہ تعالیٰ کی عجیب چیز ہے اور انسان اگر چاہے تو اپنی تمام [illegible] استقبال [illegible] سکتا ہے۔

[illegible] کے بعد سید دیانت حسین کا [illegible] [illegible] بار بار مجرم ہو گیا یا بار وہ بھی تمنا کرتے [illegible] سیلا انعام [illegible] [illegible] ہو جاتے۔

[illegible] دیانت [illegible] [illegible] خوشامد [illegible] [illegible] تھا اور دیانت [illegible] [illegible] تھے [illegible] [illegible] آیا اور سید دیانت حسین کو [illegible] دیانت حسین فرمائے [illegible] شادی مرگ ہو جاسکے [illegible] آنے لگے۔

بیٹی — [illegible] خوش ہو [illegible] [illegible] خدا کا شکر ہے کہ ہمیں لا [illegible] ہیں [illegible] [illegible] خدا کا شکر ہے۔

ڈاکٹر — [illegible] تمہاری [illegible] [illegible] انعام دیا [illegible]

بیٹی — [illegible]

دیانت حسین — [illegible] مسٹر چٹرسن کے ساتھ [illegible]

بیٹی — [illegible] مگر بار ہو بڑے خوش نصیب جنہنے تمام عمرین [illegible] تب لاکھ بار ان خرید کین مگر ایک پیسہ کبھی نہ پایا۔

ڈاکٹر — ابھی مجھے تمام عمر اسکی ارمان ہی رہی کہ جیتنے میں [illegible] لیکن ایک دفعہ بھی کبھی نہ ملی۔ اسوقت ایسی خوشی [illegible] کہ سب نے کھیل بند کر دیا اور اسی کی باتیں ہونے لگیں [illegible] اور انگریز بار بار دیانت حسین کو مبارکباد دیتے [illegible] کے عوض دعوت مانگتے تھے دیانت حسین بھی [illegible] مسرور تھے اور بار بار خدا کا شکر کرتے تھے۔

باب سی و ہشتم

[illegible] وقت [illegible] ایک بار [illegible] [illegible] [illegible] ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ مسٹر دیانت حسین ولایت [illegible] بالکل تیار تھے صرف روپیہ کی کسر تھی [illegible] [illegible] اور انہوں نے فوراً دو سال کی [illegible] کر دی اور مسٹر چٹرسن کو اطلاع دی کہ جس تاریخ کو [illegible] اسے ہوا اسی تاریخ سے انکو بھی رخصت منظور کیجائے [illegible] جہان آباد کو انکی جدائی [illegible] شاق تھی لیکن [illegible] دیانت حسین اپنے ارادے میں ایسے پکے تھے کہ [illegible] تال نہ سکتے تھے گورنمنٹ نے رخصت فوراً منظور [illegible] اور مسٹر دیانت حسین نے سفر کی تیاریاں کرنی شروع کیں ۱۲ نومبر کو بمبئی سے روانگی قرار پائی اور یہ بھی ہوا کہ بمبئی میں مسٹر چٹرسن انکو ملیں [illegible] پی اینڈ او کی معرفت [illegible] طے ہو گیا ۱۰ نومبر کو [illegible] روانگی جہان آباد میں مقرر ہوئی۔ تمام یورپین افسران نے مسٹر دیانت حسین کا [illegible] اور [illegible] ضلع جہان آباد [illegible] کو سید دیانت حسین کا جلسہ الوداع اور [illegible] اس جلسہ میں تمام رؤسا و کلا عمال و حکام شریک تھے

اور ایک طلائی کشتی میں ذیل کی عبارت کا اڈریس پیش کیا گیا

بحضور راجہ دیانت حسین سی ایس آئی جائنٹ مجسٹریٹ

ضلع جہان آباد۔

ہم لوگ کمال رنج سے آپکو وداع کہتے ہین اور آپکو رخصت کرنے جمع ہوے ہین آپ ڈھائی برس تک ہمارے ضلع مین حکمران رہے اور جسوقت آپ تشریف لائے تھے اسمین کچھ شک نہین کہ ضلع ایک عجیب حالت مین تھا۔ رشوت کا بازار گرم تھا اور کوئی اہل معاملہ یا زمیندار ایسا نہ تھا جو کچہری آتے وقت مغموم اور پریشان نہوتا تھا۔

آپنے اپنے اخلاق۔ انصاف اور بیدار مغزی سے وہ سب قباحتین دور کین اور ہملوگون مین اپنا ایسا اعتبار جمالیا کہ اب کسی کو ذرا بھی کچہری کے آنے مین پس و پیش نہین تھا۔

دفعہ ۲۔ آپکے انتظام نے صرف یہی نہین کیا کہ آپ کی خود کچہری مین سب کو آرام ملا بلکہ آپکی خوش انتظامی اور نگرانی سے تمام ضلع مین رشوت کا انسداد ہوگیا اور تمام عدالتون مین ہر شخص بہ اطمینان تمام آتا ہے اور ہنستا ہوا واپس جاتا ہے نہ مدعی کو یہ خوف ہے کہ مدعا علیہ متمول ہے اور نہ مدعا علیہ کو یہ خوشی ہے کہ مدعی غریب ہے۔ یہ نتیجہ صرف آپکی لیاقت اور بیدار مغزی سے ہوا۔

دفعہ ۳۔ اس تھوڑے زمانہ مین آپ نے جو ہملوگون کے ساتھ احسانات کیے وہ ایسے نہین ہین کہ ہملوگ تمام عمر فراموش کرسکین اور ہملوگون کو آپسے ایک لی محبت ہوگئی اور ہم التماس کرتے ہین کہ آپ ہملوگون کو ہمیشہ یاد رکھینگے۔

ہملوگون کو امید ہے کہ آپ بعد سفر ولایت کسی اور معزز عہدہ پر پہونچینگے اور اسوقت ہماری تمنا ہے کہ آپ اس ضلع کو نہ بھولینگے۔

اس اڈریس پر قریب قریب تمام اون آدمیون کے دستخط تھے جو عین جوش کے ساتھ ایک [illegible] دیانت حسین کو رخصت کرنے جمع ہوے تھے اسکی کبھی توقع نہ تھی تمام طور پر یہ معلوم ہوتا تھا کہ خلقت دیانت حسین کے حالات سے [illegible] اب ثابت ہوا کہ صرف وہی چند لوگ جنکو آپسے نقصان پہونچا تھا وہی انکے دشمن تھے ورنہ عام رعایا آنکی قدر کرتی تھی اور دل سے خیر خواہ تھی۔

مسٹر دیانت حسین نے اس اڈریس کا یہ جواب دیا۔

وکلاے زمینداران و رؤساے ضلع جہان آباد

میری تمام زندگی مین اس سے زیادہ قابل عزت کوئی دن نہین تھا۔ جیسا آج آپ لوگون کی وجہ سے مجھکو فخر ہوا مین تہ دل سے آپکی محبت کا شکر گزار ہون کہ میرے رخصت کرنے کی تکلیف آپنے گوارا فرمائی۔

آپنے مہربانی سے میری ان ناچیز خدمات کا تذکرہ کیا ہے جو مین نے جہان آباد مین انجام دین۔ جنٹلمین وہ خدمات ہرگز اس قابل نہین کہ انکا تذکرہ کیا جاتا مین نے جو کچھ کیا وہ اپنی قوم اور اپنے ملک کی فائدہ رسانی کی غرض سے کیا آپ لوگ ہمارے بھائی ہین اور یہ ہندوستان ہمارا گھر ہے اسواسطے میرا دل کبھی اس بات کو گوارا نہین کرتا کہ مین ایک بھائی کا گھر دوسرے بھائی کے ہاتھون برباد ہونے دون۔ مجھکو خوف تھا کہ راجہ جہان آباد مقدمہ نے آپ لوگون کو مجھسے برہم کر دیا ہوگا لیکن آپکی وہ شبہہ [illegible] رفع ہوا اور مین خدا کا شکر ادا کرتا ہون کہ جسطرح [illegible] میری خدمات پسند فرمائین اسطرح آپ لوگ بھی مجھسے اچھی رہے۔

آپ لوگ مین نے لا آکر راجہ صاحب بجرم ہوتے تو [illegible] ہوتے [illegible] لیکن انکی [illegible]

مجبور کیا اور اسی وجہ سے مین کوئی مدد آنکی نکر سکا ہماری
عادل گورنمنٹ کا یہ اصول نہین ہے کہ امیر آدمی غریبون کو
تنگ کیا کرین اس راج مین اور قانون کے سامنے امیر
اور غریب سب برابر ہین اور یہی سبب ہے کہ برٹش گورنمنٹ مین
اسقدر امن ہے جو آجتک ہندوستانیون کو کبھی نصیب نہوا تھا
جنٹلمین مین ابھی نہین کہہ سکتا کہ ولایت سے واپسی کے
بعد مین کہان جاؤنگا اور کیا کرونگا - میرا ارادہ ہے کہ مین
... مین بیرسٹری کا امتحان دون - عضو قیصر ہند
... سکرٹری آف اسٹیٹ سے ملون ہندوستان کے
... جہانتک ممکن ہو ادب کے ساتھ آپکے مالک کے
... پیش کرون اور اس ذریعہ سے اپنے ملک کو فائدہ
پہونچاؤن بہرحال جو کچھ میرے ناچیز ہاتھون مین ہے
ہمیشہ آپ لوگون کے واسطے کرنے کو تیار ہون اور اب
مین آپ سے رخصت ہوتا ہون اور خدا حافظ کہتا ہون

دو بجے شب تک یہ جلسہ رہا اور ہزار ہا آدمیون کا مجمع تھا
روشنی و آرایشات کا بہت عمدہ انتظام ہوا تھا اور
انگریزی و ہندوستانی کھانا بہت نفیس پکوایا گیا تھا
بعد فراغت ڈنر سب لوگ رخصت ہوئے جب بابو صاحب
وہان سے رخصت ہو کر گاڑی پر سوار ہونے لگے بے اختیار
آنکی آنکھون سے آنسو گر پڑے - ع

کی جدا اسقدر ہم وقت کے جانے
گھبرا کے رو دیا دل بے اختیار نے

دوسرے روز میل ٹرین مین راجہ دیانت حسین خان صاحب
جہان آباد سے روانہ ہوگئے - اور بمبئی مین ہندوستانی شہریون سے
ملے اور وہان سے روانہ انگلستان ہوئے -
آنکے حالات سفر انگلستان انشاء اللہ تعالی ہم دوسری
جلد مین ہدیہ ناظرین کرینگے -